فروغ دل

سنہ ۱۳۲۰

اثبات وجود الاحدیۃ

فی

دفع تشویشات الخارجیۃ

مصنفہ

واقف رموز خفی وجلی کاشف اسرار ابدی وازلی فیض عالم جناب مولوی سید احمد علی صاحب حسنی

بزمان نصرت توامان

اعلیٰحضرت قوی شوکت سکندر دور فریدون فر

کیوان ایوان خورشید پاسبان خاقان ابن خاقان

نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک

مظفر الممالک آصف جاہ سادس سلطان دکن

ادام اللہ ظلہ وخلد اللہ سلطنتہ

باہتمام

مطبع نظام دکن واقع ریذیڈنسی حیدرآباد دکن طبع ہوکر فروغ افزاے چشم نقدین ہوئے

سنہ ۱۳۲۰ ہجری
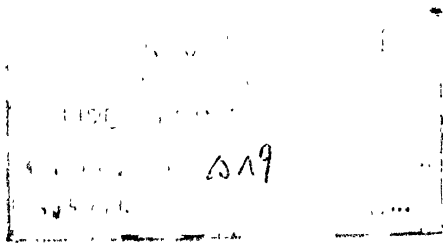
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الاحد والصلوۃ والسلام علی مظہر الصمد وعلی آلہ واصحابہ الامجاد

اس حقیر ناچیز نے جب کتاب (رفع الاشتباہ عن صفات الصوفیہ) جسکی نظام
زیادہ تر غایت یہی ہے کہ خصم کے نادانستہ حملون اور وارون کے لئے سپر کا کام دے اور
مخالفین ومعترضین کے حق مین وہ تیز باڑ دار تلوار رہے جو ہر مقام اور موقع پر بدیریغ اپنا کام
کئے بغیر رہ نہ سکے۔ اور بالخصوص مبتدیان راہ سلوک کے استحکام عقاید اور استقلال کے لئے درسی
پہلی کتاب بنے اور ملاحدین اور جلدبازون کے لئے نمونہ عبرت ہو اور معتبرون کے لئے پرکال
کے شناخت کا آلہ ہو۔ لکھہ چکا تو بعض خاص احباب نے یہہ فرمایش کی کہ آجکل مسئلہ وحدۃ الوجود
پر کثرت سے اعتراضات ہو رہے ہین۔ اور اسی مسئلہ کے باعث صوفیہ صافیہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین پر تبرا ہو رہا ہے۔ لہذا مختصر طور پر اسبارہ مین کچھہ لکھا جائے تو احسن ہی مینے
ادن سے عرض کیا کہ تالیف و تصنیف جب ہی مقبول عام ہوتی ہے یا تو رنگینی عبارت
ہو یا فصاحت بلاغت ہو۔ یا اعلیٰ مضامین۔ یا دلچسپ قصص ہون مجھے ایسا علمی مادہ
نہین جو ناظرین کے دل کو خوش کر سکون ہر ہر جملہ زبان حال سے میری لاعلمی اور
خوشہ چینی کا کھلی زبان اظہار کریگا۔ کسی مضمون کے تحریر کی جرات کرنا کم حوصلگی کو طشت ازبام

کرنا ہے ہر چند کوشش کی کہ نشانہ ملامت نہ بنون لیکن احباب نے ایسا ٹڑ بابا اور ایسی
قدر کی جیسے کوڑے سے ٹھیکریون کو جواہرات سمجھکر اوٹھاتے ہین اور رسند وقچہ ول
مین جگہہ دیتے ہین بلکہ اس کم مایہ کی عزت اس سے بھی زیادہ بڑہائی ۔ اور ہر طرف سے
عذر کے راستے تنگ کرکے خاموش کر دیا بالآخر بڑے رد و قدح کے بعد مجھے اسپر
مجبور ہی کیا کہ اپنا خیال ناقص ٹوٹے پھوٹے جملون ہی مین ظاہر کرون ۔ یہہ ایک
ایسا اہم اور سترگ کام میرے سپرد کیا گیا جو میرے حوصلہ سے بدرجہا بڑہا ہوا ہے ۔ کیونکہ
ایک زمانہ دراز سے اسکی اولجھن چلی آرہی ہے جسکا سلجھانا کچھہ آسان امر نہین ۔
میرا منشہ نہین کہ اسکو صاف طور پر ہدیۂ ناظرین کرون ۔ اور نہ مجھہ مین ایسا علمی
سرمایہ ہے کہ ایسی باریک باریک باتون کو واضح کرون ۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ
اجناس مختلفہ ملا کر اندہے مادر زاد سے یہہ فرمایش کیجائے کہ ہر ہر چیز جدی جدی
کر دیجاوے ۔ پہلے تو وہ خود اندہا ۔ دوسرے اوس بیچارے سے وہ کام لیا جاتا ہے
جو اوسکے امکان سے خارج ۔ علاوہ اسکے آجکل کا زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جہالت و تعصب
خواہشونکی پیروی اور اپنی ناقص رایون پر ناز کرنا شایع ہو رہا ہے ۔ کیونکہ باہمی نفرت کی
جڑ معصر ہونا ہوا کرتا ہے اور اہل تصنیف تو ہمیشہ ملامت کا ہدف ہی رہتا ہے چونکہ
برون ہی سے اچھون کا تمیز ہوتا ہے ۔ اور اچھے لوگ اپنی اعلیٰ نظر خطا کی گرفت اور
خفیف باتون کے جانب معطوف نہین کرتے ۔ پس مینے خیال کر لیا کہ میری برائی
عمدہ لوگون کی اظہار اچھائی کا باعث ہے جیسے حبشی زنگی کا کالا پن زشت روئی
حسینون کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے ۔ جو کچھہ ذہن ناقص مین آتا ہے اوسکے
اظہار مین دریغ نکرون ۔ مین ہرگز ہرگز اسکا دعوے نہین کرتا کہ اس مسئلہ کو عام فہم کر دونگا

اگر یہ مسئلہ اِس قابل ہوتا تو ہرگز آج تک پیچیدہ نہ رہتا۔ بڑے بڑے لوگ جنکی
عقل اور تیزی فہم نے دنیا کے اِس کنارے سے اوس کنارے تک اپنی روشنی
پھیلا کر آیندہ آنیوالی نسلون کے لئے دونون کی آنکھون مین نور پیدا کرادیا وہ کب اِسکو
گوارا کرتے کہ ایسے بزرگ مسئلہ کی تفہیم مین عالم کی آنکھین مثل چمگادڑ کور کے کورہی
رہین مگر اِس ہیچمدان نے باوجود لاعلمی اور بے بضاعتی کے بقول کسی شاعر کے۔ شعر۔

دارد ھزار درکہ صدف دم نمی زند مرغیکہ بیضہ دارد و فریاد می کند

جو کچھ ذہن مین آیا بیدریغ عرض کردیا۔ جنکے سینون مین علوم کے دریا موج زن ہین اون
سے قوی امید ہے کہ وہ ہرگز گندہ نالون کے شور و غل سے ذرا بھی جنبش نکرینگے۔
یہ معلوم رہے کہ مینے حتی المقدور اسکا التزام کیا ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف بحث نکیجاوے۔ اور نہ اجماع امت کا خلاف ہو اور
نہ وہ امور بیان کئے گئے ہین جو صدر اول مین نہ تھے صحابہ تابعین تبع تابعین مین جسکا
رواج نہ تھا یا جسکو مسلمانونکی کثیر جماعت نے قبول نکیا ہو اگر کہین اسکے خلاف پایا جائے
تو وہ میری بالکل خطا ہے خدا کی رحمت ہو اوسپر جو مجھکو خوابِ غفلت سے جگادیوے۔
واضح ہو کہ اس کتاب کو ایک مقدمہ۔ اور ایک ہدایت۔ اور ستائیس فصلون
اور ایک خاتمہ پر اتمام کرکے (اثبات وجود الاحدیۃ
فی دفع تشویشات التخارجیتہ) نام رکھا۔ ناظرین سے امید ہے کہ مصنف کتاب ہذا
فیض عالم المعروف سید احمد علی ولد سید وزیر علی حسینی کے حق مین دعا خیر فرماوینگے۔

مقدمۂ کتاب

دنیا کے کل علوم مین افضل العلم علم رضائے الٰہی ہے۔ اور وہ طلب کرنا ہی صراط مستقیم کا

جسپر کہ اوسنے نعمت کی ہے اور اسی راہ کے پلنیکے لئے قایم کرنا ہے دین کا۔ اور وہ کیا ہے (اسلام) یعنے اسلام راہ نمائی کرتا ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) کے جانب۔ اور یہی عبادت خالص زینہ ہے پروردگار عالم کی رضا جوئی کا۔ اور اسکا حاصل کرنا بغیر معرفت کردگار کے محال ہے۔ اور حصولِ معرفت بغیر شوق واشتیاق کے غیر ممکن۔ اور شوق واشتیاق بلا استقلال واستحکامِ عقاید کے بیکار۔ اور عقاید بغیر توحید کے باطل۔ کیونکہ اوائل دنیا سے اسی منزلِ توحید کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ اسّی ہزار پیغمبر نازل اور مامور اور مصروف بکار رہے یعنے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضرت خاتم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ہوا۔ جیسا کہ پہونچا حکم رب جلیل کا بجانب حبیبِ رب العالمین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ آج کے روز کامل کئے ہم واسطے تمھارے دین اور تمام کئے ہم اوپر تمھارے نعمت اپنی اور خوش کیا مین واسطے تمھارے اسلام کو دین۔ پس بغیر معرفت توحیدِ کامل کے نہ عبادت خالص نصیب ہوسکتی ہے اور نہ اصل حقیقتِ دین ہاتھ آسکتی ہے۔ الحق بالخصوص حضرات اہل عرفان رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہایت اعلیٰ درجہ کی توحید بطفیل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پائی ہے۔ اسلیئے اس کتاب مین علوم اہل عرفان کے مسایل سے مسئلہ توحید کا بیان کیا گیا ہے اور وہ مسئلہ وجود ہے جو نری توحید ہی توحید سے مملو ہے۔ خداوند عزوجل کی وحدت حقیقی کا ذکر ہے۔ اوسکا یکتا ہونا۔ بےمثل اور بے مانند ہونا۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونا بیان کیا گیا ہے چونکہ

عوام نے اوسکے ظاہر معنون یا اوسکے استعمال ہین با وجود تنزیہہ مطلق ہونیکے غلط فہمی کی ہے اسلیئے اون کے اشکال کا دفعیہ ہے۔ اوسکے اصلی مقاصد اور مطالب اور طرق اور اوسکے حصول کے ذرایع اور مدارج ہی اور ہین۔ ایعزیز حیوان خاص کیا گیا ہے حس و حرکت ارادی سے۔ مگر حضرت انسان کی یہہ کیفیت نہین ہے۔ کیونکہ اللہ مناجب ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اور اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کے خلعت سے سرفراز ہے اور عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا سے ممتاز ہوکر مسجود ملایک ہوا کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ رباعی۔

همین آدم تو ای گر راز دانی | همین آدم تو ای گر باز دانی
بکرمنا ترا تشریف داده | در معنی بروی تو کشاده

و (فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ) کے تحت مُلّا حسین کاشفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ رباعی۔

نظری بسوی خود فکن که تو جان جهانی | مفکن بخاک خود را که تو از بلند جائی
تو بچشم خود نهانی کمال خود را تو چه دانی | چو دراز صدف برون آئی که تو بس گران بهائی

اور مولانا حکیم سنائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ شعر۔

تو نئی همچو سیر در یک پوست | بود تو است همچو پیاز تو بر تو است

پس حضرت انسان مخصوص کیا گیا ہے اکتساب علوم اور اقتباس انوار سے طبیعت اشیاء کا جاننا کوئی بڑی بات نہین یہہ فعل تو حکما کا ہے۔ ہان اشیاء کی خاصیتین کا جاننا البتہ یہہ کام اعلی درجہ والون کا ہے۔ اور یہہ مراتب انبیا کو حاصل ہین۔ اشیاء کی حقیقت سمجہنا اولیاء اللہ کا کام ہے۔ ایسا ہی وجود کے

ایک جاننے سے کوئی نتیجہ نہین۔کمال اسکو نہین کہتے یہہ تو محض تقلید ہی تقلید ہے۔یہان سالکانِ راہ طریقت کو دعوت صدق حق کا سب سے اول دین اسلام کا پہلا نشان۔شرک و نار سے بچانیوالا۔ذنوب وخطایا کا مٹانیوالا احق الحسنات کلمۂ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ) تقوی اور شہادت حق مع الاخلاص کے ساتھ تفہیم کرایا جاتا ہے۔اہل ظاہر کے یہان تقلید ہے تو اہل باطن کے یہان تحقیق۔یہان مُقلِد ہے تو وہان مُحقق۔یہان ابتدائی سبق ہے تو وہان انتہائی تحصیل۔یہان اسلام تازہ ہوتا ہے تو وہان سالک فنا پاتا ہے۔یہان اسلام اور تصدیق قلبی ہے تو وہان کشف اور مُشاہدہ۔ رباعی۔

برذات مقدسش کسی را راہ نیست　　وز عز و جلال او کسی آگاہ نیست

سرمایۂ رہ روان کہ راہش طلبند　　جز معنی لا الٰہ الا اللہ نیست

سچ تو یہ ہے کہ انسان کا کمال درجہ یہی ہے کہ اپنی ہستی موہوم کو خداوند تعالیٰ و تقدس مین فنا کرے۔جیساکہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تو درو گم شو وصال اینست و بس　　گم شدن گم کن کمال اینست و بس

ہدایت ضروری

ایعزیز۔خدائے تعالےٰ نے تجھے اگرچہہ بھی عقل سلیم دیا ہے تو ہماری اس ہدایت کو سُن اور بجان و دل قبول کر خداوند کریم اِسکا ثمرہ وہ عطا فرمادیگا جسکی تمنا نیک لوگون نے کی اور اللہ صاحب نے اچھا بدلہ دینیکا وعدہ فرمایا ہے۔یہانیجان مسائلِ صوفیہ کو معمولی اور آسان مت خیال کر یہہ مسائل ایسے نہین ہین

جو باتون سے حل ہون - اس راہ مین بڑی بڑی گہاٹیان ہین اسکا طے کرنا کچھہ آسان امر نہین - جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے -

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار	که پیدا نشد تختہ بر کنار

ہزارون اس دریاے ناپیدا کنار مین غوطے لگاے الشاذ کالمعدوم بعضون ہی نے حسب استعداد دُرِ مقصود کو پایا -

کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند	بلا احصے از تگ فرو ماندہ اند

اسلئے ہم کہتے ہین کہ عام جلسون مین ایسے تذکرون سے ایسا پرہیز کر جیسے ایک یہودی یا نصرانی طبیب کے کہنے سے حالت مرض مین کرتا ہے اور یہہ یاد رکھہ کہ امراضِ بدنی مین بدپرہیزی ہو بھی جاے تو اطبا دوسرا علاج کر سکتے ہین مگر امراضِ روحانی کا علاج نہایت ہی مشکل ہے - عام جلسونمین اسکا ذکر کرنا مہلک امراض کا پہیلانا ہے جسکی وجہ سے آخرت کی خرابی کا سامنا ہے - اور جُہال کے عقاید کی کشتی کو تو گردابِ بلا کے تلاطم مین پھنسا کر غوطے کہلانا ہے - ابدالآباد اس بربادی کے وبال کا بوجھہ اوسکے سر ہوگا جو الحاد کے راستے کو نااہلون پر کہولیگا - عاقبت کار جسوقت گردن پکڑی جائیگی اوسوقت سواے مایوسی اور افسوس کے کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا اور میدان قیامت مین جہان بڑے بڑے اولوالعزم نبیون کے ہوش ٹھکانے نہون گے وہان ما و شما کو بجز حسرت اور خسران کے اور کیا ہاتھہ آئیگا - اور یہہ خوب سمجھے ہوے رہو کہ یہہ اہم مسائل جو تیری سمجھہ سے بہت پرے ہین غیر کی تفہیم کا دعوے کرنا فعلِ عبث ہے - کیونکہ بڑے بڑے لوگ اسمین عاجز رہے ہین

ہان شیخی اور آبروے ظاہری کے لئے اسکا ذکر وہ بھی بے سرو پا فقط زبان سے
مزخرفات نکالکر عظیم جرم و خطر مین محض بوالہوسی اور شیخت کی بدولت گرفتار ہونا
کسی عقلمند کا کام نہین۔ بہائیجان بات تو یہ ہے کہ تجہے خدا طلبی مقصود ہے
یا دنیا طلبی خدا طلبی اگر مقصود ہے تو تو خدا کے جانب لگا رہو۔ دنیا اگر چاہتا ہے
تو وہ بھی تجھے نصیب ہوگی بیوقوف جاہل کہنے والے کثرت سے ہونگے
تو شاذ و نادر ہی کوئی تیرا شریک ہوگا تو پھر اس سے کیا پھل پائیگا۔ پس ہمارے
کہنے کو مان اور آداب صوفیا کو پیش نظر رکھ اور خصم کے ساکت کرنے مین
کوشش نکر۔ خدا جسکو راہ بتلاتا ہے وہ خود راہ مستقیم پر رہیگا خبردار جنہ
الحاد اور زندیقیت پھیلانے سے ہمیشہ بچا رہو۔ اور مین اسکی مطلق اجازت
نہین دیتا اور نہ یہ میرا مطلب ہی ہے اور نہ مین اسکو پسند کرتا ہون کہ نا اہل جُہال
اس کتاب کو دیکھین اور خدا سے بھی میری یہی التجا ہے کہ خداوندا اس کتاب
اونکی نظرون سے ہمیشہ بچا رکھ جو متعصب اور انصاف پسند نہون یا جنکو
علم تصوف سے کچھ بہرہ نہین۔ آمین یا رب العالمین۔

تمہید

بہائیجان اہل عرفان صاحبان راہ طریقت و معرفت جماعت صوفیہ صافیہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین نے اپنے تابعین اور رہروان راہ مستقیم کے خواہشات نفسانی
کے روکنے اور اخلاق ذمیمہ کے مہلک امراض سے نجات دلا کر اخلاق
فاضلہ کو حاصل کر کے روحانی قوت بڑہانیکے لئے بنظیر عمدہ جوجو وسائل

بہم پہونچائے ہین اونھین مین سے یہہ ایک مسئلہ وجود بھی ہے۔ نہایت لطافت و پاکیزگی سے اپنے اصول کے اظہار کا جو طریقہ اکابرانِ سلف نے اختیار فرمایا ہے وہ کب اس قابل ہے کہ ہر کس و ناکس اوسکے سمجھنے کا اپنے کو اہل قرار دے۔ اونکے اقوال اور اشعار نہایت سنجیدہ ہین اِن ادق اور غامض اوزان کے لئے اعلےٰ میزان ہی چاہئے جو لطافت سے مملو ہو۔ بلکہ لطیف و الطف ہو۔ الغرض یہہ وہ مسئلہ ہے جسکا انکشاف مجرّد الفاظ و عبارت کے ملبُوسات کے معاینہ سے ہونا نہایت مشکل ہی نہین محال ہے بلکہ یہہ وہ حروف ہین جنکا ظرف استتار ہے۔ اور الفاظ اسرار۔ یہہ وہ بیاض ہے جو چشم دل مین سبزہ سوادا اوگاتا ہے۔ اور یہہ وہی سواد ہے جو روح و دماغ مین سودا اوٹھاتا ہے کہین نور دیدہ افروز ہے تو کہین نار پردہ سوز۔ (ماشجر اخضر طوبیٰ ثمر) یہہ اونھین محققون کا حصہ ہے جنکی قابلیت اور استعداد ایسے عظیم الشان بوجھ کے اوٹھانیکی متحمل ہوسکتی ہے۔ اِس مسئلہ کے سمجھنے کا یہہ ادنیٰ اثر ہے کہ اسکا (عارف) اہلِ دنیا کے روبرو ذلیل و خوار مانا جاتا ہے۔ یہہ کیسکا جبہ ہوگا کہ محض ایک مسئلہ کے جاننے کے لئے جو وہ بھی ضروریات دین سے نھین زمانہ سے ناکارہ ہوکر نشانۂ ملامت بنے۔ ناکارہ ہونے سے یہہ مراد ہے کہ اہل دنیا کی عقل اون سے سلب ہو جاتی ہے لوگ اونکو مجنون اور دیوانہ سے تعبیر کرتے ہین۔ بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے۔

کسی را درین بزم ساغر دہند ۔۔۔ کہ داروی بیہوشیش در دہند

بات یہہ ہے کہ وہ کمالاتِ دین حاصل کرنے مین سعی بلیغ کرتے ہین۔ اسلئے

عاقلانہ نجات کی راست تدابیرین اونکی رگون مین برقی تاثیر پیدا کرا کے اخروی ومینی منازل مین تیز گام مستعد چست وچالاک بنادیتی ہین - اہل ایمان والتقان امورات دنیوی سے بے بہرہ ہوکر فیضان بارگاہ (لم یزلی) کی امیدواری مین محویت پیدا کرنیکی کوشش مین اسباب عالم پر حقیر نگاہ ڈالنا بھی باعث خسران سمجھتے ہین - اپنے ذوق اور شوق وجدان حالت استغراقی مین لذات دنیوی پر پشت پا تک مارنا عیب تو عیب گناہ کبیرہ تصور کرتے ہین - اون کا تو یہہ قول ہے -

از آخر کار عالم اندیشہ کنید ای سور کنان زماتم اندیشہ کنید
با قحبہ دنیا مکنید آمیزش عریان ہمہ تن شوید وشرمندہ کنید

دنیا مین اپنا کام یہی سمجھے ہوئے ہین کہ عبادتا تہذیب نفس کے علوم حاصل کر کے تقرب الی اللہ پیدا کرین - نماز - روزہ - حج - ذکواۃ - تلاوت قران - ذکر - شغل - مین ہمہ تن مصروف امر ونواہی کے پورے پابند سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل پیرو - کیونکہ وہ خوب سمجھے ہوئے ہین اس حدیث شریف کو جو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (الحدیث) (مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِی فِی الْجَنَّۃِ) یعنے جو شخص میری سنت کو دوست رکھتا ہے پس تحقیق وہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور جس شخص نے مجھے دوست رکھا پس وہ ہوگا جنت مین میرے ساتھہ اس موقع پر سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے -

درین بحر جز مرد داعی نرفت گم آنشد کہ دنبال راعی نرفت

پس انھین لوگون کے لئے (الدنیا مزرعۃ الآخرۃ) واقعی دنیا انکے لیے آخرت کے سودا خریدنیکا بازار ہے۔ کسی شاعر نے اس موقع پر کیا خوب کہا ہے۔

آنانکہ باصل کارشکو بینند | کاراین سو برای آنسو بینند
زان گونہ کہ روی جامہ را خیاطان | زین رو دو زند وحسن زان رو بینند

اور یہہ خوبیان اوسوقت تک جمع نہین ہوتین جبتک علوم دینی سے کما ینبغی بھرہ حاصل ہنوا سلیئے کہا گیا ہے کہ فقیہ تصوف نہ جانیوالا زاہد خشک ہے اور بے فقہ کے صوفی زندیق۔ جو لوگ کہ قرب خداوند عزوجل پیدا کرنے مین اپنے کو منہمک رکھتے ہین اونکا علوم دینی مین کامل اور اکمل ہونا شرط ہے۔ اسلیئے علمائے باعمل اور محقق کہلائے جاتے ہین ورنہ ایسے دقیق مسائل کا حل ہونا جاہل اور عامی سے دشوار ہی نہین محالات سے ہے جہلا ہرگز ہادی اور رہبر نہین ہوسکتے جو باتین ان سے نکلین گی ضلالت اور گمراہی سے بھری ہونگی۔ کیونکہ جو علم سے عاری ہوگا وہ خدا اور رسول کے احکام کو کیا جانیگا۔ بقول سعدی صاحب کے۔ (کہ بی علم نتوان خدا را شناخت) پس جو احکام کو نہ سمجھے گا وہ تابعداری کیا خاک کریگا۔ اور جو تابعداری نکریگا وہ گمراہ ہوگا۔ اور جو گمراہ ہوگا وہ (خسر الدنیا والآخرۃ) کا مصداق ہوگا جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ نے بوستان کے دیباچہ مین فرمایا ہے۔

کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند | برفتند و بسیار سرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسی راہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پسندار سعدی کہ راہ صفا   توان رفت جز سپئے مصطفیٰ

برخلاف اُن بزرگان دین کے کہ جنکی ہدایت اور رہبری نے سارے عالم کو اپنے جانب مخاطب اور مطیع ومنقاد بنادیا۔ جنکی تصنیفات اون کے عالم متبحر ہونے پر سارے عالم کو منادیا پس یہی لوگ (اَلعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الاَنبِیَاءِ) کی تعریف مین داخل ہین۔ الغیر ز جب تو یہان تک مان لیا تواب ہم یہہ کہتے ہین کہ ہمارا منہ نہین کہ اس مسئلہ کو صاف صاف تبلائین اسلیئے کہ اسکا مفہوم تیری سمجھہ سے بہت پرے ہے۔ اسلیئے (تَکَلَّمُوا النَّاسَ عَلیٰ قَدرِ عُقُولِھِم) صاف حکم آچکا ہے پس ہم اشارتاً و کنایتاً بظاہر اتنا ہی بتائینگے کہ جو لوگ بے سمجھے بوجھے اس مسئلہ کے عقیدے والون پر طعن کرتے ہین فی الجملہ بر موقع اونکو جواب مجاسے اور مبتدیان راہ سلوک کا ہیجان دور ہو۔ اگر خداوندکریم کو منظور ہے اور وہ اپنے خزانۂ غیب سے مدد دیگا۔ اور اوسکی بارگاہِ بے نیازی اور رحمتِ نامتناہی سے امید ہے کہ وہ ضرور مدد دیگا۔ کیونکہ ہر نیک کام اوسکی رضاجوئی کا باعث ہے بشرطیکہ مقبول ہو۔ تو انشاءاللہ تعالےٰ اصل مسئلۂ وجود کی حقیقت اور اوسکے اسرارات اور رموزات اور حصول معرفت کو سلف کے طریقہ پر ہدیۂ ناظرین کرینگے اور ہم ناظرین سے اسکی معافی چاہتے ہین کہ اصل مطلب سمجھنے کے آسانی کے خیال سے جہان کہین تمہیداً بعض عبارتین لائی گئی ہین اگرچہ کہ وہ بظاہر غیر متعلق معلوم دینگی۔ مگر اسکا خیال رہے کہ مقتضائے بیان اور اصل جواب کے معلوم کرنیکو اوسکا ہونا ضرور تصور کیا گیا ہے جو خالی از مصلحت نہین پس اوسکے مطالعہ سے گرانی کو اپنے دلمین جگہہ نہ دین۔ تا وقتیکہ کتاب کو کامل نہ دیکھہ لین

ہر ہر جگہ اپنے خیالات کو پریشانی مین نہ ڈالین اور یہہ یاد رہے کہ اِس کتاب کی ترتیب مین زیادہ تر اسکا خیال رکھا ہے کہ اہل عرفان کے اصطلاحات نہ لکھے جائین اسلیئے کہ اونکے معنون کا مفہوم نہایت غامض ہے جسکو ہر شخص سمجھنے کی قوت نہین رکھہ سکتا اس کتاب مین صرف ظواہر پر بحث ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ کے معارف و اسرار کی نازک ور گہری باتین ہین جیسا کہ میرے چچا مولانا مولوی حضرت سید منور علی صاحب حسینی المعروف غریب نے فرمایا ہے۔

نام شیرین سے مزہ نہ زبان پر آوے
جو چکھا ہو مزہ وہی حلاوت پاوے

فصل اوّل

ایعزیز اکثر لوگ اس مسئلہ کے نسبت استدلال شرعی دہونڈنے مین بے فائدہ ناقابل برداشت زحمت گوارا کرتے ہین۔ کیا وہ یہہ نہین جانتے کہ اگر مسئلہ وجود مین نص صریح وارد ہوتی تو عام لوگ کب اس عقیدہ کے پابند نکرائے جاتے بلکہ کل مومنین اور مومنات پر فرض یا واجب۔ کا حکم ہوجاتا حالانکہ ایسا نہین ہے اور حکمت الٰہیہ بھی اسیکے مقتضی تھی کہ جسکا جیسا ظرف ہو حسب استعداد بے سکتا ہے (لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا) اگر یہہ حکم عام ہوجاتا تو بار امانت سے سر اوٹھانا مشکل پڑجاتا۔ تفاوت مراتب رتبت عام وخاص کی تمیز مین مشکل واقع ہوتی خاص لوگ ہی اِس حکم کے دایرہ مین گھرے ہوئے ہین۔

گر سنگ ہمہ لعل بدخشان بودے
پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے

ایسے باریک اور نازک باتون کی پابندی اونھین پر لازم ہوتی ہے جنکو مراتب

قرب مین سے کوئی حصہ نصیب ہوتا ہے۔ یہہ چشم دید بات ہے کہ امور
مملکت کے خاص احکام اور آداب شاہی جیسے وزرا اور مقربین کو معلوم ہوتے
ہین ایک ادنی پولیس کے سپاہی پر صرف اسم شاہی کا دبدبا رہتا ہے۔ اور نہ اون
خاص احکام سے وہ مُطلّع ہوسکتا ہے۔ یا یون سمجھو کہ کسی کے دو لڑکے ہین
ایک طالب علم اور دوسرا شیر خوار۔ اور یہہ بدیہی بات ہے کہ طالب علم پر تحصیل علم
کا ہی بار رہیگا خانہ داری کے بوجھ سے اوسکو کوئی تعلق نہین اور شیر خوار تو ہر طرح سے
آزاد ہی ہے۔ اور یہہ بات کسکو معلوم نہین ہے کہ جسکے قوائے معدہ ضعیف
ہون وہ ثقیل اور بطی الہضم غذا کو ہرگز گوارہ نہین کرسکتا اور اگر کہا لیا تو اوسکے
حق مین وہ غذا زہر ہلاہل ہے جان جوکہون مین پڑجائیگا۔ بہائیجان یہہ یاد رکہنے
کی بات ہے کہ جتنا قرب شاہی ہوگا وتنا ہی خوف ورجا کی زیادتی ہے ذرا ذراسی
بے اعتدالی اوسکے حق مین سَمِّ قاتل کی تاثیر رکہتی ہے۔ جیسے حضرت ذکریا علیہ السّلام
کے سر پر آرا چلتے وقت حکم ہوا تھا کہ اگر اُف کروگے تو پیغمبرون کے زمرہ سے
تمہارا نام نکالا جاویگا۔ یعقوب علیہ السّلام کو یوسف علیہ السّلام کے فراق مین نہ
رونے کی دہمکی دیگئی تھی۔ ذراسی لغزش مین یونس علیہ السّلام کو شکم ماہی مین رہنا
پڑا۔ حضرت ایوب علیہ السّلام اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا دوستی کے پیرایہ
مین امتحان صدق ہوا۔ یہی حالت اولیاء کرام کی بھی ہے کہ ذرا ذراسی بات پر
اونکی نگاہ رہتی ہے۔ کہ کہین لغزش نہو اور دربار شاہی سے نکالے نہ جائین۔
باوجودیکہ زہد اور تقوے داخل شعار ہے۔ تسپر بہی خوف ورجا کے بار سے
دبے ہوئے رہتے ہین جب ہی تو (عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل) کی خلعت

سے ممتاز ہین۔ بہائیجان بعض لوگ بزرگان دین کے اشعار اور احوال واقوال پر جو
یہہ اتہام لگاتے ہین کہ یہہ لوگ شریعت مطہرہ کے پابند نہین ہین یہہ محض غلط ہے۔
جن احکام کی وہ پابندی کرتے ہین بہلا انصاف سے سچ تو کہنا کہ عام لوگ کب ایسے
احکام کے مکلف کئے گئے ہین۔ اگرچہ کہ یقینی طور پر سب جانتے ہین کہ ہر ادنی
کی ذمہ داری سے اوساط او راعلی کی ذمہ داری بدرجہا بڑی ہوئی ہے پس
جان تو اے طالب یہہ مسئلہ خاص لوگون کے لئے ہے نہ کہ عام کو اسکے سمجہنے کی
ضرورت داعی کرائی گئی۔ بلکہ تاکیداً بزرگان سلف نے یہہ کہدیا ہے کہ عام لوگون
مین ایسے مسائل کا ذکر کرنا ضلالت اور گمراہی کا پہیلانا ہے۔ عام جلسون مین اِن
باتون کے ذکر سے قطعاً ممانعت کردی ہے کیونکہ جب ایک عام حکم نہین اور
خاص لوگون کے لئے بھی معاملہ راز ہے تو اوسکے لئے عامیون کا استدلال
دہونڈنا محض زیادتی ہے۔ ہان اگر اس راز سے آگاہ ہونا غرض ہے تو تقرب
شاہی کے اسباب پیدا کئے جایئن تو ممکن ہے کہ دربارِ خاص کے امورات خاص
سے بعضے امور اوسپر منکشف ہوسکتے ہین۔ ایعزیز یہہ خوب یاد رکھ کہ جبتک
اون بزرگان دین کی ذلّہ برداری اختیار نکریگا اور وہ جس راہ پر چلاتے ہین
نہ چلے گا ہرگز ہرگز اپنے مقصود تک نہ پہونچیگا۔ بہائیجان تو جو استدلال چاہتا ہے
تو یہہ تیرے سمجہہ کی غلطی ہے۔ کیونکہ استدلال تو علم حصولی کے لئے ہوا کرتا
ہے عارفون کا علم علم حصولی نہین ہے۔ یہان تو علم حضوری ہے۔ اور علم
حضوری کی تعریف ہی یہہ ہے کہ وہ محتاج استدلال نہو۔ بقول کسی کے
(ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے) "ہین گوئی وہین میدان" یہہ تو ظاہر ہے

کہ ہر شخص کو اپنے وجود پر علم حضوری ہوتا ہے۔ اوسکو استدلال کی ضرورت ہی کہان رہتی ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلے بایدت زور و متاب

پاے استدلالیان چوبین بود — پاے چوبین پر تمکین بود

پس اہل عرفان مسئلہ وحدۃ الوجود کو جو برحق سمجھتے ہین وہ حق پر ہین۔ انشاء اللہ آیندہ ہم اسکو کسی موقع پر بتلاینگے۔ یہان صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہین اور وہ یہہ ہے۔ کہ کوئی شخص جاہل۔ یا نصرانی یا یہودی آفتاب سے نظر جمایا ہو اور وہ یہہ کہے کہ چراغ اور سارا عالم ظلمت اور تاریک ہے تو لوگ اوسکو باور کر لینگے استدلال اوس سے ہرگز طلب نکیا جاویگا بغیر استدلال کے بھی اوسکی تکذیب نھین کیجاتی تو اولیا اللہ کے قول کا کیون اعتبار نھین کیا جاتا اور کیون استدلال مانگا جاتا ہے۔ کیا انصاف اِسیکا مقتضی ہے کہ اہل اسلام اور صاحب قبلہ تو جھوٹے۔ اور مشرک یہودی یا نصرانی سچے باور کئے جایین حالانکہ ازروئے شریعت کافر کی شہادت مقبول نھین۔ پس ایعزیز اولیاء اللہ سے بدظن نہو اور رہو تو نیکوکارون سے شاید نازل ہو تجھپر مدد جانب سے اللہ غالب و برتر کے۔

فصل دوم

بیا ئیجان۔ پہلے یہہ تو دیکھ لے کہ ازروئے لغت واجب اور ممکن کی مختصر تعریف کیا ہے۔ واجب کی معنی۔ دایم اور ہمیشہ۔ لازم۔ اور سزاوار ہونیکی ہین۔ اور حکما کی اصطلاح مین یہہ ہے کہ وجود بقا مین غیر کا محتاج نہو اور وہ حق تعالیٰ

ہے ۔ اور ممکن کی معنی دست دہندہ اور پیدا شوندہ کی ہین نعت ہی نے جب واجب
اور ممکن مین فرق بتلادیا کہ واجب کیلئے قدم ہے اور اولیت مین ایک ہی ذات
ہونا چاہئے اور وہ حق سبحانہ تعالےٰ عزوجل کی شان ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سی ہے
اور ہمیشہ رہیگا ممکن تو پیدا شوندہ اور حادث ہے ۔ فنائیت اسکا لازمہ ہے۔
واجب اپنے بقائے وجود مین محتاج غیر نہین ۔ اور کل عالم کے حق مین معطی
ہے بہمہ وجوہ ساری عظمت اور استغنا اوسیکے لئے سب ہے ۔ اور ممکن کے پیچھے
صدہا محتاجیان ہاتھ جھاڑکر ساتھ لگی ہین ۔ محتاجیون کے علاوہ ہزار ہا سزا اونکی احراست
اور قید کی مصیبتون مین مبتلا ۔ بھوک ۔ پیاس ۔ مرض ۔ موت ۔ بول وبراز
وغیرہ ۔ العزیز باوجود لاگنتی محتاجیون کے کوئی اپنے ہی وجود ہونیکا دعوےٰ
کرے تو اوس سے بڑھکر کوئی نادان نہین ۔ عام محاورہ پر نظر ڈالی جائے تو
بالعموم کروڑ روپیہ رکھنے والے کے مقابل مین ایک روپیہ رکھنے والے کو کوئی
مالدار نہین کہتا ۔ بقول کسیکے ننگا لچا ۔ گھٹری نہ بچہ کوئی متنفس کتناہی شاہ زور کیون
نہو بادشاہ سے مقابلہ کرنا چاہے تو اوسے پاگل اور مجنون کہتے ہین پہلوان
کے مقابل مین ضعیف کو کہتے ہین کہ کچھ مال نہین ۔ حالانکہ نسبت روپیہ کی روپیہ
سے ۔ بادشاہ کی شاہ زور سے ۔ پہلوان کی ضعیف سے نسبت نوعی موجود
ہے ۔ بھائیجان نسبت کے مساوی ہونے سے منسوب اور منسوب علیہ کا برابر
ہونا ضرور نہین ۔ تساوی نوعی سے مراتب شخصی کا برابر ہونا لازم نہین آفتاب
کے مقابل شمع کا وجود نہین ۔ جب عالم ہی مین نسبتون کے لحاظ سے ایکدوسرے
کی نفی کیجاتی ہے تو چہ جائیکہ رب العزت کے وجود کے مقابلہ مین

مخلوق کے وجود کی مساوات کیونکر جایز ہوگی۔متکلمین کے نزدیک وجود کے مفہوم سے جو متبادر ہوتا ہے وہ صحیح نہین صوفیار کرام کے نزدیک جو شئے اپنے وجود مین غیر کی محتاج ہے دراصل اوسکے لئے وجود ہی نہین کہتے کیونکہ اونکی نظرون مین سوائے واجب الوجود یعنے وحدۃ الوجود کے اور کوئی غیر نہین ہے۔جیساکہ نظامی گنجوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

چو سلطان عزت علم بر کشد جہان سر بجیب عدم در کشد

اولیار اللہ کے نزدیک جہان اللہ کا نام آیا ماسوا اوسکی ذات مطلق کے اور کچھہ باقی نہین رہتا۔العزیز یہ مسئلہ نہایت نازک اور ایک بہت بڑا بھید ہے حال قال مین نہین آتا۔جو کچھہ بیان ہوا وہ سب اسباب ظاہری پر ہی اصل مطلب سمجھہ سے بہت دور ہے۔بمصداق اسکے۔
(قلندر آنچہ گوید دید گوید) العزیز تو طلب کر راہ راست کو اللہ بزرگ و برتر سے شاید نازل ہو تجھپر اوسکے جانب سے رحمت۔

فصل سوم

اے میرے پیارے دوست۔جب تو واجب اور ممکن کو معلوم کر لیا تو اب واجب الوجود اور ممکن الوجود کو بھی سمجھہ لے۔واجب الوجود کی معنی از روے لغت (ذات از مقتضی وجود او باشد) چنانچہ (ذات بارے تعالےٰ) کہ ذات او محتاج غیر نیست۔ممکن الوجود کی تعریف یہہ ہے کہ وجود اوسکا ضروری ہو نہ عدم اوسکا ضروری ہو اور یہ بالواسطہ ہے جیسے مخلوقات۔پس یہین سے ہم اپنے مطلب پر آتے ہین۔صوفیار کرام نے

دیکھا کہ وجود عالم کی باگ خداوند عالم کے ید قدرت مین ہے۔ اوسکے ارادۂ ایجاد
سے یہہ تمام کارخانہ پردۂ عدم سے جلوۂ شہود مین آیا۔ جیسا کہ سعدی علیہ الرحمتہ
نے فرمایا ہے۔

بامرش وجود از عدم نقش بست — کہ داند جز او کردن از نیست ہست
دگر رہ بکتم عدم در برد — وز انجا بصحرائے محشر برد

معہذا اوسکے ارادہ فنا سے عدم ہو جائیگا۔ پس جس شئے کا عدم اور شہود مساوی
ہے وہ دراصل عدم ہے جو کچھہ شہود یا ئے نام ہے وہ عاریتاً ہے۔ دیا
دیا۔ نہ دیا۔ نہ دیا۔

ہر صورت دلکش کہ ترا روئے نمود — خواہد فلکش زود ز دست تو ربود
رو دل بکسی دہ کہ در اطوار وجود — بودہ است ہمیشہ با تو خواہد بود

اسلئے وہ کہتے ہین کہ وجود عالم فانی اور نیست اور عدم محض ہے۔ اور اللہ باقی
اور قایم اور دایم ہے۔ اسے ظاہر ہین ممکنات کے وجود کا فی الخارج ہونے پر
جو تجھے استدلال ہے یہہ صحیح نہین اسوجہ سے کہ وہ بخود نہین محتاج بغیر ہین چونکہ
وجود اور ہستی سارے عالم مین مشترک پاتا ہے اسلئے تیرے ذہن مین یہہ بات
جمگئی ہے کہ ممکنات کا بھی وجود ہے۔ اور یہ بات تونے سمجھہ لیا ہے کہ وجود
اور حقیقت عالم دونون بھی ایک ہی ہین حالانکہ اوسکی حقیقت اوس سے علیحدہ
ہے۔ اور حقیقت سے ہماری مراد وہ ہے کہ اوسکی وجہ سے ہم آپسمین متمیز ہوتے
ہین۔ العزیز کیا بظاہر وجود اور حقیقت ممکنات مین کوئی ایسا ارتباط پاتا ہے جیسے
زوجیت مین عدد اثنین کا۔ زوجیت تو اوسی کو کہتے ہین کہ دو ٹکڑے مساوی

بلا کسر برابر نکلین اور یہہ بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ عدد مفروض چند اثنین کا مجموعہ ہو جیسے دو۔ چار۔ آٹھہ بات یہہ ہے کہ زوجیت سے اثنین کا پیچہا کسی صورت سے بہی نہین ذہن مین ہو یا خارج مین چہوٹتا ہی نہین۔ یا نور اور حرارت آفتاب سے ربط یا پانی کی سردی کہ اوسکے وجود کے ساتہہ ہے تو کوئی دعوے کرسکتا ہے کہ اس قسم کا ارتباط اشیائے عالم کے وجود اور حقیقت مین ثابت کرے اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو ممکن کی شرایط مین سے نہین ہے۔ جب یہہ نہین ہو سکتا ہے تو بیشک صوفیہ نہایت واجبی پر ہین کہ واجب الوجود کے سوا اور کسی کو موجود کی تعریف مین نہین سمجھتے اگرچہ یہہ مطلب حضرات صوفیہ کا نہایت نازک اور رارق ہے لیکن ظاہر بہی تو خلاف معلوم نہین ہوتا۔

ہان کسی کو اگر یہہ اعتراض ہو کہ عدم ہی کے جانب کیون جزم کیا گیا شہود کے جانب کیون نہین میلان کیا جاتا۔ تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ وجود عالم کے دونون جانب فنا ہے یعنے اول و آخر عدم ہی عدم ہے تو غلبہ عدم ہی کے جانب ثابت ہے۔ بہائیجان۔ عقلا اور حکما جسکو کلی مشکک کہتے ہین جب اوسپر اعتراض نہین اور اونکے سمجہائے ہوئے قاعدہ کو مان لیتے ہین۔ تو صوفیہ و لو بالفرض اگر اوسیکو موہوم و متخیل کہین تو اوس قاعدہ سے تو وہ بہی قابل الاعتراض نہونگے۔ اصل مین بات یہہ ہے کہ اہل باطن نے جو شئے در اصل عدم محض ہے اوسکو عدم ہی سمجہا۔ کیونکہ بمقابلہ واجب الوجود کے ممکن بمنزلہ لاشئے کے ہے بمصداق اسکے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(الصدق القول قول البلید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل)

ایعزیز معرفت الی اللہ مین فلسفہ کے عقاید کے تابع نہو۔ اور دہونڈ تو اون لوگون کے سینون سے جو اللہ والے ہین۔ شاید کہلین دروازے رحمت اور بخشش کے تجہپر جانب سے تیرے رب کے۔

فصل چہارم

ایعزیز۔ اجماع کو ادلہ شرعی سب اہل سنت جماعت مانتے ہین تو مسئلہ وجود بھی توکب خارج از اجماع ہے۔ کیا یہہ سچ نہین ہے کہ ماہران فن نے اسرارات دین کے علم کو اِس حد سے نکالدیا ہے کہ اسمین کلام اجماع امت کے خلاف سمجہا جاوے۔ سلف سے خلف تک اولوالعزم اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا برابر اجماع چلا آرہا ہے۔ علماے ظواہر کا مسائل ایمان اور اعمال مین جسطرح اجماع ہے۔ ایسا ہی علماے باطن کا بھی اس مسئلہ کے حق ہونے مین اجماع ہے۔ کسی کو کلام ہے تو کتب ہاے صوفیہ اِس مسئلہ کے اجماع ہونے پر مملو ہین۔ ایعزیز۔ باوجود سواد اعظم ہونیکے اوس سے روگردانی کرنا محض زیادتی ہے۔ ہان اگر کوئی سوال پیدا کرے کہ صرف صوفیہ کی ایک جماعت نے اِس مسئلہ کو مانا ہے۔ باقی خلاف مین ہین۔ تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ سائل پر یہہ کہان سے کہلا کہ سبکو خلاف ہے ہان بعض متکلمین اور وہ بھی علماے متاخرین ہین جو اس مسئلہ مین ساکت ہین۔ اون کے سکوت کو خلاف سمجہہ لینا یہہ تو نری غلطی ہے۔ علاوہ اسکے کوئی عالم ہرگز ایسا سوال نکریگا۔ کیونکہ وہ خود جانتا ہے کہ شرعی مسائل بہی ایسے ہین جن مین اکثر علما کو اختلاف ہے۔ اور وہ

بھی احتمال ہین تب بھی ایک علماے متبحر کی معتد بہ ٹکڑی نے اون پہلوؤن کو عمیق نظر سے غور کر کے مفتی بہ مسئلہ کر دیا ہے جسکو بڑی جماعت نے تسلیم کر لیا تو اب جمہور کا اتفاق ہو گیا۔ اور یہی سواد اعظم ہے۔ پس اب طالب ہو جا تو اون نجات مانگنے والون سے شاید ہو جاویگا تو رستگاری پانے والا۔

فصل پنجم

ایعزیز۔ تجھے وحدۃ الوجود کے ہونے مین اشکال ہے شاید تو عالم موجودات کی ماہیئت ڈہونڈا چاہتا ہے تو یہہ جان لے کہ اِس عالم مین بجز طبعیات یا فلکیات کے اور کچھہ نہین ہے۔ اور طبعیات دو حال سے خالی نہین یا تو وہ بسیط ہونگے یا مرکب اور مرکبات نباتات ہون گے یا حیوانات اور یہہ سب کے سب صرف جسم ہی جسم ہین۔ مگر روح کی قوت نے اِن مین تحرک و فعل اور انفعال پیدا کرا دیا۔ اسلئے ارواح اور اجسام یعنے جسم مع الروح کو بذات خود قایم جانکر انکو جواہر کہا جاتا ہے۔ لیکن انصاف اسی کا مقتضی ہے کہ درحقیقت روح جوہر ہے اور جسم عرض ہے۔ اور یہہ تسلیم شدہ امر ہے کہ اعراض وہی ہوتے ہین جو تابع وجود ہوتے ہین اور بذات خود قایم نہین ہوتے اور یہی تشخصات ظاہری اور تعینات کہلائے جاتے ہین۔ المختصر موجودات عالم مین یا تو اعراض ہونگے یا جواہر۔ اور تمامی جواہر اعراض سے خالی نہین۔ اور اعراض دراصل حادث ہین تو جواہر کا بھی حادث ہونا ثابت ہے۔ بہا یہان بات تو یہہ ہے کہ سب سے پہلے انسان کو اپنی خبر ہوتی ہے تو بعد غیر کا علم جو شخص

اپنے کو نہین جانا وہ غیر کو کیا جانیگا۔ اسکی توضیح حالت ہے کہ وجود مین آنے
سے پہلے عدم تھا پیدا ہونے سے پہلے اسکو نہ کسی نے دیکھا اور نہ کسی کو اسکا علم
تھا۔ جب نطفہ تھا تو اسکو نہ کوئی عورت کہتا تھا نہ مرد۔ پیدا ہوا اور اگر عمر طبعی پانا
ہے تو چندے شیر خوار بھی رہا۔ آگے بڑہکر جوان کہلایا نہ تھا کہ جٹ سے بڑہاپا
وارد ہوا اور ساتھہ ہی اجل کا شکار ہوکر پردۂ عالم سے صدہا حسرتون اور مایوسیون
کے ساتھہ پھر غیب ہوگیا۔ اور غیب بھی ایسا کہ پتا ہی نہین بقول کسی شاعر کے۔

یاران وعزیزان بسر خاک من آئیند ۔۔۔ در خاک بپرسند نشان واثر من
گر خاک جہان جملہ بغربال بہ بیزند ۔۔۔ حقا کہ نیابند نشان واثر من

یعنے کبھی عدم تھا۔ پھر ظہور ہوا۔ پھر عدم ہوگیا۔ گویا دو عدمون مین ایک قلیل زمانہ اسکے
ظہور کا ہے۔ اس اتصال اور انفصال آمد و شد وغیرہ کے معاینہ سے ہر ذیعقل تمیز
کریگا کہ عالم متغیر ہے۔ جو متغیر ہے وہ حادث ہے جو حادث ہے وہ فانی
ہے۔ اگرچہ کہ یہہ مسئلہ حکما کا ہے زمانے کے حدوث اور فانی کے قائل
ہین پہر بھی عالم کے وجود کا اقرار کرکے ممکن الوجود کہتے ہین یہہ اون کی
غلطی ہے۔ جب عالم حادث اور فانی ہے تو دراصل عالم عدم ہے کیونکہ فنا
عدم کی صفت ہے۔ اور یہہ بھی اونھین کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ معدوم کبھی کوئی صفت
مین داخل نہین ہوسکتا۔ شاید اسلئے صوفیۂ کرام نے وجود عالم کا وجود دراصل
عدم ہے نفی کرکے واجب الوجود کے وجود حقیقی کا یقینی طور پر اثبات کرلیا ہے
جو نہایت صحیح ہے۔ بمصداق اس آیۂ کریمہ کے (کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ)
ترجمہ۔ یعنے ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے مگر منہہ اوسکا یعنے مگر (اللہ) پس

اے طالب ہوجا تو نجات مانگنے والا اپنی جان کے لئے۔

فصل ششم

العزیز۔ فن حدیث کی تدوین مین۔ یزید بن ہارون۔ یحیی بن سعید۔ قطان۔ احمد
اسحاق۔ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ دارمی۔ عبداللہ بن عبید۔ ابن ماجہ۔ ترمذی
نسائی۔ دارقطنی۔ بیہقی۔ خطیب۔ دیلمی۔ امام مالک۔ محمد بن یحیی۔ زہری۔ علامہ
زرقانی۔ حافظ ابن عبدالبر۔ ملا علی قاری۔ ابو احمد بن عدی۔ حافظ ابن حجر
یحیی انصاری۔ ابن جریج۔ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم سے سند حدیث لینے مین بہت
شوق سے دوڑتے ہین۔ اور محدث کے شرط پر جسکو اونہون نے مفید یقین اور
مفید ظن قرار دے لیا ہے بجان ودل قبول کرینگے ذرا بھی عذر نہین کرتے
اگر کسی نے تحقیق پر کمر باندہی تو اس سے زیادہ اور کیا دیکھا جاتا ہے کہ متواتر احاد۔
غریب۔ غیر ترمشہور۔ وغیرہ اقسام مین غور کرینگے۔ اس سے بھی زیادہ کوشش
کرینگے تو یہی کرینگے کہ ہر زمانہ وہر طبقہ کے راویون کی تعداد پر نظر ڈالینگے۔ کہ آیا
ایک ہے یا دو۔ یا تین۔ یا اس سے زیادہ۔ راویون کے ثقہ اور غیر ثقہ کی چھان
بین کرینگے۔ اور حدیث کے صحیح اور سقیم کا قیاس کرینگے۔ مگر اونہین محدثون کے
طریقہ پر جسکو کہ اونہون نے بتلا دیا۔ اگرچہ کہ اون محدثون نے حدیث کے
جمع کرنے مین صرف منصب خزانہ داری ہی اختیار کی ہو۔ فن صرافی یا جوہری کو
کام نفرمایا ہو۔ اس بیان سے یہہ غرض نہین ہے کہ وہ لوگ مطلق فن جوہری سے
ماہر ہی نہ تھے۔ اگرچہ کہ اون محدثون کی گردن سے بھی تقلیدی طوق نہین نکلا

ولو بالفرض کوئی اسکے ثابت کرنے مین محنت بھی اوٹھائے تو بیکاری سے خالی نہوگا۔
تاہم دائرہ تقلید سے کسی محدث کا باہر آنا بشکل ظنی طور پر ثابت بھی کیا جاوے تو وہ محض
اوسی محدث کی ذات کے لئے ہوگا۔ کیونکہ اوسکی شرط پر اونکے یقین سے نے
اجتہادی قوت کو شخصی طور پر منحصر کرلیا ہوگا۔ شخصی اجتہاد کا حکم عام نہین ہوسکتا
گو وہ تقلید سے نکل بھی گیا ہو اور وہ خود بھی مجتہد ہو تو بھی یہی کہا جائیگا کہ مجتہد
فی المذہب ہے۔ اوسکے قواعد اجتہادی مجتہد مستقل ہی کے اصول پر رہینگے
ان بات بہت دور جاتی ہے۔ جب کسی حدیث کے تسلیم کرنے مین محدثون کے
مقلد بنکر بھی اصول یقینی طور پر مان لیا گیا ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے
کہ مسئلۂ وجود سے کیون انکار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی تصدیق مین کثرت
سے راوی موجود ہین۔ اور ہر طبقہ مین برابر اسکی تصدیق چلی آرہی ہے اور
راویون کا تقوی وغیرہ اصولی طور پر قانون رجال کے مطابق صحیح ہے۔ محدثون کا
اختلاف اونکی شرط پر حدیث لینے مین تو ظاہر ہے۔ باوجود اسکے کہ یہان
اختلاف کا شبہہ تک نہین پھر اس سے انکار کرنا محض زیادتی نہین تو اور کیا
ہے جیسے ایک حدیث کے بیان کرنے مین راویون کا سلسلہ دایرۂ مستقیم
(یعنی شارع علیہ السلام) تک پہونچایا جاتا ہے۔ ایسا ہی مسئلہ وحدۃ الوجود کے
حق کہنے والے بھی برابر اپنے سلسلہ کو بغیر تفاوت کسی زمانے کے حد مستقیم
تک پہونچاتے ہین۔ دیکھو شجرہ ہائے اہل عرفان رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ فن
فقہ مین ائمہ اربع رحمت اللہ علیہ کے جانب بلا غل وغش رجوع ہوتے ہین
آیات قرآنی کی تفسیر سمجھنے مین مفسرون کے جانب مائل ہوتے ہین۔ تو بھائیجان

ایساہی اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جانب مسائل عرفان لینے مین کیون نخین اپنے کو رجوع کرتے۔ جیسا علماء ظواہر نے ایمان اور اعمال مین قرآن اور حدیث سے اجتہاد کرکے جتنک احکام پہونچائے ایساہی علماء باطن نے احسان اور اخلاص کے باب مین اپنے منصب کو ادا فرمایا۔ علماء ظاہر نے تو ظاہر معنون پر اعتبار کرکے اجتہاد کیا۔ اور اونہون نے اپنی قوت اجتہادی خرچ کرنے کے علاوہ مشاہدات اور مکاشفات کو قرآن اور حدیث پر عرض کر دینیکے بعد بتلادیا کہ فلان فلان مسائل تصوف قرآن اور حدیث کے فلان فلان آیات سے استنباط کئے گئے ہین۔ ایعزیز تو یہ کہیگا کہ قرآن اور حدیث کا صرف نام ہی نام لیا جاتا ہے ایک آیت بھی تو نہین بتلائی گئی۔ بھائیجان۔ ہر شخص کا شبہ اوسوقت تک رفع نہوگا جبتک کہ صوفیہ کرام کی تصنیفات کو کسی ماہر فن سے بلاتعصب دیکھے۔ ورنہ جھگڑنے کے لئے تو ہزارہا اعتراض موجود ہین۔ پس ایعزیز حالت اضطرار کو ترک کردے اور ہوجا تو صبر کرنے والون سے اور اللہ صابرون کے ساتھ ہے۔

فصل ہفتم

بھائیجان۔ مجموعۂ اعراض اور جواہر کا نام عالم ہے۔ اسکی تقسیم دو طرح پر ہوئی ہے ایک تو عالم شہادت ہے جسکو عالم سفلی کہتے ہین۔ عالم محسوس۔ عالم ظلمانی۔ عالم خلق۔ وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ دوسرے عالم غیب ہے۔ جسکو عالم علوی۔ عالم ملک۔ عالم ملکوت۔ عالم معقول۔ عالم نورانی۔ عالم امر وغیرہ بھی کہتے ہین۔ عالم غیب عالم لطیف ہے۔ کمیت۔ کیفیت۔ مقدار وغیرہ اسمین پائے نہین جاتے اور

نہ یہہ لایق تجزی ہے - اور عالم شہادت اوسکو کہتے ہین جس مین جسم پایا جاوے
کمیت کیفیت مقدار سب موجود ہون - اور لایق تجزی ہی عالم ہے - جہات
فوق - تحت وغیرہ اسی جسم کے نسبت کہا جاتا ہے - وجود کا لفظ عالم پر بولا جاتا ہے
اور عالم دو حال سے خالی نہین - یا عالم امر ہوگا - یا عالم خلق مگر چونکہ یہان ہمکو
صرف عالم اجسام سے گفتگو مقصود ہے یہہ یاد رہے کہ اجسام ہی مین اجسام لطیف بھی
ہین - اسلئے ہم کہتے ہین کہ عام طور پر وجود اوسکو کہتے ہین کہ خارج مین ایک شئے
موجود ہو - اور عقل اوسکا ادراک کرے - جیسے زمین آسمان - حیوانات وغیرہ
الغرض جب تو یہہ جان لیا تو اب یہہ معلوم کر کہ جسمین کمیت - کیفیت - مقدار پائی جائیگی
وہ محدود بالمکان بھی ہوگی - یعنے اپنے احاطہ وجود مین دوسرے کسی وجود کا حلول
یا سریان قبول نکریگی - جو شئے ذو مقدار ہوگی وہ اپنے وجود مین غیر کے وجود سے
کم و بیشی مین تفاوت بھی رکھیگی - چونکہ ترکیب جسم مین بعضے ضعیف اور کثیف پائے جاتے
ہین اور بعضے لطیف اور قوی بھی پائے جاتے ہین - جو شئے ضعیف ہوگی قوی کے
مقابلہ مین اوسکا شمار نہین کیا جاتا جیسے شیر کے مقابلہ مین لومڑی - اور ہاتی کے
مقابلہ مین پشہ گو جسم دونونکا ہے مگر شیر کو لومڑی پر غلبہ ہے - اور ہاتی کو پشہ پر -
اور یون بھی ہوتا ہے کہ ہاتی کا جسم اگر عارض ہو جائے تو پشہ کو خارج مین قوت
باصرہ محسوس نکریگی - اور یون بھی ہوتا ہے کہ بندوق کے مقابلہ مین توپ قوی
ہے - بندوق اور توپ وقت واحد مین چھوڑے جائین تو بندوق کا آواز
بالکل محو ہو جائیگا اگرچہ کہ کان مین ہر آواز کے سُننے کی طاقت ہے - مگر چونکہ
توپ کو بندوق پر غلبہ ہے اسلئے توپ کے آواز کے مقابلہ مین بندوق کا

آواز کالعدم ہو گیا۔ حالانکہ صدور آواز مین دونون کا فعل تساوی ہے غلبۂ
ڈہل مین آواز بربط کہان معلوم ہوتی ہے۔ لہسن کی بدبو کے مقابلہ مین عنبر مشک
عبیر کی خوشبو گم ہو جاتی ہے۔ اور یہہ تو مشہور مثل ہے کہ (نقار خانہ مین طوطی کا
آواز کہان) اور یون بھی ہو سکتا ہے کہ تم جغرافیہ دان سے کرۂ ارض کو پوچہو تو
وہ ایک دایرہ بھی کہینچ کر بتلائیگا۔ اور تقسیم چاہو تو صرف۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ
امریکہ۔ ہی بتلادیگا حالانکہ ان حصتون مین بڑے بڑے ملک اور شہر۔ براعظم۔
اور بحیرہ۔ جزایر۔ سمندر۔ خلیجین۔ پہاڑون۔ ابناؤن کا ٹھکانہ نہین۔ دور کیون جاؤ
یا گنگا کی یانگ (۲۰۰۰) انڈس (۱۸۰۰) ایشیا مین۔ یا والگا (۲۲۰۰) یورپ مین۔
نیل (۴۰۰۰) افریقہ مین یا مسٹوری مسی سپی (۴۳۸۰) میل امریکہ شمالی مین دریا مین
بہتی چلی گئی ہین۔ تو کیا انصاف یہہ نہین بتلاتا کہ اتنی طولانی دریاؤن مین ہزارہا
ندی نالہ شامل نہ ہوتے ہون گے۔ ضرور ہوتے ہین مگر کوئی اونکا نام تک نہین
لیتا۔ بات یہہ ہے کہ ایک حد معینہ اور حصۂ محدود تک گو وہ ملنے بھی جاتی ہون
مگر جب اون نامی گرامی مشہور دریاؤن کا قرب ہوا تو اونکا نام و نشان مٹ
جاتا ہی۔ سمندر و نکو دیکہو تمام دنیا بھر کا پانی کہنچا ہوا دریاؤن مین گرتا ہی۔ مگر کہین
یہہ نہین سُنا گیا کہ فلان دریا کا یہہ سمندر ہے۔ اور یون بھی ہو سکتا ہی کہ جو شئے
محدود ہو گی وہ کسی کا جز ہو گی یا کسی مین سمائی ہو گی۔ ایک شئے محاط ہو گی تو دوسری
شئے اوسکی محیط۔ جو شئے محیط ہو گی شئے محاط کے وجود کو محسوس ہونے نہ دیگی گو
شئے محاط کا بھی وجود ہو۔ مگر عموماً شئے محیط کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ شئے محاط کا
کوئی ذکر نہین کرتا جیسے مکان حالانکہ مکان مین صدہا اشیار موجود ہوتے ہین مگر

نام مکان ہی کا لیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ مکان کے کل اشیاء اندرونی کو مکان کا جسم محیط ہو گیا ہے۔ دیکھنے والون کی نظرون مین صرف مکان ہی محسوس ہو گا منجملہ کل مخلوقات یعنے نباتات۔ حیوانات۔ زمین وغیرہ سبکو آسمان احاطہ کئے ہوئے ہے اور آسمان دوم آسمان اول پر محیط ہے علی التسلسل جمیع مخلوقات مخلوق اعظم یعنے عرش بریں کے احاطہ مین ہے۔ اور یہہ قاعدہ ہے کہ محاط اور محیط کا تمیز اوس سے علٰحدہ ہونیکے بعد ہوا کرتا ہے۔ چونکہ ہم زمین سے علٰحدہ نہین ہین۔ اسلئے آسمان کا زمین پر محیط ہونا محسوس نہین ہوتا۔ ہان زمین اور آسمان سے جدا ہونیکی صورت مین قوت مدرکہ ضرور تمیز کریگی کہ زمین محاط ہے اور آسمان اوسکا محیط۔ یا خداوند عزوجل جسکو چشم بصیرت عنایت فرمایا ہے۔ الغرض ہر شئے کے لئے اول ہے تو آخر بھی ہے ابتدا ہے تو انتہا بھی ہے۔ پس ہمارے اور تمہارے وجود کا سلسلہ ضرور کہین نہ کہین ختم ہونا چاہئے۔ ورنہ دور تسلسل لازم آئیگا جو محال ہے۔ پس ایسے وجود پر سلسلہ ختم ہونا چاہئے جو احد ہے۔ فصل خارجیہ۔ صورت حسی۔ جسم۔ اور عوارض جسمی سے منزہ ہو۔ جیسا وہ اپنے وجود مین وحدہ لاشریک لہ ہو ویسا ہی جمیع صفات مین بےمثل اور بے مانند ہو۔ یعنے کلیتاً اوسکے صفات غیر محدود ہون۔ پس ایسا وجود خداوند عزوجل جلشانہ کا ہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ بلا وجود ایسے وجود کے کوئی شئے کبھی ظاہر نہین ہو سکتی۔ بہا یکجان جب اشیاء عالم مین یہہ قدرت ہے کہ غیر کے وجود کو اپنے احاطۂ وجود مین آنے نہین دیتے۔ اور ایک دوسرے کے لئے محیط ہوتے ہین تو بدرجۂ اولی اوس بیچون وبیچگونہ مین یہہ صفات کمالیہ ہونی چاہئین ورنہ اوسکی ذات پاک کے لئے عجز اور جہل لازم آئیگا اور یہہ محال ہے

ایعزیز اس بات کے تسلیم کرنیکے بعد یہہ یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ ثانی وجود احاطہ وجود یا خارج از احاطہ وجود مین ہونا محال ہے۔ جب ایک ایسا وجود محیط بان لیا گیا تو اب اوسکے باہر کونسی جگہہ رہی جو اور کا وجود آسکے ورنہ اجتماع ضدین لازم آئیگا اور یہہ محال ہے۔ صوفیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مفہوم نہایت غامض اور بہت نازک ہے۔ مگر بظاہر وجود صرف واجب الوجود واحد حقیقی کے لئے تسلیم کرتے ہین ماسوائے اوسکے دوسرا کوئی وجود اونکے نزدیک نہین ہے صحیح اور قابل قبول ہے اور ہونا ہی چاہئے۔ چونکہ جب اونہون نے اپنے نزدیک خداوند عزوجل ہی کے لئے وجود قرار دے لیا جو حقیقتاً وجود اوسیکی ذات لائذرک کے لئے سزاوار ہے تو پہر عالم کا وجود وجود ہی نرہا۔ اور آیت کریمہ ہی یہی بتلاتی ہے (اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ) ایعزیز برانہ جان تو طریقہ کو اولیاء اللہ کے شاید مدد دیجائے تجھکو اپنے رب کے جانب سے۔

فصل ہشتم

ایعزیز۔ اہل دل نے مسئلہ وجود سے نری توحید ہی توحید کا ثبوت کیا ہے یعنے توحید حقیقی کو کامل طور سے سمجہا ہے جو تنزیہہ ہی تنزیہہ سے مملو ہے۔ جن لوگون نے معتقدین مسئلہ وحدۃ الوجود پر شرک کا اتہام لگایا ہے۔ اور من گہڑت باتین اپنے ذہن کی تراش سے نکالکر کہتے ہین کہ وجودیہ کا یہہ مسلک ہے کہ لوگ جسکو خلق کہتے ہین وہی حق منزہ ہے۔ چونکہ ساری مخلوق ایک ہی چشمہ سے نکلی ہے بلکہ وہ خود عین واحد ہے۔ یہہ محض بغض ہے۔ افسوس۔ ناحق بزرگان دین اولیاء اللہ

اتہام لگانے کیا اونکا دل شرم نہین کرتا۔ العرض اہل وجود تو توحید اسلامی کو خوب سمجھے ہوئے ہین۔ مجرد زبان ہی سے اقرار نہین کرتے تصدیق بالقلب کے ساتھ ارکان سے عمل بھی کرتے ہین۔ فطرت الٰہی کے موافق صانع مطلق کے وجود حقیقی پر ایمان کامل رکھتے ہین۔ خداوند عزوجل کو اوسکے تمام صفات کمالیہ سے پہچانتے ہین طریقہ سلف کے موافق ایمان مجمل مع المفصل پر اعتقاد کلی رکھتے ہین۔ ادلہ عقلیہ سے استدلال یا براہین فلسفہ پر مطلق نظر نہین ڈالتے۔ اسباب اور وسائط اسباب پر شمہ برابر بھی التفات نہین کرتے۔ کل امور کو منجانب اللہ دیکھتے اور سمجھتے ہین۔ (قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ) خیر و شر نفع و ضرر سب اوسیکے جانب سے جانتے ہین۔ اللہ کے دوستون کو دوست اور اوسکے مکروہ کو مکروہ رکھتے ہین (لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا) کے معنی سمجھکر عمل پیرا ہین۔ ذات اور صفات اور افعال مین کسیکو اوسکا شریک نہین سمجھتے۔ بات تو یہ ہے کہ وہ کیون خلاف مرضی اپنے مولا کے کرنے چلے۔ وہ جاہل نادان تو ہین نہین جو ایسا کرینگے (حاشا وکلا) اور یہ بھی تو نہین کہ وہ محض علمائے ظواہر سے ہون۔ بلکہ علمائے باطن بھی ہین۔ دونون علوم کے جامع ہونیکے علاوہ باعمل بھی ہین۔ اور اللہ صاحب کے اوس حکم سے وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ) یعنے اگر تم شرک کروگے تو تمھارے عمل اکارت جائینگے اور تم خاسر ہوجاوگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین اس حکم کو دیکھکر ہمیشہ خوف و رجا مین رہتے ہین۔ کیا معترضین بھی نہین جانتے کہ ولی کی معنی دوست کی ہین دوست جب ہی ہوتا ہے کہ دوست کا خلاف نکرے۔ شرک سے کوسون

دور بھاگنا انھین بزرگوارونکا کام ہے۔ ہان بحث دور جا پڑی۔ شرک سے بڑھکر کوئی گناہ نھین۔ خداوند کریم اس بلائے بد سے کل مومنین اور مومنات کو بچائے آمین یارب العالمین۔ بھائیجان پہلے ہم تجھے شرک کی باتون سے ایک بات بتلاتے ہین تا اس سے یہہ نہ سمجھ لینا کہ شرک کے اقسامون کا ہمنے اسی جملہ مین انحصار کر دیا ہے۔ عقاید کی کتابون سے ضرور اپنے مقصود کو ٹٹول اور تشفی حاصل کر فرمایا رب العزت نے (قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ) ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالٰے نے سورہ لقمان مین۔ جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اوسکو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا اوسکا بڑی بے انصافی ہے) اعیزنر اللہ کے حق کو اوسکے مخلوق کے حوالے کرنا اس سے بڑھکر کوئی ناانصافی نھین۔ یہان تک جب صحیح ہے تو ہم کہتے ہین کہ خداوند عزوجل کا وجود عین ذات ہے۔ اور ذات اُسکی عین صفات۔ وحدت حقیقی۔ اور وحدت اصلی اوسیکی ذات کے لئے سزاوار ہے۔ جو ازل سے ابد تک رہیگا۔ عجز اور نقصان کا اوسکی ذات مین احتمال تک نھین۔ بھائیجان اہل دل یہین سے اپنے مطلب کو نکالکر کہتے ہین کہ وجود جبکہ اوس بے پرواکی ذات ٹھہری تو عالم کے وجود کو وجود کہنا جو بجید نقصانات سے بھرا ہے صریح ناانصافی ہے بلکہ اس سے بڑھکر اور کونسا شرک ہوگا کہ (رب العزت ذوالجلال والاکرام کی ذات مین مخلوق کو شریک یا ساجی کرنا) بعضے جو ظل کے قائل ہین اہل وجود کے نزدیک وہ بھی گونہ شبہہ مین ہین کیونکہ ظل کے لئے کوئی اوصاف ثابت نھین۔ عدم اور امکان اوسکا در اصل اوصاف نھین بلکہ عکس کے کل اوصاف اپنے ثبوت مین وجود کے

محتاج ہین - چونکہ سایہ اصل مین عدم محض ہے ایسا ہی تمام عالم صفت ہو یا موصوف جو د
کے جانب محتاج ہین - پس سایہ کا عدم اور امکان بوجہ غلط فہمی اوصاف معلوم دیتے
ہین - اسلئے محقق سایہ کے وجود کا جسکا در اصل وجود نہین سرے ہی سے عالم کے
وجود کا اقرار ہی نہین کرتے - پس اے عزیز چل تو اونکی راہ پر جنکو وہ توحید نصیب ہوئی
ہے جسکی بو متکلمون کی مشام جان تک نہین پہونچی شاید پہونچے تو سعادت ابدی کو -

فصل نہم

اے عزیز - یہ تو بھی جانتا ہی ہوگا کہ موجد علم صرف نے افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ کی ہمکو
معرفت کرائی - اور نحویون نے جملہ فعلیہ اور حالیہ کو ترکیب دیکر لفظون کے اثر کو صاف
کر کے بتلا دیا - اسمین کچھہ شک نہین کہ یہ دونون علوم اپنے حدود عمل مین بے مثل اور ممتاز ہین
چونکہ اجسام کے افعال اور ہیئتون کو آواز سے نسبت ہے اور یہی لغت ہے - اور انصاف
بھی اسیکا مقتضی ہے کہ اگر فن لغت مدون نہوتا تو یہہ بیکار ہی ہین کیونکہ لفظ تو ایک
صوت کا پھلنا ہے مجرد لفظ کے پھکنے یا اوسکے ملاپ سے قائل کے مفہوم کو سامع
کچھہ سمجھہ نہین سکتا بغیر لغت کے وہ صوت محض مہمل اور فعل لغو ہے - پس اس سے
یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ لفظون سے جو کلمہ بولا جاتا ہے وہ اسلئے ہے کہ مخاطب کہنے
والے کے مفہوم کو سمجھہ لے - اب اوسکے موضوعات کو دیکھا جائے تو نفس طریقہ
استدلال اور اصلاح اغلاط و ترتیب مقدمات کی خدمت کو منطق نے اچھے اصول
اور طریقہ سے ادا کیا - یہہ صحیح ہے کہ لفظ نہین تو جملہ نہین - جملہ یعنے کلمہ نہین تو
معنے نہین - یہہ ہر سہ علوم آپسمین ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہین

ایک کے بغیر دوسرا بیکار ہی ہے۔ اِس سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ انمین سے
کسی ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دین۔ غایت
ہماری یہی ہے کہ جو لفظ کے بنایا گیا ہے وہ خاص معنون ہی کے لئے موضوع ہوا ہے
لیکن اوسکی دلالتین مختلف واقع ہوئی ہین۔ کبھی تو مطابق وضع ہوتا ہے اور
اور کبھی سالم مدلول اور جزء مدلول۔ یا موضوع لہ۔ یا غیر موضوع لہ۔ یا جزو موضوع لہ پر
بولا جاتا ہے۔ اسلئے خواہ نخواہ امتیازات کے برتاو کی سخت ضرورت ہے کیونکہ
دلائل التزامی اور الفاظ مشترکہ جنکی متعدد معنی ہوتی ہین کہین تقدم استعمال لازم آتا ہے
اور کہین محض قراین ہی چاہئین۔ جیسے کسی نے وار کہا تو یہ نہین معلوم ہوتا کہ لفظ
وار سے قایل کی مراد وہ پیمایشی گز ہے یا لکڑی پتھر تلوار کا ضرب ہے۔ مثلاً کہا کرتے
ہین کہ یہ جامہ وار (۴) وار ہے۔ تو اوس سے وہی پیمایشی گز مراد ہے اور
جب یون کہا جاتا ہے کہ زید نے بکر پر (۴) وار کیا تو اوس سے زخمی کرنا مفہوم ہوگا
یا یون سمجھو کہ جان ایک لفظ واحد ہے اور متعدد معنی جسمین جان بھی ایک اسم ہے جسکو روح کہا کرتے ہین اور
جان و امر کا صیغہ متکلم ہے شناخت یا معلوم کرنیسے جسکی تعبیر ہوتی ہے یا یون سمجھو کہ لفظ حق کی معنی
خداوند کریم کی بھی ہوتی ہین۔ اور حق سے مراد راستی اور سچائی بھی لیتے ہین اور حق سے حصہ کا بھی معنی ہوتا ہے معہذا
دلالت التزامی کے لئے بھی تقدم استعمال کی ضرورت ہے جیسے کہ الفاظ مشترکہ مین
قراین کی ضرورت ہے پس وہی الفاظ ہین کہ ہر ہر موقع پر جدا جدا لباس سے
آراستہ رہتے ہین۔ افہام اور اعلام اونکا بغیر معلومات ضروری کے مراد قایل سے
دوسرا واقف نہین ہو سکتا۔ ہان بحث بہت دور جاتی ہے مختصر یہ کہ علمی قاعدہ سے
اجمالاً ہمنے جو بتلایا ہے اگر صحیح ہے تو ایسا ہی وجود کا بھی ایک لفظ ہے جو دلالت

مطابقی مین داخل ہے اسلئے کہ وہ لفظ جس خاص معنی کے لئے موضوع ہوا ہے
بلا قرائن و تقدم استعمال فی البداہت سامع سمجھہ لے سکتا ہے۔ تو ایسے لفظ کو جو مطابق
وضع ہوا وسکو التزامی یا مشترکہ تصور کرنا اور بیوجھہ پیچیدہ کر کے مجازی معنون پر اڑ رہنا
تو علمی قاعدہ سے بھی صحیح نہو گا۔ پس ہم کہتے ہین کہ صوفیار کرام وہی معنی کرتے
ہین جس لئے کہ لفظ موضوع ہوا ہے۔ ایک واضح اور بین بات سے انکار کر کے
اعتراض کرنا تو ٹھیک نہو گا۔ اور قطع نظر اسکے قوم کے محاورہ اور اصطلاح مین بھی
تو کسی کو تعرض نہین ہے اگر اہل دل کے محاورہ مین یہہ لفظ اور معنون مین
استعمال ہوتا ہے جسکا مفہوم اوس قوم مین بلا دریغ سمجھہ لیا جاسکتا ہے تو مخالف کو
کیا حق ہے جو اعتراض کو گنجایش ہو۔ جبکہ اسکو سب نے جایز کر رکھا ہے تو پھر
محل اعتراض ہی کیا ہے۔ سب جگھہ تو یہہ عمل جایز ہو اور جایز نہو تو کیا اولیار اللہ کے
یہان۔ العزیز یہہ یاد رکھہ کہ ہر جگھہ اور ہر موقع پر صرف لغت ہی کام نہین دیتی بلکہ
اکثر جگھہ اور ہر علم مین مناسبت اور مالحق اور ماسبق۔ سیاق و ربط عبارت وغیرہ کے
لحاظ سے اون الفاظ کا معنی مفہوم کیا جاتا ہے۔ اور یہہ ظاہر اور بدیہی بات ہے
کہ لغت اور ہے اور اصطلاح اور ہے۔ اسکے سمجھنے کے لئے ہم ایک مثال تبلاتے
ہین جس سے تیرا شبھہ دور ہو اور وہ یہ ہے کہ فرمایا اللہ صاحب نے (صِبْغَةَ اللّٰهِ
وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً) یعنے رنگ اللہ کا کسکے رنگ سے بہتر ہے۔ لغت
تو صبغہ کا معنی رنگ تبلایا ہے تو کیا خداوند عزوجل کے لئے رنگ ثابت کرتا ہے
حاشا و کلا ایسا نہین ہے۔ یہان مفسرین کے تابع ہو کر سمجھنا چاہیئے ورنہ استحالہ
ہو گا۔ اونہون نے رنگ سے مراد دین لئے ہین۔ یعنے سبکے دین سے دین اللہ کا

بہتر ہے) اِن معنوں سے سمجھنے والوں کا اضطرار رفع ہو گیا ہوگا۔ یا یوں سمجھو کہ شریعت
مین از روئے فتح فرض کے معنی اللہ صاحب کا وہ حکم ہے جو آیات محکم اور حدیث تواتر
سے ثابت ہو۔ اور علم ترکہ یعنے فرایض مین فرض کی معنی سہام یعنے حصے کی ہین۔ الغرض
ایسے مواقعات پر جو شخص محض لغت ہی کے تابع رہکر معنی کریگا تو وہ نہایت غلطی مین رہکر مطلب
ہرگز نہ پائیگا۔ بہائیجان اشیاء کے لئے جو وجود کا معنی استعمال ہوتا ہے یہہ اسوجہ سے
ہے کہ ذہن مین یا خارج مین، وجود سے اوپر کوئی چیز نہین ہے اسکے بعد جو کچہہ بھی ہے
وہ اوسی وجود کے اوصاف ہین کیونکہ جو موجود نہو گا وہ معدوم ہی ہوگا۔ اور جو موجود ہوگا
بلا وجود اوسکو موجود ہی نہ کہینگے۔ پس موجود اسلئے کہا جاتا ہے کہ خارج مین یا ذہن مین
اوسکا وجود ہے۔ اور یہی وجود اور ہستی کل ممکنات مین مشترک ہے۔ اسکے سوائے
کوئی دوسرا معنی اونکے نزدیک معروف نہین ہے۔ الغرض پہلے یہہ تو معلوم کرلے کہ مخلوق
کسکو کہتے ہین۔ مخلوق کی تعریف تو یہی ہے کہ وہ پہلے سے تو نہو اور بعد مین موجود ہو۔
اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہہ انقلاب وجود عدم ہے حرکت وجودی عدمی ثابت ہے۔
ہر عاقل کو تمامی کائنات مین حرکت وجودی کا اقرار خواہ نخواہی کئے بغیر سفر ہی نہین۔
جب یہہ صحیح ہے تو وجود اشیاء خارجی اپنے آپ موجود نہین بلکہ اوس موجود حقیقی
کے صفات ہین جو اپنے آپ موجود ہے وہ خداوند تعالیٰ و تقدس کی ذات وحدہٗ
لاشریک لہٗ ہے۔ موجودات خارجی کے وجود کو جو اوسکے صفات خلاقیت مین سے
ہے یعنے صفات وصفی کو صفات ذاتی کہنا اہل بصیرت کے یہان جواز نہین اور
عوام کے اقوال کا تو اعتبار ہی نہین۔ پس عوام کا اپنے محاورہ کے موافق دوسرون کی نسبت
طعن کرنا ہرگز روا نہین ہو سکتا۔ ہان اگر یہہ سوال ہو کہ وجود کا جو لفظ اولیاء کرام کے یہان

استعمال ہوتا ہے وہ عقیدتاً ہے حالانکہ وہ عقاید کے لئے قرآن اور حدیث مین کہین
یہہ لفظ آیا نہین ناحق تاویلات سے دین کی بربادی کرنا ہے۔ ایعزیزا ایسا سوال سوائے
جاہل کے اور کوئی نکرے گا۔ کیونکہ وہ دین اور قواعد دین سے محض لاعلم جاہل مطلق
ہے۔ استحکام عقاید الفاظون کے چُننے پر منحصر نہین ہے۔ وہ احکام اور اوسکے
قواعد ہی جُدا ہے ہین جنکو اہل علم خوب جانتے ہین طوالت کا خوف نہوتا تو ہم اسکو واضح
مثال مین بطریق مُدلّل بیان کرتے۔ اور اصل بات تو یہہ ہے کہ ہمارا مقصود ایسے
نابلد جہال سے گفتگو کرنا ہی نہین ہے جسکو اپنے دین کے قواعد تک معلوم نہون
کیونکہ ایسے جُہال سے رموزات علم کا اظہار کرنا گویا علم کو ضایع یعنے برباد کرنا ہے
المختصر مخالفین اور معترضین کی بڑی بہاری غفلت تو یہی ہے کہ ایک علم کے مسائل
دوسرے علوم مین معلوم کیا چاہتے ہین۔ اور خاصکر علم عرفان جو تمام علوم سے
زیادہ نازک اور دقیق اور غامض ہے۔ فرض کرو کہ یہہ علم دوسرے اور علوم
کے مانند ہوتا تو اسکا نام علم باطن ہی نہ ہوتا۔ ہان اس علم مین آنیکے بعد لفظ وجود اور
معنی وجود اور مقاصد وجود کو مفہوم کرسکتا ہے۔ ہان اس سے قطع نظر کر بھی لیجائے
تو ایک لفظ کے استعمال مین تمہارے مفہوم اور غیر کے مفہوم مین کچہہ مطابق نہو تو
نزاع لفظی سے ایسا دہبہ نہین آسکتا جیسا کہ معترضین اپنے زعم بیجا مین لگا رہے ہین
جب نزاع لفظی ہے تو کیون نہین چھوڑ دیتے اونکے حال پر۔ ایعزیز ظاہری الفاظ
کے زنجیرون مین اپنے کو مقید نکر اور بخشش مانگ تو اپنی جان کے لئے اپنے
رب سے جو رب ہے تمامی عالم کا۔

فصل دہم

الغرض پہلے سے یہ مسئلہ نہایت ہی نازک ہے اور علمی طور پر اُور بھی پیچیدہ ہوگیا
اہل حکمت فلسفہ۔ دہریہ۔ متکلمین وغیرہ سب کے سب اس جانب دوڑے
اور جسکی عقل نے اسباب ظاہری پر جسطرح فتویٰ دیا اوسی پر اڑ رہے۔ ہر شخص اپنے اجتہاد
کو صحیح سمجھکر اپنے مخالف پر کفر کا ایسا دہبہ لگا دیا کہ اوسکے خلاف پر او بہر ناہی مشکل ہوگیا
یعنی اونکے باندہے ہوئے ذہنی دایرے سے جو باہر ہوا وہ کفر کے خار زار جنگل
مین پھنسا۔ اونکو اپنے ادلۂ عقلیہ پر زعم اور ناز بھی ہے بقول سعدی علیہ الرحمت
کے (ہمہ کس را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال) مگر زرا غور اور تعمق سے دیکہا جائے
تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کل خصومتین محض اختلاف الرائے کی وجہ سے ہین
اور اختلاف آرا ہونیکی بڑی دلیل یہی معلوم ہوتی ہے کہ جتنے فریق کے درمیان
آپس مین اس مسئلہ کے نسبت اوبجہن ہے یہہ سبکے سب اصل حقیقت کے
مفہوم تک نہین پہونچے ورنہ کل کے کل آپس مین ہمزبان ہوکر نہ تو نزاع باقی
رہتی اور نہ کوئی کسیکی تکفیر کرتا۔ یہہ وہی مثل ہے کہ اندہون نے ہاتہی تو دیکہا
مگر جسنے ہاتہی کے جس جز و بدن کو چہوا اوسیکو ہاتہی سمجہہ بیٹھا۔ اور دوسرے کی تکذیب
اپنے عقل ناقص اور فہم نارسا سے بہت دلیری کے ساتھ کرنے پر مستعد ہوگیا۔ اگر کسی
محقق نے اصل حقیقت کہولا تو وہ سبکے نزدیک جاہل اور نادان ٹھیرا۔ اگر وہ ذرا بھی عقل
سے کام لین تو واضح طور پر اونکو یہہ معلوم ہو جاویگا کہ پہلے تو ہمکو قوت باصرہ ہی نہین
مجرد قوت لامسہ سے شئے کی حقیقت کیسے کہل سکتی ہے۔ ہان ٹٹول لینے سے
جسم ہی معلوم ہوگا وہ بھی جہانتک ٹٹولا گیا۔ یعنے جہانتک ہاتہہ نے مس کیا۔ رنگ
روپ۔ صورت۔ شکل۔ قد و قامت۔ جسامت وغیرہ وغیرہ کیونکر معلوم ہوسکتی ہے

ان باتون کے معلوم کرنیکے لئے بصارت ہی کی ضرورت ہے کیونکہ ہر کام کے
کرنیکے لئے رب العزت نے جدا جدا آلے عنایت فرمایا ہے۔ سونگنے کا کام کان کا
نہین اسکے لئے ناک ہی موزون ہے۔ زبان چکنے کے لئے ہے۔ دیکہنے کے
لئے نہین آنکہہ دیکھنے کے لئے ہے سُننے کے لئے نہین۔ اگر سے کا کام نہ ہو لہ
سے لیگا تو یہہ اوسکی سمجہہ کی غلطی ہے۔ گو وہ اپنی دانست مین نفع اوٹھانا چاہتا ہی
در اصل وہ اپنے نقصان کا خواہان ہے۔ فلسفہ۔ دہریہ۔ علمائے ظواہر حکما
کُل فرقہا ئے معترضین مسئلہ وحدۃ الوجود کے سمجہنے مین بڑی غلطی مین پڑے ہوئے
ہین۔ اپنے عقول ناقصہ کے زعم مین مطلب سے کوسون دور ہین۔ کیونکہ اونہون نے
جس سے کام لیا اوسیکا وجود معرض خطر مین ہے۔ اوس سے جو کام لیا جائیگا وہ تو بالکل
ہی بے اصل ثابت ہو گا جیسے مجنونون کا خیال جتنے خیال اونکے ہونگے گو اون مین سے
بعض قریب الفہم ہی کیون نہون مگر عام خیال کے ساتہہ اونکی بہی تعبیر کرینگے۔ اے
میرے پیارے دوست اس اجمال کی تفصیل کو ہم چھٹے جبر مین اسلئے بتلاتے ہین کہ
تجھے سمجہنے مین گرانی نہو۔ جبر و اولیٰ۔ جان تو اے طالب ایسا ہی ان سب نے
مسئلہ وجود کے سمجہنے مین قوت مُدرکہ سے کام لیا۔ وہ بیچاری تو حواس ظاہری
سامعہ۔ باصرہ۔ شامہ۔ لامسہ۔ ذائقہ۔ حواس باطنی وہم۔ خیال متصرفہ۔ حافظہ
حس مشترکہ کے بغیر بیکار محض ہے۔ اور حواس کی یہہ کیفیت ہے کہ وہ کُل اقسام
حس و حرکت ارادی کے تابع ہین۔ اصل بات تو یہہ ہے کہ قوت مدرکہ عطائے
روح نفسانی ہے اور روح نفسانی کو دیکھو تو وہ دستنگر روح حیوانی ہے
یعنی جب روح حیوانی اپنے کمال کو پہونچتی ہے تو اوسکے خلاصہ کو دماغ جذب

کرتا ہے - ہرچند روح حیوانی زندہ کن اور حیات بخش اعضا ہے - مگر وہ بھی مشل
روح طبعی - روح نباتی کی محتاج ہے - تاوقتیکہ جگر سے جو سیدہے جانب پہلومین
واقع ہے کچہہ عطا ہو دل جو بائین پہلومین ہے ہرگز قوت نہین پکڑ سکتا بارگاہ قسام
قدرت سے روح نباتی کو ایک بہت بڑے معدن سے مدد نہ ملتی تو روح حیوانی اور
روح نفسانی دونون بھی معطل محض ستھے - پیہدان جسکو کہتے ہین یہ وہ بڑا خزانہ ہے جسمین سے
اعضاے بیرونی مثل - ہاتھہ - پاؤن - سر - پیٹ - آنکہہ - ناک - کان وغیرہ
اور اعضاے اندرونی - دماغ - شش - دل - جگر - گردہ - انتین وغیرہ نکلتے ہین
اور ساتھہ ہی قوت - جاذبہ - ماسکہ - ہاضمہ - دافعہ - مولدہ - غاذیہ - نامیہ - وغیرہ
پیدا ہو جاتے ہین - ادہر اعضا اور جوارح کمال کو پہونچے اودہر معدہ غذا طلب
کرکے اوسکا اصل جوہر دل کو دینا شروع کرتا ہے - اس کارخانہ کی اصل حقیقت پر
نظر ڈالی جاے تو (فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ يَخْرُجُ مِن
بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ) و (مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ) ترجمہ ایک بوند سے
جسوقت ڈالی جاتی ہے - یعنے ایک اوچھلتا ہوا پانی کا قطرہ ہے جو بشکل مُدِّ ورباپ کے
صلب اور ماں کے ترایب سے نکلکر رحم مین داخل ہوتے ہی اپنی حرارت ذاتی اور
رحم کی گرمی سے جوش کہاتا ہوا نیچے اوپر ہوکر اپنی ہیئت ہی بدل ڈالتا ہے - پہلے تو
نطفہ ہی تھا - چندے علقہ رہا پہر مضغہ ہوکر ایک قلیل زمانے یعنے چار ہی مہینے کے
اندر جسم و روح وغیرہ تمام اعضا اور جوارح سے تیار ہوکر حرکت ارادی پیدا کرلیتا ہے
اور وہ خون مجتمع جو رحم کے اندر رہتا ہے ناف کی راہ سے غذا لینا شروع کردیتا ہے
نطفہ کو دیکھو تو چار عنصر اور چار طبایع سے مرکب ہے - سودا چونکہ سرد و خشک ہے

خاک سے اوسکی تعبیر کیجاتی ہے۔ بلغم سرد و تر ہے پانی سے اوسکی تعبیر ہوئی۔ خون گرم و تر ہے ہوا سے اسکی تعبیر ہوئی۔ صفرا گرم و خشک ہے تعبیر اسکی آگ سے لیگئی ان اربع عناصر مین باہم اختلاف مزاج اور دشمنی اسدرجہ ہے کہ اگر ذرا بھی کسیکو غلبہ ہو تو مزاج مین فساد ہو جائے اور حالت متوسط زایل ہو کر جسکا نام صحت ہے وہ باقی نہین رہتی۔ آگ کا غلبہ ہو تو بخار آجائے۔ پانی کا غلبہ ہو تو فالج اور زکام مین مبتلا ہو خاک کا غلبہ ہو تو خارش وغیرہ کے امراض مین مبتلا ہو۔ ہوا کی زیادتی ہو تو اورام وغیرہ کے مرض مین پھنس جائے۔ چونکہ عناصر آپسمین ایک دوسرے سے بالکل مخالف اور مباین ہین علی ہذا اونکے تاثیرات بھی جداگانہ ہین۔ اسیوجہ سے صدہا امراض مختلفہ پیدا ہو جاتے ہین۔ جیسے عناصر مختلف ہین امراض بھی مختلف ہین۔ نطفہ کی اصل ترکیب پر نظر ڈالی جائے تو غذا اوسکی پیدایش کا سبب معلوم ہوتی ہے جو ہر طبقہ مین بذریعہ ماساریقا وغیرہ چھنتی چھنتاتی فضلات مغلظ سے پاک وصاف ہو کر خون بنتی ہے۔ اور اس خون کا کیموس یعنے لب لباب جوہر لطیف آوردہ اور شرائین کی راہ سے اپنے اپنے مقام پر پہونچکر روح و تغذیہ و تنمیہ کے بعد مزاج اور رنگ جداگانہ ہی پیدا کر لیتا ہے۔ غذا کی ترکیب مین بھی لاکھون سامان کی ضرورت ہے۔ آگ ہی ہو زمین بھی ہو پانی بھی ہو۔ زمین نہین تو بیج بو یا نہین جا سکتا بویا گیا تو پانی کی ضرورت ہے۔ ہوا اور گرمی نہو تو درخت کی بالیدگی نہین ہوتی۔ حرارت۔ برودت۔ یبوست۔ رطوبت۔ سب کا معتدل درجہ مین رہنا بیج کے حق مین صحت کی علامت ہے۔ اسکے لئے زمین سے آسمان تک ہزارہا لکھو کھہا لاگنتی اشیا مختلف الصور مختلف المزاج۔ مختلف التاثیر کا باہمی ارتباط نتیجہ ثمرہ یعنے وہی غذا ہے۔ ہان مجھے اسوقت کہنا کیا تھا کہنا کہان ذکر کہان لیگیا

مطلب کچھ تھا بیان کچھ کا کچھ کر گیا۔ ابھی پورا عالم صغیر تبلایا نہ تھا کہ جھٹ سے عالم کبیر کے جانب چلدیا۔ چونکہ یہ رسالہ تفصیل کا متحمل نہین ہوسکتے کی ترکیب اور نا شوہونت کو دیکھنے کے لئے اس فن کی بہت ساری کتابین موجود ہین طوالت کے خوف سے پھر اپنے مطلب کے جانب عود کرتا ہون۔ شکر ہے کہ ہمارا اوپر کا بیان محض بیکار ہی نہین مطلب تو اسمین بھی حاصل ہے۔

جزو ثانی۔ ان اگرچہ کہ عقل آلۂ تمیز ہے مگر بے اوزار کیا کرسکتی ہے۔ اوزار و نکی تو ایسی مثال ہے کہ ایک ڈوری ہے کہ زمین سے آسمان تک صدہا قلفین پڑتی ہوئی چلی گئین ہین۔ ایسی صورت مین عقل بیچاری بجز ٹھوکرین کہانیکے اور کیا کرسکتی ہے۔ کیونکہ جب ہم عالم اور اسباب عالم پر نظر ڈالتے ہین تو ہر شئے جدی۔ رنگت جدی۔ طبیعت جدی۔ تاثیر جدی۔ اگرچہ کہ بعض بعض مین نسبت نوعی پائی بھی جاتی ہے مگر کوئی کسی مین ملتا نظر نہین آتا۔ باوجود صدہا اختلافات۔ اور کروڑہا امراضات وعوارضات کے عقل کے صحیح اور سالم رہنیکا وعدہ کوئی بیوقوف بھی نکرے گا ولو بالفرض عقل کو تھوڑی دیر کے لئے صحیح مان بھی لین تو عقل کو خود اپنی معلومات پر کب اطمینان ہے جب وہ خود تردد مین رہتی ہے تو بھلا اوسپر غیر کو کیونکر اطمنان ہوسکتا ہے۔ علاوہ بران ایکصورت سے تو وہ گرفتار بلا بھی معلوم ہوتی ہے بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے (عقل دردست نفس چنان گرفتار است کہ مرد عاجز دردست زن گرسنہ) پس سلامتی عقل کے لئے پنجہ مکاید نفس سے رہائی پانا شرط لازمی ہے۔ باین ہمہ۔ چاند۔ سورج۔ ستارہ۔ مشعل۔ چراغ۔ ذرّے مین جیسا فرق پایا جاتا ہے ایسا ہی عقول انسانی مین بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔ اور اِس تفاوت کی وجہ

زیادہ تر وہی معلوم ہوتی ہے جو عناصر اور اشیاء عالم کے ارتباط اور عدم ارتباط مین
نفع و ضرر کا ظہور ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اچھی زمین مین وقت پر پانی دیا جاتا ہے
اور ہوا اور گرمی بھی اعتدال کے درجہ پر پہونچتی ہے تو درخت نہایت ہی باردار ہوتا
ہے برخلاف اسکے کہ زمین شور مین ہزار سر مارو پہل پہول کے عوض اصل بیج بھی ضایع
ہو جاتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ برخلاف اچھی زمین کے امراض عوارض مجموعہ
سے زمین شور کی طبیعت مین فتور آکر اوسکی قوت اصلی زائل ہو گئی۔ اختلاف مذاہب کا
باعث بھی یہی ہے کہ حکماء کے بیشتر اختلاف نے مذاہب کی کثرت کو بڑہا دیا۔ یعنے
ہر شخص اپنی عقل ناقصہ پر اڑ رہا۔ انشاء اللہ کسی موقع پر ہم یہہ بتلاوینگے کہ مثل آفتاب کے
کسکی عقل کامل ہوتی ہے جسکے طرف رجوع کرنے اور اتباع سے فلاح کی امید ہے۔
جزو ثالث۔ اے عزیز یہہ بات مسلمہ ہے کہ انسان کو جسکی محبت زیادہ ہوتی ہے
اوسکا میلان طبع بالکلیہ اوسی جانب ہوتا ہے۔ نیک و بد اور اوسکی درستی اور اصلاح
کے جانب اور طرق دریافت کرنے مین ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے۔ دوسرے
جانب مطلقاً التفات نہین کرتا جب ایک جانب اپنے کو لگا لیتا ہے تو اوس فن مین
اوسکو عبور بھی زیادہ ہوتا ہے جو دوسرے مین وہ بات پائی نہین جاتی۔ جب ہم
قدیم زمانے کی کتابون اور تاریخون کو پیش نظر رکہکر دیکھتے ہین تو اسکا یقین ہوتا ہے
کہ دنیا کی محبت حکماء مین زیادہ تھی اور بالکلیہ اونکی رغبت اوسیکے جانب رہی اسلئے
اونہون نے اپنی عقل کو بھی اوسی جانب رجوع کیا تدبیر منزل مین زیادہ تر مشہور ہوئے
اور ظاہر پر اپنے عقل کے نتایج ترتیب دینے لگے یا افلاک بلحاظ نجوم۔ اور انجم۔ اور کل اشیاے
عالم کے حرکات ارادی اور اثر ارادی اور خاصیتون کے قایل ہوئے اس مین بھی

علما کے کئی فرقے ہوئے اور ہر فرقہ اپنے عقاید کے لئے جداگانہ ہی دلیل رکھتا
ہے۔ عقل کے اندہون کو اتنی بھی تمیز نہین۔ **شعر**

سیر سپہر و دور قمر را چہ اعتبار — در گردش اند بر حسب اختیار دوست

انہون نے جب حقیقت اشیا پر نظر ڈالی تو صانع حقیقی کی حکمت بالغہ کا کوئی اندازہ
ہی نملا۔ ہر شئے کی ترکیب مین صدہا صفتین پانے لگے۔ چونکہ انہون نے محض
عقل نارسا سے کام لیا تھا اور دیکھی ہوئی اشیا کے صفات اور تاثیرات کے قایل
ہوئے۔ مثلاً آگ کمال درجہ گرم ہے۔ جب آگ کی گرمی کے سبب کو معلوم کرنا چاہا تو یہان
عقل چکرائی اور راندہون کے مانند کبھی کوئین اور کبھی کہائی کے جانب جلنے لگے۔
جب دیکھا کہ یہان عقل مجبور ہے تو عالم کے قدیم ہونیکے قایل ہوئے اور بعضون
نے تاثیرات اشیا کو مسبوق بالعدم کہا۔ اور بعضون نے مقارن بالذات کہا۔
بعضون نے ہیولے کو قدیم بالذات کہا۔ اور بعضون نے قدیم بالزمان کہا۔ اور بعضون
نے مسبوق بالمادہ کہا۔ اور بعضون نے سبب کو مسبب اور صنعت کو صانع کے
جانب لیگئے۔ اور انکو اسکا اقرار کرنا پڑا کہ خالق مطلق نے یون ہی آگ مین گرمی
رکھدی ہے۔ چونکہ اونکی عقل نے پہلے ہی سے آگ اور اوسکی تاثیرات کو تسلیم
کرلی تھی تو آگ کے وجود کے قایل ہوئے اور ماسوائے اسکے اوس وجود کے
بھی قایل ہونا پڑا جسنے آگ کو گرمی کی تاثیر کے ساتھ پیدا کیا۔ ایک آگ ہی پر کیا موقوف
ہے کل عالم کی ہر شئے کے وجود اور صانع مطلق کے وجود کے قایل ہوئے۔ اور
اہل شریعت نے لفظ وجود کی تقسیم دو طرح پر کی۔ اشیائے عالم کو ممکن الوجود اور
صانع حقیقی کو واجب الوجود کہا۔ اور اسیکے قریب قریب سبہون نے حکم لگایا واقعی

سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقِ دفتریست معرفتِ کردگار

جزو رابع۔ العزیز۔ ہمکو یہان یہ بتلانا مقصود نہین ہے کہ عالم کے پیدا کرنے مین کیا حکمت تھی کب اور کیون کس سئے پیدا کیا۔ غرض ہماری صرف اتنی ہی ہے کہ وجودِ عالم سے بحث کیجائے جسکا اجمالی طریقہ پر ہمنے اوپر ذکر کر دیا ہے۔ شکر ہے خداوندِ جلیل کا اس بیان سے ایک بہت بڑی بات ہاتھ لگی۔ وہ یہہ ہے کہ حضرتِ انسان جو اپنے بھی وجود ہونیکا دعوے کرتا ہے محض اسیکا وجود نہین بلکہ سارے عالم کا وجود سرے ہی سے ثابت ہونا مشکل ہوگیا۔ کیونکہ شروع سے آخر تک کوئی بات ایسی پائی نہین جاتی جو بالذات اوس مین موجود ہو اور وہ اوسکے حق مین خانہ زاد ہو عطائے غیر نہو۔ جیسے پانی مین سردی اوسکی خانہ زاد ہے۔ اگرچہ کہ عارضی طور پر اوسمین گرمی آبھی جائے تو یہہ وصف اضافی جو حقیقت مین مستعار ہے تہوڑی دیر کے بعد زایل ہو کر پہر وہی سردی جو اوسکی اصلی اور خانہ زاد ہے اوسمین عود کرتی ہے حالانکہ یہہ بھی عطائے غیر ہے۔ برخلاف اسکے جدہر نظر ڈالو ہر طرف سے انسان مین دنیا بہر کی محتاجیان دکھلائی دیتی ہین جسکی پیدائش مین صدہا عوارضات حایل ہین۔ اسبابِ پیدائش مین اگر ایک بات مین بھی فرق آجائے تو عدم سے شہود مین آنا ہی ممکن نہین شہود مین آنیکے لئے کوئی حوادثات عارض نہون تو تب بھی ہم دیکھتے ہین کہ باوجود کان موجود ہونیکے قوت سامعہ نہو تو اوسکو بہرہ کہتے ہین۔ زبان موجود ہو قوت کلامیہ نہو تو گونگا کہلاتا ہے۔ آنکہین ہین بصارت نہو تو اندہا بولتے ہین۔ ہاتھ پیر مین حرکت ارادی

نہو تو اوسکو معذور کہتے ہین - دماغ مین فتور آجاے پاگل کہلاتا ہے - غرض باوجود
جسم اور وجود ہونیکے بھی کسی ایک صفت کے نہونیسے اوس جزو جسم کا کوئی نام تک
نہین لیتا حالانکہ - کان - ناک - آنکھ - وغیرہ موجود ہین - مگر گونگا - بہرا - اندہا
کہلاتا ہے - اِسکا سبب بجز اِسکے اور کیا ہے - کہ مخلوق کے صفات زاید از ذات
ہین چونکہ باوجود قیام ذات صفات پاے نہین جاتے - پس جو کچھہ صفات
ہین وہ اضافی ہین - عارضی ہین مستعار ہین - کوئی چیز اسکے پاس اسکی
ذاتی نہین بقول کسی کے -

نیا وردم از خانہ چیزے نخست ۔۔۔ تو دادی ہمہ چیز ما و من چیزی تست

اور سب سے پیاری اور ضروری چیز اوسکے بقا وجود کیلئے وہ روح ہی (قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ) جسکے
جانب اشارہ ہی جسکا دار و مدار محض سانس پر ہی بقول کسی کے -

قیام جسم خاکی ہے نفس پر ۔۔۔ ہوا پہ ہے بِنا اپنے مکان کی
اور یہہ سب کے سب بھی عاریتاً ہین - اوسکی ذاتی ملک کوئی نظر نہین آتی
اللہ صاحب فرمایا ہے -
(اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا) یعنے مستعار شئے چھن جانیکے بعد وہ
اوس سے خالی رہیگا جیسے کسینے کہین سے مانگ تانگ کر نہایت عمدہ بیش قیمت لباس
سے آراستہ اور پیراستہ ہوا ہو - اور اصل مالک اپنا دیا ہوا لباس اوسکے بدن
سے اچانک اوتارلے تو ایسی صورت مین وہ اپنے کو برہنہ ہی پائیگا - اسی واسطے
اولیا اللہ اپنے کو اور کل عالم کو ظاہری جامعیت سے خالی تصوّر کرکے کہتے ہین
(لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ) اور یہ کوئی تعجب خیز کلمہ نہین ہے - اب طالب کیا تو یہہ

نہین جانتا کہ عشق وہ چیز ہے کہ غیر محبوب نظر محب مین مفقود ہو کر ہر سو صورت
معشوق ہی مشہود ہوتی ہے ہان یہ تو ضمنی بات تھی مطلب ہمارا ریا جاتا ہے۔
ایغیر تر کل عالم کی بھی یہی حالت ہے۔ جیسا کہ ہمارے اوپر کے بیان سے ظاہر ہے
تو باوجود ان ساری خرابیون اور نقصانات اور محتاجیون کے اپنے بھی وجود
ہونیکا دعوے کرنا صریح فعل عبث ہے۔ برابن ہم کسکے وجود کے ساتھ مقابلہ کیا
جاتا ہے جسکی ذات عجز اور نقصانات سے پاک اور مستغنی اور لاپروا ہے۔ اوسکے
وجود کے ساتھ اس وجود عالم کی مساوات کرنا گو وہ بے نقصان ہے اور یہ
از سر تا پا نقصان سے بھرا ہوا گو امتیازی درمیانی لفظ کیون نہ بولا جاسے۔
سخت نازیبا اور ظلم صریح ہے۔ کہان وجود خداوندی اور کہان وجود عالم۔
یہ خاکی وہ تیز ہے سے مملو۔ یہ بندہ وہ خالق۔ یہ عاجز وہ بے پروا۔ یہ محتاج وہ غنی۔
یہ حادث۔ وہ قدیم۔ یہ فانی وہ باقی۔ واسے ہے نادانی پر ظاہر بینون کے باوجود
(خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ) ترجمہ پیدا کیا آدمی کو بجنے والی
مٹی سے مانند ٹھیکری کے بقول کسی کے۔

من من چہ میکنی کہ تو یک قطرۂ منی	پاسنگ ہم نئی کہ زنی صد لاف منی
اول تو خاک بودی آخر شوی تو خاک	پس خاک را نشاید کہ چندان کند منی

پس ایسی صورت مین خدا کا بھی وجود ہے تو ہمارا بھی وجود ہے کہنا اور اپنی عقل پر
نازان ہونا صرف حیرت ہی نہین ایک بڑے بھاری جرم مین پھنسنا ہے۔
(كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ)

ندارم روا با تو از خویشتن	کہ گویم تو ای باز گویم کہ من

دنیا کے درباروں مین کسی بادشاہ کو بادشاہ لکھے اور اوسکے ایک ادنی غلام کو پادشاہ کہے
یا پادشاہ کے ہم پلہ سمجھے ان معنون کر کہ پادشاہ بھی تو انسان ہے اور غلام بھی انسان
ہے تو ایسی صورت مین وہ شخص پادشاہ کے نزدیک باغی اور مفسد قرار دیا جا کر
اوسیوقت سزائے قتل پاتا ہے چہ جائے کہ خداوند عزوجل کے مقابلہ مین انسان کے
وجود کا اقرار کرنا کتنا بڑا ظلم اور شرک ہے گویا ممتنع محال کو ثابت کرنا ہے۔ حالانکہ پادشاہ
کی غلام کے ساتھ نسبت نوعی موجود ہے۔ اور یہان تو کوئی نسبت بھی نہین ہے۔

جزو خامس۔ ایعزیز جب تو یہہ جان لیا کہ خدا کے وجود کے مقابلہ مین کسی عالم کا
وجود نہین اور خلق کے لیے وجود ثابت کرنا محض طبیعتون کا غلو ہے جا افراط اور تفریط
سے بہا ہوا ہے ایطالب اگر تجھے پیدایش عالم مین خلجان ہے تو یہہ جان لے
کہ خداوند کریم کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا وہ گہرا اور غامض راز ہے (وَلٰکِنَّ
اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ) ترجمہ۔ ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے۔ خبردار ظاہر پرستی اڑا
نہ ہو اور اِس آیۂ کریمہ کا مصداق نہ بن جیسا کہ فرمایا ربُّ العزت نے (یَعْلَمُوْنَ
ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ) ترجمہ۔ جانتے
ہین ظاہر کو زندگانی پر دنیا کی سی اور وہ آخرت سے وہی ہین غافل) ایعزیز قرآن شریف
ہمکو کھلے کھلے طور پر یہہ بتلاتا ہے کہ یہہ عالم کیا ہے یعنے یہہ نشانیان ہین اللہ کی جیسا کہ
سورۂ روم مین خداوند کریم فرماتا ہے (وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ
اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَا
جًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ

اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِی ذَالِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ
بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَابْتِغَاؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
یَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَیُحْیِ بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ
وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَۃً
مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ ۝ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَءُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ
عَلَیْہِ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

ترجمہ - اور نشانیون اوسکی سے ہے یہ پیدا کیا تمکو مٹی سے پہر ناگہان تم انسان
ہو چلتے پہرتے - نشانیون اوسکی سے ہے یہ کہ پیدا کیا واسطے تمھارے آپس تمہارے
سے جوڑا تو کہ آرام پکڑو تم طرف اوسکے اور کیا درمیان تمہارے پیار اور مہربانی
تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ فکر کرتے ہین - اور نشانیون
اوسکی سے ہے پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا اور اختلاف بولیون تمھارے کا
اور رنگون تمھارے کا تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے عالمون کے - اور نشانیون
اوسکی سے ہے سونا تمھارا بیچ رات کے اور دن کے اور دہونڈنا تمھارا فضل
اوسکے سے تحقیق بیچ اسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ سنتے ہین اور
نشانیون اوسکی سے ہے دکہلاتا ہے تمکو بجلی ڈر سے اور امید سے اور اوتارتا
آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے ساتھ اوسکے زمین کو پیچھے مرنے اوسکے کے
تحقیق بیچ اوسکے نشانیان ہین واسطے اوس قوم کے کہ عقل پکڑتی ہین - اور

نشانیون اوسکی سے سے ہے یہہ کہ قایم ہین آسمان اور زمین ساتھہ حکم اوسکے پہر جب پکاریگا تمکو ایکبار پکارنا زمین مین سے ناگہان تم نکل آؤگے۔ اور واسطے اوسکے ہے جو کچہہ بیچ آسمانون اور زمین کے ہے سب واسطے اوسکے فرمان بردار ہین اور وہ ہے جو پہلے بار کرتا ہے پیدایش کو پہر دوبارہ کریگا اوسکو اور وہ بہت آسان ہے اوپر اوسکے اور واسطے اوسکے ہے صفت بلند بیچ آسمانون کے اور زمین کے اور وہ ہے غالب حکمت والا۔ الخ۔ اور آگے فرمایا اللہ تعالی نے مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ) ترجمہ۔ رجوع کرنے والے ہو طرف اوسکے اور ڈرو اوس سے اور برپا رکہو نماز کو اور مت ہو شریک لانے والون سے۔ اور اوسی رکوع مین ربُّ العزت کا ارشاد ہے (بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ) یعنے بلکہ پیروی کی اون لوگون نے کہ ظلم کیا اوہنون نے خواہشون اپنے کی بغیر علم کے پس کون ہدایت کرتا ہے اوس شخص کو کہ گمراہ کرے اوسکو اللہ اور نہین واسطے اونکے کوئی مدد دینیوالا۔

جزو سادس۔ العزیز اب ہم اولیا اللہ کے جانب رجوع ہوتے ہین صرف الفاظ ظاہری سے بھی اونکے مسلک پر کچہہ الزام نہین آتا ہے پہلے تو یہ امت ہی پاکیزہ اور عمدہ ہے جیساکہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے۔ (وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا) اور یہی یہہ قوم خاص کیگئی ہے فضیلتون اور برکتون سے تو اوہنون نے ظاہری عالم کو دیکہا۔ اور ہر شئے منفردہ کی جدا جدا تاثیر اور ایک دوسرے کو آپسین سخت مخالف اور دشمن پایا۔ اور ایسی مخالفت اور دشمنی پر بہی آپسین ایک

اسیا ارتباط دیکھا کہ کل مخالف اشیا ءآپس مین ملکر ایک مزاج ہی جدا گانہ پیدا کیے ہین اسلیے
مراتب کا پورا لحاظ رکھکر صدا ہے (رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ
هَدٰی) یعنے خدا وہ ہے جسنے ہر شئے کو حال مناسب پر اوسکے پیدا کیا پہر اوس
شئے کو اپنے کمال مطلوبہ حاصل کرنیکے لیے راہ بتلائی۔ بلند کرکے (وَاَنَّ اِلٰی
رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی) یعنے تمام سلسلے تیرے رب پر ختم ہوتے ہین۔ اسکا پورا اعتقاد
کرکے سچے دل سے (لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ) یعنے
خدا کی ذات اور صفات مین اوسکا شریک نہین اوسکے لیے مخلوق سے مثالین
مت دو۔ یقین اور اقرار کرکے اون اشیا کے پیدا کنندہ و تاثیر دہندہ اور ربط
دینے والے کے جانب وہ بھی باتباعِ رہبر کامل رجوع ہوگئے اور حسب تعلیم یہ بھی
یقین کرلیا کہ مختلف اشیا ئے عالم کا اجتماع اجتماعِ اتفاقی ہے۔ اور ما اتفاقی اجتماع
دوام لازم نہین جسکو دوام لازم نہین اوسکا وجود محض اعتباری ہے پس وجود اعتباری وجود نہین
اسلیے اونکے نزدیک عالم کا وجود وجود نہین ماسوا ئے موجود اصلی کے سبکے
وجود کا عارضی ہونا بالکل یقین کلی کرلیا۔ بمصداق اس آیۂ کریمہ کے۔ (سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا
فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ) یعنے شتاب دکہلا
ہم اونکو نشانیان اپنی عالم مین اور ذاتون مین اونکے یہانتک کہ ظاہر ہوگا اونپر حق۔
العزیز خبردار یہہ نہ سمجہہ لینا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے یہی معنی ہین اور صوفیہ کا
مطلب اسکے آگے نہین اور علوم باطنہ کا انحصار ان لفظی اور ظاہری بحث مین مقید
ہوگیا ہے حاشا و کلا ہرگز اسکا خیال مت کر۔ ہمنے جو کچہہ اجمالاً و اشارتاً اوسمین سے
بتلایا ہے وہ قدر سے قلیل بتلایا ہے اور وہ بھی صرف ظاہر پر۔ یہانتک ان لفظی اور

ظاہری معنون ہی پر تو اڑا ہے تو کیا خیال کرتا ہے تو اس آیت شریف کے معنون کو کہ فرمایا اللہ تعالے نے (عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ) کیونکہ قلم کا تو ظاہری معنی ایک جسم ہے جس سے لکھتے ہین اور وہ ایک لکڑی کا ٹکڑا ہے اگر تو ہیکو قلم سمجہا ہے تو یہ تیری سمجہ کی غلطی ہے - قلم کی حقیقت اور روح معلوم کر یہ قلم روحانی ہے جسمانی نہین ہے - کیونکہ اس مین حقیقت روح قلم موجود ہے مگر قالب اور صورت نہین - دنیا مین ہر شئے کی ایک تعریف ہوا کرتی ہے لیکن جو اوسکی روح ہے وہی اوسکی حقیقت ہے - جب تو عالم ارواح کی راہ پائیگا تو تو روحانی بنیگا اور ابواب ملکوت تجپر مفتوح ہونگے اور ملاء اعلی کی رفاقت کا اہل اور لایق ہوگا (وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا) اعزیز اس مسئلہ مین مشاہدات صوفیاء کے جو باریک اور نہایت ادق اور غامض رموز ہین اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین ہے اور نہ وہ احاطۂ تحریر اور تقریر مین آسکتے ہین وہ امور ہی جدے ہین اسلئے ہم اپنے قلم کو روک لیتے ہین - اعزیز جو لوگ تیری عقل کے ہی طابع ہین وہ محض جہل کے گرداب مین ہین - پس ہوجا تو ڈہونڈنیوالا ایسی سعادت کا جسکو زوال نہین -

فصل یازدہم

اعزیز - یہ کیون یقین نہین کر لیا جاتا کہ علم تصوف دوسرے لفظون مین یون کہئے کہ علم عرفان کا تعلق علوم غیبیہ سے ہے جسکا صدور انہین پاک دلون پر ہوتا ہے جو غبار ماسوی اللہ سے صاف رہتا ہے (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی)

وذکر شیمہ رتبہ فصلی) یعنی بیشک مراد کو پہونچا وہ شخص جو دل کو پاک کیا
اور ذکر الٰہی مین لگا رہا اور نماز پڑھی۔ اور مسئلہ وجود علم عرفان کے مسائل مین سے
ایک مسئلہ ہے جو اولیاء اللہ کے الہامات۔ اور مکاشفات۔ اور مشاہدات نے
مسئلہ وجود کے حق اور واقعی ہونے مین اونکے اجتہادات و استنباطات کو مطابق
آیات و حدیث مرتبہ حق الیقین تک پہونچا دیا۔ وحی متلو اور غیر متلو۔ الہام۔ اور
القا اور کشف وغیرہ کے اسرارات اور اوسکو حق جانیوالا ضرور یہ اعتقاد کریگا کہ
بیشک یہ مسائل بھی غیب ہی سے تعلق رکھتے ہین بمصداق اس آیۂ کریمہ کے۔
(وعلمناہ من لدنا علما) اور علوم غیبی کے اسرارات اونھین پر منکشف ہونگے
جو اوسکی قابلیت رکھتے ہین۔ جیسے آفتاب کا نور سب پر مساوی ہے اور کل اشیائے
عالم اوسیکے نور سے استفادہ لیتے اور منور ہوتے ہین۔ مگر چونکہ آئینہ مین قابلیت
اور استعداد نور آفتاب کے لینے کی زیادہ ہے اسلئے وہ خود بھی منور ہوتا ہے
اور دوسرے کو بھی روشن کرتا ہے بشرطیکہ مقابلہ ہو۔ یہی حال اولیاء عظام کا
ہے کہ بارگاہ خداوندی سے فیضان رحمت نامتناہی کے تجلیات اونپر وردد
پاتے ہین تو وہ خود بیخود ہو جاتے ہین دنیا و مافیہا کی مطلق اونکو خبر نہین ہوتی اور
ہجوم تجلیات خداوندی مین محویت ہی نہین بلکہ فنائیت نصیب ہوتی ہے ہان
اگر کسی کو علوم غیبی سے انکار ہے تو اوس سے بڑھکر کوئی نادان اور جاہل نہین جیسے
فلسفہ کی وہ ٹکڑی جنکو ملائکہ اور ارواح۔ اور عذاب قبر۔ جنت۔ دوزخ۔ حشر
نشر وغیرہ کے وجود سے صریح انکار ہے۔ بلکہ اونکو تو خدا ہی کے وجود سے
انکار ہے۔ کیونکہ اونکے اصولی قواعد کے موافق شہادت یقینی اور برہان قطعی جو

شئے کے لئے چاہتے ہین - عالم مجاذات مین اونہون نے افراط و تفریط کو کام
مین لایا ہے - ظاہری حواس سے جس شئے پر کہلی کہلی دلیل نہو تو اوسکو بے اصل
تصور کرتے ہین - کیونکہ اون کے عقول ناقصہ مین ان امور پر کوئی برہان اون کے
نزدیک قایم نہین ہوسکتی ہے - یہ اون کی نری گمرہی اور ضلالت ہے - ایمان
کی خوشبو سے وہ منزلون دور ہین - دہوئین کو دیکہکر تو آگ کا یقین کر لیتے ہین -
حالانکہ بظاہر آنکہ نے آگ کو محسوس نہین کیا ہے - صرف اسباب اور آثار ہی سے
آگ کا ہونا معلوم کر لیا ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ روزانہ اور بالمرہ غیب سے
وہ وہ حالات مشاہدہ مین آتے ہین جو اونکے حاشیہ خیال مین بہی نہین رہتے -
الغرض علوم غیبی کے اسرار کا اظہار کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مادر زاد اندہا بہرے
کے روبرو معشوق کے حسن و جمال خط و خال کی تعریف کرکے داد چاہے یعنی
دونون جانب جہل - نہ اندہے کا معشوق کے حسن و جمال کا دیکہنا صحیح ہوسکتا ہی
اور نہ بہرا اوسکے بیان سے استفادہ لیکر اوسکا جواب دیسکتا ہے - یہی وجہ ہے
کہ بڑے بڑے متکلمون نے سکوت اختیار کر لیا ہے اور اس مسئلہ کو اونہین
محققون کے اجتہاد کشفی پر چھوڑ دیا جنہون نے عبادتاً تہذیب نفس کے علوم
حاصل کئے ہین - جسکی وجہ سے اونکی قوت ملکیہ بلند پروازیان کرتی ہے - دل
سے حجابات جسمانی صاف ہوکر عالم ملکوت کے عجائب اسرارات دیکہنے لگتے
ہین اخلاق صورت - سیرت مین آراستہ و پیراستہ بنجاتے ہین - الہامی فیوضات سے
اون کے دل آفتاب سے بہی زیادہ روشن تر ہوجاتے ہین - جب ہی تو عالم کی آنکہون
مین وقعت اور بزرگی جم جاتی ہے - روحی امراض کے ہادی اور رہبر کہلاتے ہین اور

یہ عمدہ صفات اونکے مستقل ایمانداری کا ثمرہ ہے۔ کیونکہ ایسے بزرگوار بغیر عقلی ثبوت اور کشفی صورت کے محض غیب پر حسن ظن سے اعتقاد کرتے ہین اور یہی ایمان ہے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کے حق ہونے مین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مکتوب لکھا ہے بجنسہ ہم اوسکی نقل کرتے ہین دیکھو فتاوی عزیزیہ مکتوب وحدۃ الوجود حق ومطابق واقع است۔ چراکہ دلایل عقلیہ ونقلیہ برآن قایم است چنانچہ در رسالۂ ادلۃ التوحید شیخ علی بہایی گجراتی مشروع ومبسوط است۔ علمای متکلمین را در انکار این مسئلہ ہمگی دو وجہ است۔ اوّل آنکہ براین مسئلہ بہ سبب کمال دقت وباریکی شبہات عقلیہ ونقلیہ بسیار وارد میشوند۔ درنظر آنہا حلِ آن شبہات میسر نشد ناچار بہ انکارش آمدند۔ اینست حال سطحیان از متکلمین۔ دوم۔ آنکہ این مسئلہ از اسرارات شرایع وادیان موقوف بردانستن این مسئلہ نیست۔ بلکہ عوام را تلقین این مسئلہ موجب افتتاح باب الحاد است واباحۂ شر وفساد است۔ وہدایت دراشال تکلفات می گردد۔ پس بیان این مسئلہ درکتب عقاید بنابر باریکی و وقت آن ممنوع ومحذور است وامساک لسان واجب دانند۔ چنانچہ در حدیث شریف است (اذ ذکر القدر فامسکو واذ ذکر اصحابی فامسکو واذ ذکر النجوم فامسکو) پس معلوم شد کہ تفصیل وتفتیش وتحقیق دراشال این مسئلہ دقیق منجر بضلال واضلال است این است حال محققان متکلمین۔ ومع ہذا این جماعۃ اجمالاً درتصانیف خود ناایما راجمالی این مسئلہ دادہ اند۔ کالغزالی والرازی وغیرہما من ائمۃ فی ہذا الفن۔ اگر تفتیش منظور باشد در کتاب تنبیہ الحجوبین مطالعہ باید کرد۔ وبالجملہ انکشاف این مسئلہ بتحقیل وکتب ورسمیات

بنوده است بلکه محض بمواهب و معرفت است و انکشاف این مسئله بر تحصیل کتب نیست بلکه بر ورود حالات باید داشت - آری اگر کسی را بقاء حسن ظن بر اولیاء اللہ که باین مسئلہ متکلم شده اند منظور افتد خواهد که در جناب ایشان بد اعتقاد نشود و در رسائل توحید نظر کند تا بر دلائل عقلیه و نقلیه وقوف یافته اعتقاد فاسد در جناب اولیاء اللہ ہم نرساند مضایقه ندارد - الاّ مسلک دریافت این مسئله نظر بفکر عقل نیست و ہمین گفته اند که (هو طور وراء طور العقل) و نیز گفته اند - قلندر آنچه گوید دیده گوید) که عامی هنوز باین مرتبه نرسیده است و نه عالم متکلم شده مکلف است باید که اجمالاً داند که صوفیه صافیه آنچه گویند حق است و فہم من بر آن کم میرسد مثل ایمان به متشابهات قرآن مجید و نیز بداند که علمای متکلمین که اعتماد بر قول آنها است انکار صریح نکرده اند بلکه سکوت ورزیده اند و از بیان آن دم درکشیده اند (الوجه الّذی ذکرناه) آری مقتدران علمای متکلمین سکوت ایشان را انکار گمان کرده اند مثل تفتازانی و قاضی عضد و دیگر متاخرین - لیکن معلوم است که درین باب مقتدایان غزالی و امام رازی و امثال آنها اند نه متاخرین) الخ -

العزیز جو لوگ ظاہر دلیل ڈھونڈتے ہین کیا وہ اس امر کو نہین جانتے کہ عالم خواب مین لوح محفوظ سے ایک امر غیبی نازل ہوتا ہے تو وہ صورت مثالی کس لئے لیتا ہے - وہان جیسا ہے ویسا ہی صاف و صریح کیون نظر نہین آتا - بہائیجان یہہ ایک راز ہے ان بھیدونکو تو وہی شخص جان سکتا ہے جسکو یہہ معلوم ہو کہ عالم ملکوت اور عالم ملک مین کیا نسبت ہے اور اسمین مخفی علامتین کیا ہین - اوسوقت یہ شخص خود پہچان لیگا کہ اگرچہ کہ وہ عالم دنیا مین ظاہر جاگتا ہے لیکن فی الحقیقت

خواب غفلت مین بے خبر سوتا ہے جیساکہ حدیث شریف مین وارد ہے (الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا) یعنی لوگ سوتے ہین جب مرینگے ہشیار ہونگے جب موت کے سبب سے کل پردے حس وخیال کے اٹھ جاینگے۔ دنیا مین ہر ایک حقیقت وعمل اور ہر ایک معنی و روح کو جو مثال مین صورتون سے سنتے اور دیکھتے تھے سب بغیر لباس وصورت مثالی کے جیسے ہین ویسے ہی بے پردہ صاف وصریح نظر آنے لگین گے۔ کشف صریح ہو جائیگا تب سمجھینگے کہ وے مثالین انھین ارواح وحقایق کی صورتین تھین اور وہ آیتین اور حدیثین جو اون حقایق کی شان کے لفظون سے وارد ہوئین ہین تب اونکے صدق اور راستی کا یقین کرینگے پس جو لوگ خدا اور رسول کے منکر اور آخرت سے غافل تھے وہان وسوقت کہینگے۔

(یوم تقلب وجوہہم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا) اور کہینگے (او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل قد خسروا انفسہم وضل عنہم ما کانوا یفترون) کوئی کہیگا (ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا) اور کوئی کہیگا (یلیتنی کنت ترابا) اور کوئی کہیگا (ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین) اور کوئی کہیگا (ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون) ۵

جسدن کہ پھیرے جاینگے منھ اونکے بیچ آگ کے کہینگے اے کاشکے ہمنے فرمانبرداری کی ہوتی اللہ کی اور فرمان برداری کی ہوتی رسول کی۔

یا پہر جاوین پس عمل کرین سواے اوسکے جو تھے ہم عمل کرتے تحقیق توڑ دیا اونہون نے جانون اپنے کو اور کہو یا گیا اونسے جو کچھہ تھے باندہ لیتے۔ اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا ظالم اوپر دونون ہاتون اپنے کے کہیگا اے کاش کے پکڑتا مین ساتھہ رسول کے راہ اے واے ہے مجھکو کاشکے نہ پکڑتا فلانے کو دوست) اے کاش کے ہم مٹی ہوتے۔ ایسا نہو کہ کہے کوئی جی اے افسوس اوپر اوسکے تقصیر کی ہمنے بیچ حق خدا کے اور تحقیق تہا مین البتہ ٹھٹھا کرنیوالون سے۔ اے کاشکے دیکہے تو کہ جسوقت۔ کہ کہیگا گنہگار نیچے ڈالے ہوئے سر اپنا نزدیک رب اپنے کے اے رب ہمارے دیکہا ہمنے اور سنا ہمنے پس پہر بہیج ہمکو کہ عمل کرین اچہے تحقیق ہم یقین لانیوالے ہین) یعنے اللہ کے مقابلہ مین زیادتی کرنے اور اپنے عملون کے روح اور ہر شئے کی حقیقت بچشم خود دیکہنے اور سننے کا اقرار کرکے کف افسوس ملنا اور دنیا مین لوٹ آنیکی آرزو کرنا فائدہ نہ بخشیگا۔

افسوس ہے اونکے حال پر جنکو اپنی خام عقلی پر زعم ہے بلکہ پتہر پڑے ہین اون ظاہر پرستونکی عقلون پر جو دین کو محدود کرکے اعلی مراتب حاصل کرنے سے غافل ہو بیٹھے ہین۔ ایعزیز ہوجا تو اون صادق الایمان والون سے جنہون نے غیب پر سچے دل سے ایمان لایا ہے اور یہ امر شاید تیرے لئے باعث کشود کار ہو دارین مین۔

فصل دوازدہم

ایعزیز۔ کیا تو یہ نہین جانتا کہ ہر جسم ذیروح متحرک ہوگا یا ساکن۔ اور کیا تو یہ نہین دیکہتا کہ حرکت اور سکون دونون وقت واحد مین جمع نہین ہوا کرتے۔ چونکہ اجتماع

اضداد محال ہے۔ اس سے یہہ بات صاف معلوم دیتی ہے کہ ایک عرض متقدم
ہوگا تو دوسرا موخر۔ ایک ساکن ہوگا تو دوسرا متحرک اور یہہ بالکل کھلی بات ہے
کہ یہہ حالات ایکدوسرے کے عدم کے بعد ہی ہوا کرتے ہین اور یہ سب شرایط
نشانیان ہین۔ حادث کی۔ تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ ہر حادث اس تقسیم ثلاثہ سے
باہر نہین ہے اگرچہ کہ عالم ممکنات تیری نظرون مین نامحدود لباسون اور گوناگون پیرایون
اور بے شمار تشخصات و تعینات و تاثیرات وصفاتات و تشکلات سے آرہا ہے
وہ یا تو حیوانات ہین۔ یا نباتات۔ یا جمادات۔ اور یہہ سب مقومہ ہین۔ یا متممہ
یا جوہر ہین یا عرض۔ اور ہر جوہر یا جسم ہے۔ یا روح۔ اور ہر جسم فلکی ہے۔ یا طبعی اور
ہر طبعی بسیط ہے۔ یا مرکب اور ہر مرکب نامی ہے یا غیر نامی۔ اور ہر نامی حیوانات
ہین یا نباتات۔ اس سے معلوم ہوا کہ حیوانات اور نباتات یہ دونون حقیقت
نامیہ کے مفہوم مین داخل ہین۔ اب باقی رہا ایک غیر نامی تو وہ جمادات ہین۔
اس لحاظ سے تو موجودات کی تقسیم دو ہی طرح کی ہوئی یعنے نامی اور غیر نامی نامی
مین حیوانات اور نباتات لگئے اور غیر نامی مین جمادات۔ اور نامی غیر نامی جسم کے
مفہوم مین شامل ہین تو اب صاف یہ نتیجہ نکل آیا کہ کل موجودات کی تعریف صرف
ایک جسم ہی ٹھہری تو اب اس کہنے مین کیا تامل ہوسکتا ہے کہ تمامی موجودات
عالم بلا تقسیم (شئے واحد ہے) ایطالب اس بات کو جان کہ یہ امر سب کا مسلمہ ہے
کہ ہر حادث کا حدوث بغیر پیدا کرنیوالے کے نہین ہوسکتا ممکنات جب حادث
ہین تو ممکن کی علت تو ممکن نہین ہوسکتی تو یہ ضرور ہوا کہ اوسکی علت واجب
ہونا چاہیے۔ کیونکہ وجود جس شئے کا محتاج ہے وہی علت ہے اور یہ یاد رکھو

(ازفیض الموجود)

کہ جو حادث نہین ہے وہ قدیم ہے۔ پس واجب الوجود علت ہے تو ممکن الوجود
معلول۔ ایعزیز وجود کا تصور اگرچہ کہ سب افراد مین شامل ہے مگر اون مین مابہ الامتیاز
صرف خواص مخصوصہ اور تشخصات و تعینات ظاہری بھی ہین اور در حقیقت تمامی
ذوات عین واحد حقیقت وجود ہے یعنے ممکنات گویا اعراض ہین واجب الوجود
کے اور ذات وجود ہر فرد کی تعریف مین جو شامل ہے وہ بطور مبہم ملحوظ ہے۔ اور
حقیقت دیکھی جاوے تو وہی عین وجود ہے۔ اور وہی اعراض کا مفہوم ہے
اسلئے کہ بذات خود قایم ہے۔ ایعزیز مسئلہ وحدۃ الوجود ایک ایسا باریک ور نازک
اور راوق مسئلہ ہے جو حروف اور اصوات مین محیط نہین ہوسکتا کیونکہ ذات
بحت کی شان ہر حالت مین مستغنی اور لاپروا ہے جس پہلو پر بیان ہوگا وہ سب
تقیدات کی قید کے اطلاق مین شامل ہوگا۔ محض تنزیہہ بھی دوایر تقیدات سے
باہر نہین ہے۔ کثرت مین تنزیہہ ہو اور تنزیہہ مین کثرت تب بھی کثرت اور تنزیہہ
سے اوسکی شان علی حالہ ہے کثرت سے گھٹتی نہین اور تنزیہہ سے
بڑھتی نہین۔ (الآن کما کان) اوسکی وحدت جیسی تھی ویسی ہی ہے۔
خبردار خبردار ہمارے اوپر کے بیان سے جو اجمالی طور پر ہے اوس سے یہ خیال
نکر لینا کہ ذوات عالم مین اوس ذات پاک کا حلول یا سریان ہے۔ یا اوسکی ذات مین
ذوات ممکنات کا۔ اور یہہ جو کچھہ بیان ہوا وہ اسلئے تھا کہ معلول ہی سے علت کا
استنباط کیا جاتا ہے۔ اور مخلوق سے خالق کا۔ یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ
شئے اعتباری اعتبار کرنیوالے کے ذہن مین متحقق ہوا کرتی ہے اگر اعتبار کرنیوالا ہی
معدوم سمجھا جاوے تو عدم محض کے سوا اور کیا باقی رہتا ہے۔ جب یہہ اصولی

قاعدہ صحیح ہے تو عدم محض سے شئے اعتباری ہرگز تحقق نہین ہوسکتی۔ تو اب یہ کہا جا سکتا
ہے کہ ممکن الوجود اور واجب الوجود سے مابہ الامتیاز قطع نظر کر لیجاوے تو سب کچھ
(موجود مطلق) ہی رہ جاتا ہے۔ اور وہی درحقیقت عین حقیقت وجود ہے۔
کیونکہ بذات خود موجود ہے۔ مراتب پر اگر تیرا خیال ہے تو یہ جان لے کہ وجوب
اوسکی حقیقت ظاہری ہے اور امکان اوسکی صفت باطنی۔ اور تمامی تشخصات
وتعینات اور خواص مختصہ جو مابہ الامتیاز ہین وہ سبکے سب شیون ذاتیہ واجب الوجود
ہین جو وحدت ذات پاک مین مندمج و مندرج ہین۔ علت ممکنات کا فی الخارج
وجود جو ضروری ہے وہ ذات شیونات مین ظاہر اور ساری ہے۔ وجود کے
لئے تحقق وحصول یعنے معنی مصدری جو کیا جاتا ہے وہ ایک اعتباری مفہوم
ہے۔ صوفیا ءکرام کا مقصود (وجود حقیقی) ہے اور وجود حقیقی کیا ہے یہ اپنے
موقع پر طے ہو لیا ہے وجود سے مقصود وجود مصدری اعتباری نہین ہے
بلکہ حقیقی وجود کا مصداق وجود اعتباری وجود مصدری ہو سکتا ہے۔ ایعزیز
ہمنے یہہ جو کہا ہے کہ علت ممکنات کا فی الخارج وجود ضروری ہے اور وہ
ذات شیونات مین ظاہر اور ساری ہے۔ اس سے ضرور تیرا خیال پریشان
ہوا ہوگا۔ اور اندراج شئے فی الشئے کے جانب تیرے نفس نے رہبری کی ہوگی
خدارا ہرگز ایسا خیال نکر یہہ اندراج ایسا اندراج نہین جیسے خبر مین کل کا یا ظرف
مین مظروف کا بلکہ تمثیلاً یون کہنا کسیقدر ٹھیک ہوگا کہ یہ اندراج ایسا اندراج
ہے جیسا کہ موصوف مین اوصاف کا۔ یا ملزوم مین لوازم کا۔ یا عدد کی ذات
واحد مین نصفیت وثلثیت وربعیت وخمسیت وغیرہ کا اندراج باوجود ایک ہونیکے

یہ سب نسبتین مندرج ہین مگر ذرا بھی ظاہر نہین ہین جبتک کہ مراتب خیریت مین واقع نھو۔ پس اس سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک عدد کا دوسرے اعداد مین سریان ایسا ہے گویا عین واحد کثرت مین ظاہر ہے۔ پس اس کثرت کا فی نفسہا وجود نہین جو کہا جاتا ہے بہت صحیح ہے۔ ایعزیز ہمارے بیان نے تقریری لباس مین وحدة الوجود کا جو عکس کھینچا ہے۔ اگرچہ کہ اپنا نتیجہ نکال لیا ہے۔ مگر معترضین کے شکوکات کا موج زن پرجوش دریا۔ الحق اوسوقت تک ساکن نہوگا تاوقتیکہ وہ اوسکی کسیقدر لذت ضروری حاصل نکرے اور یہ مذاق ہے بالخصوص اون برگزیدہ لوگونکا جنہون نے عاقبت کو مقدم رکھا ہے دنیا پر اور یہہ بھاری ہے کام۔

پس ایطالب اگر تیرا مقصود پانا ہے اس مسئلہ کی حقیقت کو تو کوشش کر تو اسکی کہ چلے تو راہ پر اولیاء کرام کے اور پہونچے تو اپنے مقصد کو اور رہو دے حشر تیرا مثل اون لوگون کے جنپر رحمت نازل کی رب العزت نے بیحد اور بیشمار۔

فصل سیزدہم

اے میرے پیارے دوست دل کو تنگ نکر جاہل نادانون کے اغوا سے پریشان نہو اونکے شور و غوغا کو صداے دہل جان۔ کیونکہ اون کے سینے سرمایۂ علمی سے منیٹ خالی ہین۔ اونکی آنکھون نے علم کی چمکدار اور روشن سطح کو دیکھا نہین جہل کے پورے سارے ظلمات مین گھرے ہوئے ہین۔ اسکے علاوہ طبیعت کا حجاب۔ رسم و رواج کا حجاب۔ نافہمی کا حجاب اونکو ابھرنے نہین دیتا۔ آفتاب اوج

گرمی کو علت بیماری سمجھے ہوئے ہین درحقیقت اخلاط کا گرم ہونا بیماری کی علت ہے۔ دوا کے
پینے کو آرام کی علت جانتے ہین۔ حالانکہ اخلاط کا پختہ ہو کر نکلنا صحت کی علت ہے۔
انکی کج فہمی نے حنظل یعنے اندراین کو سیب کا قیاس جمایا ہے ایسیون کو توصفات خداوندی
مین غور کرنیکی اجازت دینا اور رخاص کر مسئلہ وجود مین گویا گمراہ کرانا ہے یعنی علم کو ضایع
کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ نااہلون کے روبرو لیسے ذکر سے بنی کریم سردار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اسمین ذرا بھی شبہہ کو دخل نہین کہ احادیث نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسرار دین کے اصول و فروع کو ثابت کر دیا ہے۔ اور آثار صحابہ اور تابعین
نے اوسکے اجمال اور تفصیل کو صاف بیان کر دیا ہے۔ مجتہدین کبار کا غور نظر بھی اون
مقاصدون کے دریافت کرنے مین جو شریعت کے ہر ہر بات مین ملحوظ رکھی گئین ہین امتیاز
کو پہونچ گیا ہے۔ اور اون کے پیرون نے بھی بڑے بڑے نکات ظاہر کیے ہین
اور اون کے گروہ کے علمائے دقیق نظر نے نہایت ہی عمدہ عمدہ مضامین پیدا کر دیے
ہین۔ حیرت اور ابہام ہی کو نہین اوٹھایا بلکہ اونہون نے اوسکے بنیادون کے استحکام
مین پورا غور کیا ہے اصول و فروع کو نہایت عمدگی سے مرتب کیا ہے۔ بزرگان دین نے
علوم اسرار دین مین جو جو میعاد قرار دیے ہین اگرچہ کہ وہ چودہوین رات کے تاب
ناک چاند کے مانند ہین بلکہ اوس سے بھی زیادہ روشن تر مثل آفتاب کے منور ہین مگر کور
چشم کے روبرو آفتاب سیاہ۔ سچ تو یہ ہے کہ ڈھونڈنے والون کے لیے صرف خواہش
گرسنگی ہی کو دفع نہین کیا بلکہ کامل طرح پر سیر کر دیا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس
فن کے راز تو اوسی پر ظاہر ہونگے جسکو تمام علوم شریعت مین پورا اسار الملکہ ہو۔ تمام فنون
دین مین یگانہ ہو۔ اس علم کا چشمہ نوری تو اوسی شخص کے لیے صاف ہوتا ہے جسکا دل

خداوند جلیل نے علم لدنی سے کہولدیا ہو۔ بہائیجان ان احکام ظاہری ہی کے مقاصد کا معلوم
کرنا جنپر احکام کی بنیاد ہوا کرتی ہے نہایت دقیق علم ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ احادیث کے
طبقے اور درجے مختلف ہین۔ پہر اونکا امتیاز گویا مشکل مطالب کا رام کرنا اور وحشی مضامین
کا شکار کرنا ہے یہہ واقعی کچہہ آسان نہین۔ حدیث کے معنی۔ اور مشکل حدیث کا پورا انضباط
حدیث کے شرعی معنی اور فرعی احکام۔ احکام منسوس۔ اشارات۔ اور رموز احکام قیاتیا
منسوخ۔ اور محکم ضعیف اور قوی کا حکم۔ تفتیش۔ مباحات۔ اور اوسکے شواہد صحیح۔
احسن ضعیف۔ معروف۔ غریب۔ شاذ۔ منکر۔ غلط۔ موقوف۔ مرفوع۔ موصل۔ مرسل
انکی صرف تحقیق ہی نہین بلکہ تطبیق۔ تضاد۔ و تناقص کا اوٹہانا۔ اسی پر اکتفا نہین یہہ ہی
تو دیکہنا ضرور ہے کہ حکم عام سے کیون یہ امور خاص کئے گئے۔ نظایر کیون معین نہین
ہوئے۔ مقادیر سے بحث بہی تو کرنا ہے۔ اور یہ معلوم کرنا کہ اصول کو باہم کیسے ملاتے
ہین۔ فروع کو اوسپر کسطرح قایم کرنا چاہیے۔ قاعدون سے پہلے تمہیدات کیونکر لایا کرتے
ہین۔ قاعدون کے لئے عقلی اور نقلی دلایل کیسے بیان کرنا چاہیے۔ مصنف حجۃ اللہ
البالغہ نے ان امور کا۔ نہایت وضاحت اور خوبی سے ذکر فرمایا ہے۔ ولو بالفرض
یہ سب حاصل بہی ہوجائے تو روشنضمیری کہان سے لائینگے۔ دل کے مانجہنے کے
علوم۔ زہد۔ تقوے۔ ورع یہہ وہ بسیط علم ہے کہ آگے چلکر محض فیضان الٰہی سے کے ہی
منتظر رہنا ورکار ہے۔ یہہ اتنا بڑا بیش بہا ذخیرہ اونہین بزرگوارون کے طرف ہین
جو لولوا ورلالہ سے مملو ہین۔ صدقہ ہے یہہ اونہین روشنضمیر بزرگوارون کا جو
تحریر اور تقریر مین فرزانہ تہے۔ ہر بات کی تصویر کہینچنا اونہین کا حصہ ادہ جبہ تہا جو
ہر بات مین تعوق رکہتے تہے۔ خود رائے بہی نہ تہے۔ اونکی طبیعتون مین انتقال

بھی تھا۔ یہ اونکی محض راست بازی کی دلیل ہے۔ اخبار شریعت سے۔ ایجاب۔ استحباب۔ اباحت۔ کراہت۔ تحریم۔ رذایل سے منع خوبیونکا حکم۔ درکات کا خوف۔ درجات کی بشارت سے ہم آگاہ ہوئے۔ اونکی بار منت سے ہمارے ہی پر کیا موقوف ہے آنیوالی نسلونکی گردنین جھکی رہینگے افسوس ہے اونکے حال پر جو اونپر اعتراضات کا جھوٹا ٹیکہ لگایا چاہتے ہین۔ کیا وہ محسن کش احسان فراموش نااہل اونکی تقلید کے دایرہ سے باہر آسکتے ہین۔ یہ اونکے محقق کہلانیکی سوہوم امید دھتائی کی حد تک پھونچاکر ذلیل وخوار کرتی رہیگی۔ جہالت اور حماقت کے کوچو نمین ہمیشہ ٹکراتے رہینگے۔ گل مقصود سے اون کے دامن پُر ہونا تو درکنار خار مغیلان سے اون کے دل وجگر زخمون سے لالے رہینگے۔ ہان ہم نفس معاملہ سے بہت دور رہے ایعزیز احکام ظاہری مین جب یہ دقتین ہین تو رموزات باطنی کا سمجھنا تو اور بھی زیادہ تر مشکل ہونا چاہیئے۔ پس ایطالب اسبات کو جان کہ خدا کے صفات اور اسمار توفیقی ہین۔ ہان صوفیاء کرام نے جہان تشبیہات مین گفتگو کی ہے وہان تیرے تشبہات کو وسعت ہوگئی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تیرے ظن باطل نے بزرگان دین سے بہت پیچھے ہٹادیا ہے۔ یہہ تیرا گمان صحیح نہین ہے۔ اوہون نے خالق مین مخلوق کے صفات کا اعتقاد نہین کیا ہے۔ صرف غایب کے حال کو کسی حاضر پر قیاس ہے۔ اور اگر یہہ تیرا گمان ہے کہ مخلوق کے اوصاف واجبی ثابت کرتے ہین یعنے مخلوق مین عادات اور اثر دن کو دیکھکر یہہ گمان کرنا کہ اوسیکی ذات سے ہے۔ اسکو تو وہ شرک سمجھتے ہین۔ اب رہی یہ بات کہ نفس مسئلہ لفظ وجود پر بحث تو ہمایجان حقیقت موضوع لہ کے لئے لفظ ہوتے

ہین- یہہ بات تو واضح ہے کہ حقیقت خارجی کے نسبت تو صورت ذہنی ہی ہوا کرتی ہے - جو اوسی صورتِ خارجی سے مُنتزع اور حاصل کیجاتی ہے - جیسے تصویر کی صورت اصل شئے کے لئے منظر ہوا کرتی ہے - ایسا ہی الفاظ موضوع لہ کے لئے یہہ صورت خطی ہوتی ہے - یعنے ایسے کُل امور مین دال اور مدلول مین باہم ایسا قوی تعلق اور باہمی لزوم اور گرفت ہے - اسلئے اپنے موقع پر یہہ طے ہو چکا ہے کہ وہ دونون شئے واحد ہین اور وجود شبہی للمدلول اسیکا نام ہے الغرض یہہ یاد رکہہ کہ ہماری تقریر کوئی دوسرا پہلو چاہتی ہے تو یہہ سمجہلے کہ تیری فہم کا قصور ہے تو اپنے اعتقاد کے یاد باتون کو خوب مضبوط تہامے رہو ورنہ نافہمی اور کج عقلی کے ایک ہی جہونکے مین تیرے ایمان کا جہاز غارت ہی ہوجائیگا خبردار خبردار ایسے نازک مضامین کا ایسا استعمال کرکہ مقتضی عقل کو مقتضی طبعی پر ترجیح نہو کیونکہ امراض اور ہین - اور اعراض خارجیہ اور ہین - اور یہہ دونون ہرگز مساوی نہین ہو سکتے - تشخیص کے لئے نہایت غور نظر اور صلاحیت درکار ہے - پس ماموربہ کو ترک کرنا اور منہیات کا اقدام کرنا ہے اور یہہ امر خدا کے مقابلہ مین دلیری اور خدا کی شان مین کوتاہی کا باعث ہے - وہ بے پروا ذات (سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) یعنے پاک اور منزہ ذات خدا کی کسی شئے کے شریک ہونے یا مثال لانے یا نسبت دینے سے - بہایجان مسئلہ کی تفہیم یا تعلیم یا اوسکے اسرارات کا انکشاف یہان مقصود نہین ہے - مگر خداوند کریم عقل کے پردون کو اٹہادے - یہان مقصود صرف سدِ لسان غالیان ہے - جو کج فہمی سے ذات و صفات خداوندی مین زبان کہولتے ہین - رب العزت کا ارشاد ہے (وَمِنَ النَّاسِ

مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿ یعنے بعضے
لوگ وہ شخص ہین کہ جھگڑتے ہین بیچ توحید خدا کے بغیر علم کے اور پیروی کرتے
ہین ہر شیطان سرکش کی - اے طالب یہ نہایت نازک مقام ہے بہت ہی سنبھلکر
گفتگو کرنا چاہیے - تیرا یہ خیال کہ اسلاف یعنے وجودیہ کا طریقہ ٹھیک نہین محض غلط
ہے جنہون نے دریاے وحدت مین غوطے لگائے ہین اونین سے کسی نے بہی الحاد
کے راستے کو کہولا نہین ہے - شاید تو اون نادانون کی باتونکو لیا پہرتا ہے جو
کچے صوفی اور پکے ملحد کہلاتے ہین یہہ اونہین موحدین کا صدقہ ہے جو ہمکو الحاد
اور زندقہ کا تمیز ہوا - ان بدبختون کی صحبت سے بچنے کے لیے بزرگان دین نے
ہدایتین بہی ہین جیساکہ مولوی نا روم فرماتے ہین اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نباید داد دست -
پس اے طالب اولیاء اللہ سے جو تجہے سوے ظن ہے اسکو دل سے دور کر اور خدا سے دعا
مانگ کہ تیرا خاتمہ اون موحدون کا سا ہو جنکے نسبت اللہ صاحب کا ارشاد ہے (اِنَّ
اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) اے عزیز پیرو ہوجا تو اون
اولیاء اللہ کا جنکو اللہ نے اپنی رحمت نامتناہی مین گہیر لیا ہے - شاید ہو جاے تو بہی
بے خوف اور حاصل ہو تجہے رضاے الٰہی بموجب رحمت -

فصل چہاردہم

اے عزیز مسئلہ وجود کا مفہوم نہایت غامض اور رادق ہے - اور اوسکے معنونین
بہت بڑا گہراؤ در گہراؤ ہے کیونکہ یہان ذات اور صفات خداوندی کے تجلیات
اور مشاہدات کا سامنا ہے - جسکے رموز اور اسرارات کا جاننا کچہہ آسان امر نہین -

بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے۔

تو ان در بلاغت بہ سحبان رسید ۔ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

سالک کا اس مقام مین دم بخود رہنا ہی اوسکے حسب حال ہی بقول سعدی علیہ الرحمتہ کے

اگر ایک سر موے برتر پرم ۔ فروغ تجلی بسوزد پرم

عاشقان راہ خدا کی تو یہہ حالت ہے بقول کسی صاحب دل کے۔

شرطیست کہ بر بساط عشقش ۔ آن پای نہند کہ سر ندارد

رسمیست کہ در ہوائے وصلش ۔ آن مرغ پرد کہ پر ندارد

کسی صاحب دل نے اس منزل کے چلنے والون کے لئے کیا اچھا سمجھایا ہے۔

اے دل بیدار نزد آن دلبر رو ۔ در بارگاہ وصال او بے سررو

پنہان ز ہمہ خلق رفتہ چو بدرش ۔ خود را بدرش دان و آنگہ دررو

سالکان راہ طریقت اس منزل مین جب اپنے کو پہونچاتے ہین تو اونکو ما فیہا سے کوئی تعلق نہین رہتا۔ مشاہدہ دوست کے تجلی انوار مین سوائے اپنے مقصود کے اونکی آنکھون کے آگے کچھہ نظر نہین آتا۔ مگر جو لوگ ایسے اہم اور نازک مسئلہ مین نادانستہ بزرگان دین کی تضحیک کرتے ہین گویا اپنے کو بڑے منطقی و متکلم ظاہر کرکے جاہلون کو اپنا شریک بناکر عام جلسون مین اناب شناب جو منہہ مین آتا ہے خرافات بکتے ہین۔ اور وہ طایفہ جہال جو مشائخین کے پردی مین اگر اس مسئلہ سے ماہر ہونیکا جھوٹا دعوے کرتا ہے۔ اور وہ گروہ ملاحدین بیچارے بے گناہ ہامیون اور خوش عقیدے والون پر ضلالت اور الحاد کے راستے کو کھولتی ہے۔ (خدا انکو سمجھے) یہہ بیچارے تو کس قطار اور شمار مین بڑے بڑے عقلا جو موجد علم

فلسفہ مین ذات خداوندی کی بحث مین حیران و پریشان سر ٹکرا کر رہ گئے ہین ہائے افسوس خداوند عزوجل تو اولیا اللہ کی تعریف فرمائے ۔ اور یہ اونکو برا کہین اور پھر اپنے عقول ضعیفہ پر ناز کرین ۔ بات تو یہ ہے کہ کوئی ذی عقل ہرگز ایسا نکریگا ۔ ہان بات بہت دور گئی ۔ ایعزیز معترضین جو غلطی مین پڑے ہوئے ہین اوسکی وجہ یہ ہے کہ اونہون نے اپنے کو بھی ایک شئے قرار دے رکہا ہے ۔ اور اوسکے ثابت کرنے مین نہایت ہی جد و جہد کرتے ہین ۔ بھائیجان جب تو شئے کی معنی سمجھ لے گا تو تیرے اشکال دور ہو جاوینگے ۔ ایمیرے پیارے دوست شئے کی معنی موجود کی ہین اور موجود کے لئے وجود کی شرط ہے اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہین کہ موجود کے لئے تمام صفات کمالیہ اوسکے ذاتی اور خانہ زاد ہون ۔ عطائے غیر نہو ۔ حضرت انسان ہی پر کیا موقوف ہے جمیع مخلوقات مین کان لم یکن سارے صفات عطائے غیر ہین اور بڑی بات تو یہ ہے کہ فنائیت اور آدمیت اظہر من الشمس انہین پائی جاتی ہی جب انکی موجودیت کیسے صورت سے ہے تو شئے حقیقی کی صفت مین کسی پہلو آہی نہین سکتے ۔ ایعزیز اسبات پر برہان چاہتا ہے تو ہم تجھے قرآن تبلاتے ہین ۔ فرمایا رب العزت نے (قل ای شیٔ اکبر شہادۃ) جب شئے خداوند عالم نے اپنے کو فرمایا اور اکبر سے تعبیر کی تو دوسری شئے کہان رہی ۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ خدا بھی شئے ہے اور عالم بھی شئے ہے ۔ تو پہر فرق کیا ہوتا ہے ایعزیز قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے جب ملجائے تو معاملہ بہت صاف اور واضح تسلیم کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ اس آیت شریفہ کی تصدیق اس آیت شریفہ سے ہوتی ہے ۔ جیسا کہ فرمایا رب العزت نے (لیس کمثلہ شیٔ) فلا تضربوا للہ

الامثال) یعنی خدا کی ذات اور صفات مین کوئی اوسکا شریک نہین اوسکے لئے
مخلوق سے مثالین مت دو۔ اور یہ ارشاد اسبات کو تبلاتا ہے کہ نا سمجہ کہین وہو کہ
نکہائین اور بیجا تاویلون کے درپے نہون۔ یہہ بھی اللہ ہی کا فضل اور احسان ہے
جو ہمکو سکہلایا اور سمجہایا۔ اسپر بھی نہ ماننا صریح گمراہی ہے۔ کیونکہ مثل شئے کی تو واضح
طور پر نفی فرمادی۔ کہ شئے تو مین ہون مگر وہ شئے غیر اصلی اور مجازی نہین ہون جسکو
تم اپنے ذہنون مین شئے سمجھے ہوئے ہو۔ یعنے تم جسکو سوائے میرے موجود
سمجہتے ہو۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ اے میرے پیارے دوست تو یہہ سمجہا ہوگا کہ
شئے کی معنی موجود کی جو کی گئی ہے غلط ہے۔ ہرگز ہرگز تو ایسا گمان نکر شئے کی معنی
جو ہمنے کئے ہین اگلے زمانے کے بڑے بڑے لوگ بھی یہی معنی کئے ہین چنانچہ
شرح مسیح الدہر مین ہے کہ (فانہ سبحانہ تعالیٰ شئی ای موجود) ترجمہ
پس تحقیق وہ سبحانہ تعالے شئے ہے یعنے موجود۔ صحیح بخاری کے ارشاد الساری مین ہے
کہ (وھذا الان الشئے اسم للموجود لاینطق علی العدم) ترجمہ
اور یہ اسلئے ہے کہ تحقیق شئے ہے نام موجود کا اور نہین کہا جاتا ہے معدوم۔
اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ کہا ہے۔
(ہو شئی لا کالاشیاء بمعنی الشئی اثباتہ بلا جسم وجوہر
وعرض) ترجمہ یعنے پروردگار عالم شئے ہے یعنے موجود ہے نہ مانند دوسرے
اشیاؤں کے اور معنی اوسکے پروردگار کے شئے ہونیکا ثابت کرنا ہے اوسکی ذات
کی ہستی کا بغیر جسم وجوہر اور عرض کے سا لغیر۔ جب تو یہہ سمجہ گیا تو صوفیائے کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین عالم کو شئے یعنے موجود نہین سمجہتے تو کچہہ بیجا نہین کرتے

بلکہ یہ اونکا عقیدہ صحیح اور قابل قبول ہے موجود اصلی کے سوائے اورکسیکو وہ
موجود ہی نہین کہتے۔ ورنہ خدا کے ساتھ شریک پیدا کرنا ہے جو نہایت شرک اور
گمراہی ہے۔ الغرض بچنے والا ہوجا تو ہر قسم کے شریک لانے سے تاکہ پاوے تو
نجات فضل سے اللہ غالب اور حکمت والے کے۔

فصل پانزدہم

الغرض اِس مسئلہ کو ہم ایک اور دوسرے طریق سے (سچھے) جزؤن پر تبلاتے ہین
جس سے تیرے اکثر شبہات کا دفعیہ ہوگا بشرطیکہ بنظر استفادہ سُن کیونکہ قران عظیم
اور حدیث شریف سے بڑھکر کوئی کتاب ہدایت پر لانیوالی نہین۔ مگر وہ بھی اونہین
کے حق مین عمدہ ثمرہ پیدا کرتی ہے جسکے لئے سعادت ازلی مقسوم ہے۔ ازلی
شقی اوس نعمت عظمےٰ سے بے نصیب ہین۔ بہائیجان۔ ترمذی مین حدیث شریف
ہے۔ (**حدیث**)

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا درانحالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف رکھتے تھے صحابہ مین کہ ناگاہ آیا ابر پس تحقیق فرمایا آپنے کہ آیا جانتے ہو کہ
کیا ہے یہ کہا اونہون نے اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا آپنے
یہہ عنان ہے بانی پہونچاتا ہے زمین کو اور اللہ تعالے چلاتا ہے اوسکو طرف اوس
قوم کے جو نہین شکر کرتے ہین اوسکا اور نہین پکارتے اوسکو۔ پہر فرمایا آپنے
آیا جانتے ہو کیا ہے اوپر تمہارے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا
رسول خوب جانتا ہے فرمایا آپنے تحقیق وہ چیز آسمان دنیا ہے سقف محفوظ

اور موج مکشوف۔ پہر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کسقدر مسافت ہے درمیان تمہارے
اور درمیان آسمان کے کہا اونہون نے خدائے تعالے اور اوسکا رسول بہتر جانتا ہے
فرمایا آپنے درمیان تمہارے اور درمیان اوسکے پانسو برس کی راہ ہے۔ فرمایا آپنے
آیا جانتے ہو اوپر زمین آسمان کے کیا ہے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول
بہتر جانتا ہے۔ فرمایا آپنے اوپر اوسکے دو آسمان دوسرے ہین درمیان مسافت ان
ہر دو کے پانصد سالہ راہ ہے۔ پہر فرمایا اسیطرح یہانتک کہ گن دیا ساتہہ آسمانون کو جو
ایک دوسرے پر ہین۔ اور درمیان ہر ایک کے مسافت ہے بقدر زمین اور آسمان
کے۔ پہر فرمایا آیا جانتے ہو کیا ہے اوپر اوسکے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا
رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا آپنے اوپر اوسکے عرش ہے اور درمیان اوسکے اور آسمانون کے فاصلہ ہے مقدار دوری دو آسمانون کے
پہر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہے نیچے تمہارے۔ کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا آپنے
تحقیق وہ زمین ہے۔ پہر فرمایا آپنے آیا جانتے ہو کیا ہے نیچے زمین کے کہا اونہون نے اللہ تعالے اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے
فرمایا آپنے نیچے اوسکے زمین ہے دوسری درمیان ان ہر دو زمین کے
پانصد سالہ راہ ہے۔ یہانتک کہ گن دیا آپنے ساتہہ زمین کو درمیان ہر دو زمین کے ہے
پانصد سالہ راہ کو۔ پہر فرمایا آپنے قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتہہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان
اگر تحقیق چہوڑو رسی کو طرف زمین کے آخر البتہ پڑیگی وہ رسی اللہ تعالے پر پہر فرمایا
آپنے آیہ کریمہ (ھو الاول والاخر الخ) الغرض اس حدیث طویل مین جو مضمون
کے لحاظ سے اسرار ہے تحقیق اوسمین صرف دو ہی امر کی حسن تعلیم پائیجاتی ہے۔
یعنی اول فوق کی انتہا۔ اور آخر تحت کی انتہا۔ اور فوق کی انتہا عرش ٹہرایا اور تحت
منتہائے ارض السفلی فرمایا جس سے مقصود اظہار ارتباط مراتب درمیان تحت

و فوق پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ اولاً آپنے کیے بعد دیگرے فوقیت و احاطت عرش کو
ظاہر فرمایا ۔ مگر فوق عرش کا ذکر نہ کیا کیونکہ (الرحمٰن علی العرش استوا سے) ظاہر ہے
اور اوسی مضمون کی دوسری حدیث مین جسکو ترمذی اور ابو داؤد نے عباس بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ۔ بعد ذکر فوقیت عرش کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ (ثم اللہ فوق ذالک) پس اللہ اوپر ہے اوسکے چونکہ
اس حدیث مین صرف ظاہر کر دیا تھا کہ فوق عرش اللہ تعالے ہے تو تحت کا حال باطن
رہگیا ۔ لہذا آپنے پہر فوق سے سر تحت کے اظہار کیطرف رجوع فرمایا ۔ بلکہ اوسی فوقیت
اولی یعنے عرش علی کو تحت اخری یعنے ارض السفلی تک پہونچا دیا یعنے فرمایا کہ اللہ
تعالی تحت ارض السفلی بھی ہے اور ان ہر دو بیانات اول و آخر کی تصدیق پر آیہ
کریمہ (ھو الاول والاخرہ الخ) کی تلاوت فرمائی جس سے اول و آخر ہی کا قلا آمد
نھین ملا بلکہ یہی وحدت کا سلسلہ مسلسل ہو گیا ۔ **جزو اوّل** ۔ یہانتک اس
حدیث شریف کے جملہ آخر مین اصل مفہوم کے استنباط مین دو احتمال ہین یعنے
معنی ظاہر الفاظ پر حمل کرین یا اوس مین تاویل کرین ۔ درصورت اول اللہ تعالے کا
فی الارض ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ علی العرش ہے ۔ جبکہ عرش فوق ارض و سماہے
جیساکہ (و ثم فوق ذالک) الرحمن علی العرش استوا سے تحقیق ہو گیا ۔ پس
باوجود تحقیق فوقیت کے اوسی کی تحتیت غیر متحقق ہے ۔ کیونکہ فوق و تحت
جہات مختلف اور بایکدیگر اضداد ہین جس سے تحت کا فوق بنایا فوق کا تحت بنانا
لازم آتا ہے جسکے باعث ارض کی احاطت اللہ تعالے پر لازم آتی ہے پس
محیط کا محاط ہونا خلاف عقل و نقل ہے ۔ لہذا بعضون نے (لھبط علی علم اللہ)

ع
صفحہ کا ن مستوی کی بجائے فوق عرش ہو

مراد لی ہے جس سے تناقض الفاظ ظاہری کا مرتفع ہو جاتا ہے۔ جو موافق نقل کے بھی ہے
ایطالب کیا تو یہ نہیں جانتا کہ (علم اللہ) نہایت وسیع اور محیط جمیع اشیاء ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے فلہذا (قال اللہ تعالیٰ ان اللہ قد
احاط بکل شیء علما) اسواسطے آپنے اس حدیث کو آیہ کریمہ (ھو بکل شیء
علیم) پر ختم کیا تاکہ علم کے ساتھ موافق ہو جائے۔ یعنی ثابت ہو کہ از عرش تا فرش
علم اللہ کا محیط ہے۔ (الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر) لہذا وہ بعلم
مخلوق کے ساتھ ہے نزاہت ذاتی خود حاضر ہے۔ یا آنکہ حق سبحانہ تعالیٰ فوق عرش ہے
اور عرش محیط کرۂ ارض ہے تو اللہ تعالےٰ تحت ارض السفلی بھی ہوا۔ لہذا آپنے آیہ
کریمہ (ھو الاول الخ) تلاوت فرمائی کیونکہ عرش ہمارے بنسبت فوق ہے
باعتبار اول حق سبحانہ تعالےٰ فوق ارض ہوا۔ اور وہی عرش بہ نسبت ہمارے تحت ارض
ہے باعتبار آخر اللہ تعالےٰ تحت ارض السفلی بھی ہوا۔ کیونکہ عرش تحت و فوق ارض
محیط ہے بنظر فوقیت کے عرش مقابل اور مد نظر ہے۔ اور ظاہر ہے۔ اور بنظر
اوسکے ارض حائل ہے تو تحت باطن ہے درصورت ثانی جیسے حدیث عباس
رضی اللہ عنہ میں (ثم اللہ فوق ذالک ای فوق العرش میں) لفظ اللہ سے
علم مراد نہیں لیا جاتا اسیطرح لہبط علی اللہ میں بھی علم مراد نہ لیا جائیگا کیونکہ اللہ اسم
ذات ہے ذات سے صفت مراد نہیں لیجاتی اگر یہاں علم و قدرت کے احاطت
وسعیت کا ذکر مطلوب ہوتا تو بجائے صفات کے ذات کا ذکر کیا نہ جاتا۔ بلکہ صفات کی
جگہہ ذات کا ذکر کرنا خلاف بلاغت و فصاحت ہے جبکہ بعض آیات و حدیث
میں علم و قدرت کی احاطت وسعیت کا ذکر بھی وارد ہو چکا ہے تو معلوم ہوا کہ

ترجمہ: تحقیق اللہ احاطہ کر لیا ہے ہر چیز کا اپنے علم سے

ترجمہ: خبردار ہو کیا نہیں جانتا وہ جس نے پیدا کیا اور وہ ہے باریک بین اور خبردار

اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان احاطت ذاتی کا اظہار منظور تھا
وہان تو ذات کا ذکر کیا اور جس جگہہ صفات کی احاطت کا اظہار منظور تھا وان صفات کا
ذکر فرمایا۔ تاکہ نفس احاطت ذات وصفات کی محقق ہوجائے کیونکہ باہمدیگر انفکاک
متصور نہین ہے۔ اسواسطے علمائے متکلمین نے بہ لحاظ اختلاف مفہوم کے عقیدہ احاطت
علمی کو جایز رکہا ہے جو صاحب بصیرت ہے احاطت صفات ہی کی آڑ مین احاطت ذاتی
مشاہدہ کریگا۔ پس اس اختلاف مفہوم پر ہر دو فریق خاص وعام کے اعتبار سے صفات
کو نہ عین ذات کہتے ہین اور نہ غیر ذات اس صورت مین دونون عقیدے صحیح
ہین مصلحت شرعی یہہ بھی ہے کہ اگر عامی احاطت علمی کا قایل ہے تو اوسکو احاطت ذاتی
کی تکلیف نہ دین کیونکہ یہ امر اوسکے حوصلہ فہم سے زاید اور خوف نقصان کا ہے۔ اسواسطے
شارع نے عوام کو اسکی بحث سے روکا ہے۔ کیونکہ فکر احاطت ذاتی مین وہ عامی ہے۔
مگر بعضے اون اقوال علمائے دین کو جو بہ لحاظ مصالح شرعی کے عوام کو عقیدۂ احاطت
ذاتی کی تکلیف سے باز رکہا ہے۔ اور منع کیا ہے تمسک کرکے احاطت ذاتی سے
انکار اور صرف احاطت علمی کا اقرار کرتے ہین۔ بلکہ بعضے پہلے عقیدہ کو کفر او زندقہ
تصور کرتے ہین حالانکہ یہہ خود خطا پر مبنی ہے۔

جزو ثانی۔ ابطال اس مغالطہ کے دو سبب ہین۔ وجہ اول باعتبار عدم روشنی
چشم بصیرت شریعت ذاتی کی حقیقت کو نہین سمجہہ سکتے۔ اگرچہ کہ شارع نے اسکی
حقیقت اور اوس معیت کی کیفیت کے سمجہنے کی عموماً تکلیف نہین دی ہے۔
بلکہ صرف ظاہر الفاظ آیات وحدیث پر ایمان لانا کافی ہے مگر جبر اور انکار موجب
خسران ہے۔ (پس اگر اقرار نکنی انکار مکن) وجہ دوم۔ بہ لحاظ عدم روشنی چشم بصیرت

قیاس غایب کا شاہد پر کرتے ہین یعنے اونہون نے معیت حق کی ایسی سمجھے ہین جیسے
ایک جسم کو دوسرے جسم کے ساتھ ہوتی ہے اور اوسکے خلاف کو مخالف عقل سمجھتے ہین
اور انکار کرتے ہین یا تاویل لاطایل کرنے لگتے ہین۔ اسی مغالطہ عقلی کی بنیاد پر اس حدیث
مین اللہ سے علم ہی مراد لیتے ہین۔ اور اس تاویل پر نہایت ہی اصرار کرتے ہین۔ حالانکہ
وہ انکار اور یہہ اصرار بیجا ہے۔ کیونکہ بالفرض اللہ سے علم ہی مراد ہوتا تو لفظ سول پر
آپ کبھی قسم نہ کہاتے۔ اور پہر یہہ آیۂ کریمہ (ھو الاول) الخ۔ کو استشہاد نفرماتے
کیونکہ ضمیر ہو کی راجع ہے طرف ذات کے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے ذات مطلق کی
اولیت اور آخریت۔ اور ظاہریت۔ اور باطنیت پر۔ اور آیۂ کریمہ ھو الاول کو تا آخر
وھو بکل شیٔ علیم۔ کامل آیہ کو جو آپ نے تلاوت فرمائی اوسکا سبب کیا تو جانتا
نہین کہ آپ تصدیق قول پر اپنے حق سبحانہ تعالےٰ کی شہادت لائے ہین۔ کہ وہی یہہ
میرے صدق مقال کا حال بخوبی جاننے والا ہے۔ ایعزیز حق تعالیٰ کی معیت کی مختلف
تمثیلات اکثر حدیث کے ذیل مین ہم بتلاینگے۔ یہان طویل کلام کے خوف سے
قطع نظر کیا گیا۔ جان تو ایطالب۔ محققین نے اس حدیث کو وحدۃ الوجود پر استدلال
کیا ہے۔ کیونکہ اولاً اس حدیث کی ابتدا احاطت و معیت حق سے ہوئی اور
آخر اسکو عینیت و وحدت وجود مطلق پر منتہی فرمایا۔ یعنے اولاً آپنے عرش اعلیٰ
و ارض سفلیٰ کے درمیان فاصلہ کا ذکر فرمایا۔ اور پہر علی العرش العلی و تحت الارض السفلی
اللہ تعالے کو ثابت کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ وجود با وجود واجب الوجود محیط عرش و
فرش ہے پس اسی معیت ذاتی کی وجہ سے باوجود استوار علی العرش کے لہبط
علی اللہ فی الارض درست ہوا۔ کیونکہ وہ علی الارض نہوتا تو (ان نور بعد

عبد منشی عبد ...

هی النار) نہ فرماتا اگر فی الارض ہی ہوتا تو (قل لمن الارض ومن فیہا ان کنتم تعلمون
نہ پوچھتا۔ اور سیقولون الله) اس کا جواب آپ خود نہ دیتا۔ یہ عجب سر معیت ہی کس طرح
نبوی سے علی العرش کو ثابت کیا اور کلام موسی سے (علی الارض) کا اظہار فرمایا۔ اور
باوجود اس (علی کے) پھر (فی) کا بھی ذکر فرمایا۔ پس اس (فی) مین بھی ایک فی ہے۔
انشاء الله تعالے حدیث لہبط مین ذکر کیا جایگا۔ الحاصل اگرچہ کہ یہ حدیث مقدمۂ ثبوت
معیت و احاطت حق مین ہے۔ مگر نتیجہ اسکا عینیت و وحدت مطلق ہے۔ کیونکہ آپنے
یہ فرمایا کہ اگر چھوڑ دو ڈول رسی سے زمین سفلی تک تو پڑیگا وہ الله پر۔ حالانکہ وہ زمین پر
پڑیگا۔ لیکن آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے زمین کو الله سے تعبیر فرمایا۔ بہ لحاظ لزوم عینیت
کے پس لازم ہوئی عینیت درمیان الله اور زمین کے۔ کیونکہ یہ عینیت حقیقت عین ارض و سما
و مافیہا کی ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے۔ رب العزت کہ (او لم یتفکروا فی انفسہم ما
خلق الله السموات والارض وما بینہما الا بالحق) یعنے اور نہین فکر کرتے اپنی
جانون مین جو پیدا کیا الله تعالے نے زمین اور آسمان کو اور جو کچھ بیچ اوسکے ہے مگر ساتھ
حق کے۔ پس کیون نہین فکر کرتے اپنے نفوس مین کہ نفس عین حقیقت شئے ہے۔
جزو ثالث ۔ العزیز۔ حق حقیقت جمیع اشیاء ہونیکی وجہ سے وحدۃ الوجود متحقق
ہوا چونکہ مخالفین اس نسبت معیت و عینیت کے سخت منکر تھے تو آپنے اس بیان
سر عینیت کو اولاً مؤکد بقسم فرمایا کیونکہ قسم کی ضرورت شدت انکار ہی کی وجہ سے
ہوتی ہے اسیواسطے آپنے فوقیت و تحتیت عرش و سما و ارض کے بیان کو قسم سے
متعلق نہ فرمایا۔ یہ امر مخالف عقل نہین اوس سر عینیت جسکی وجہ سے فی الارض السفلی
لہبط علی الله کی حقیقت کا انکشاف بغیر از نور نبوت کے نہین ہوتا ارباب عقل جو منکر

اس تحقیق سے کے ہین اونکی تصدیق کے لئے صرف اسیقدر مضمون عینیت کو آپ اولاً کو
فرمایا قسم کے ساتھہ ثانیاً بدلیل اسی آیۂ کریمہ (ھو الاول الخ) چونکہ تقدیم خبر مفید حصر ہے
العزیز محققین کا کہنا صاف اور رہین استدلال ہے - جبکہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین اپنی ذات
مطلق کو حصر فرمادیا ہے انہین چارون صفات اول - وآخر - ظاہر - و باطن - مین جس سے
کوئی موجود خارج نہین ہو سکتا تو وحدۃ الوجود متحقق ہو گیا - پس ناگزیر جمیع موجودات کی
عینیت لازمی ہوئی - کیونکہ وجود حق ہیولائے مطلق ہے بدلیل قولہ تعالیٰ خلق
اللہ السموات والارض بالحق) یہان بائے جار ملابست ہے جیسے کہ بطریق -
(الصواب بالمقطن) اس اشارے کو خوب سمجھو کیونکہ اوسکا ذکر بعد وما یعقلھا
الا العالمون واقع ہوا ہے - اور اصحاب عقول سے عالمون کو مستثنےٰ کر دیا ہے -
اور پہر ان فی ذالك لاٰیۃ للمومنین) اس آیت مین اس سر کیطرف اشارہ ہے - جو
حقیقت ارض و سما ہے کہ ارض و سما حق سے پیدا ہے - حق حقیقت ارض و سما ہے
پس جو شئے کہ موجود ہے وہ عارض وجود حق ہے معیت معروض کی عارضات کے
ساتھہ ضروری ہوئی یعنے یہہ تمام صور خارجیہ عین صور علمیہ ہین کیونکہ معلومات متعلقات
علم حق سے ہین اس تعلق کا انفکاک محال ہے وجود عالم قدیم کا بغیر ثبوت معلوم
کے متصور نہین ہوتا تصور انفکاک سے ذات واجب مین جہل پیدا ہوتا ہے اور
قدم مین حدوث کو جگہہ دینا ہے اور یہہ باطل ہے - پس ناگزیر معیت ذاتی واجب الوجود
کی تمامی و ذوات معلومات کے ساتھہ ازلاً و ابداً لازم ہوئی - چونکہ صور علمیہ کو بہی صور
خارجیہ کے ساتھہ ایک نسبت لاینفک یعنے عینیت واقع ہے - کیونکہ علمیہ کا عین
خارجیہ ہونا لابدی ہے والّا علم حق تعالیٰ کا حضوری نہوگا - چونکہ بحکم (وھو بکل

شیٔ علیم) واجب الوجود کی معیت وعینیت صور علمیہ کے ساتھہ مسلم۔ اور صور علمیہ عین صور خارجیہ ہین لہذا وجود واجب الوجود عین صور عالم ہے۔ (فلہذا قال اللہ تعالی وھو معکم اینما کنتم) یعنے خواہ مرتبہ علمی مین ہون خواہ مرتبہ عینی مین یہہ معیت بہ لحاظ اوس عینیت کے ہے کہ وہ عین حقیقت ذات ہر شئے ہے حقیقت شئے لاینفک عن شیٔ و لکن اکثر الناس لا یعلمون) اور جو حضرات راسخون فی العلم ہین وہ جانتے ہین کہ یہان اللہ علم ذات حق ہے۔ اور یہ آیت عموم معیت پر حق کے ہے بمعیت ذاتی کے لئے کوئی تخصیص علم وعین عرش وفرش دنیا و آخرت کی نہین ہے (اینما کنتم) عموم مکان پر دال ہے۔ کوئی مکان اوس سے خالی نہین اور جو خالی ہے وہ باطل ہے (الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل) اس حدیث مین سر فی اشارہ ہے جسکی تفسیر آیہ کریمہ (ھو اللہ فی السماء وفی الارض) ارض وسماوات پر حرف فی کے ساتھہ عطف فرمایا تو متحقق ہوا کہ جس کیفیت سے کہ اللہ فی السماء ہے اوسی کیفیت سے فی الارض بھی ہے) واللہ بکل شیٔ محیط پس یہہ تفسیر بقیہ آیہ کریمہ (ھو الاول الخ) کی ہے حدیث کو ملاحظہ کرو جسکی تفسیر یہہ آپنے اس حدیث (دلیو) مین فرمادی۔ اب یہان تصریح طلب یہہ امر ہے کہ باوجود الی الارض السفلی کے لہبط علی اللہ مین کیا بہر ہے۔ یعنی فی مین علی کیونکر ہے۔ الی کا اشارہ وسعت واحاطت کے طرف ہے لہ ارفی کی کنایت حقیقت کے جانب ہے۔ کیونکہ حقیقت باطن صورت ہے اور علی عبارت ہے علوی مرتبت حقیقت اپنی صورت پر عالی ہے۔ یا علی باعتبار (ھو الاول الخ) کے ہے کہ ہر شئے مبداء ظہور کل ہے۔ اور الی باعتبار (ھو الاول الخ) کے ہے کہ وہی منشاء بطون

کل ہے (اِنّ ھو یبدی و یعید) و فی باعتبار (و الباطن الخ) کے ہے
و (فی انفسکم افلا تبصرون) پس علی ھو الاول ثابت ہوا اور الی سے۔
(و الاخر متحقق ہوا۔ و ما بینھما فی کی تحت مین آگیا۔ پہر ان ہر سہ حروف کی حقیقت
وہی وحدت ٹہری (تو او از مین و سیر و تحت و فوق * بر سر و بر گرد نم چون تاج و طوق)
ارشاد ہوا (سنریھم ایتنا فی الافاق الخ) یعنے حق سبحانہ تعالی جمیع آیات فی الافاق
و فی الانفس مین جو وہ فی الحقیقت صفات حق ہین اہل ایمان و شہود کو فی الآفاق
و فی الانفس وجود مطلق کا پتا بتلا دیا کہ وہی حق ہے اور پہر اِس راز کو فاش کیا باطن سے
ظاہر ہوا۔ فی کو علی بتلایا۔ یعنے کل اشیا پر جو شامل فی الآفاق و فی الانفس ہے ذات
مطلق کا استعارہ ظاہر فرمایا۔ جبکہ باطن مین ظاہر اور انفس مین آفاق ہو گیا تو فی عین
علی ہوا (علی اور فی یا کے ساتھ متحد ہو گئے تو انہ فی کل شیء و انہ علی کلِّ
شیء کا مفہوم واحد ٹہرا۔ ہبوط علی اللہ کا سر بھی ظاہر ہو گیا۔ العزیز۔ کیا تیرے لئے
یہ دلیل کافی نہین ہے کہ (اللہ نور السموات و الارض) نور عین وجود ہے
تمام عالم جسکی تعبیر آفاق و انفس سے کیگئی ہے۔ وہی حق ہے کہ (ما فی الوجود
الا اللہ ہے)۔

جزو رابع الطالب پہلے ارض اللہ واسعۃ کی معنی سمجہ لے۔ اور ہُو
فی الارض کی حقیقت کو جان لے تو (وَلَیتھم بحبل الی الارض السفلی لھبط
علی اللہ کا مفہوم ظاہر ہو جایگا۔ کہ ہبوط دلو کا علی اللہ بلحاظ (ھو الظاہر)
کے اور ظاہر و باطن مین حبل اللہ ہی مربوط ہے۔ (واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً
پس فی الارض یہی حبل ہے بسبب ہبوط دلو علی اللہ ہے۔ اگر حبل اللہ کی حقیقت کو

جان لوگے تو ظاہر ہو جائیگا د تو وارض حقیقت واحد سے مربوط ہے یعنے ہر دو کے
درمیان نسبت ایک ہی ہے۔ کہ ان مظاہر کثیرہ کی حقیقت واحد ہے۔ اور ظاہر
اپنے مظاہر پر اور حقیقت صورت پر اعلی ہے۔ انشاءاللہ تعالے علو مکان کی تشریح متعلق
حدیث لبعید کی ذیل مین ہوگی۔ یہان ہم ایک تمثیل بیان کرتے ہین تاکہ ثابت ہو کہ اللہ
تعالے کا علی العرش یا فی الارض ہونیسے یعنے معیت حق اور اوسکی علنیت سے
ذات مطلق کا ظرف و مظروف ہونا لازم نہین آتا یا اوسپر حلول و اتحاد کا الزام قایم
نہین ہوتا۔ بمصداق اسکے (سبحانہ تعالے عما یقولون علوا کبیرا و اللہ
المثل الاعلی) جان تو ایطالب جو عکس آئینہ مین مرئی و محسوس ہے وہ عین
شخص ہے کیونکہ بغیر از مواجہت و افاضت شخص کے عکس کو وجود نمود ہی نہین
ہے۔ اس صورت مین جو صورت کہ آئینہ مین دکھلائی دیتی ہے اسکا وجود
سوائے وجود شخص کے ممکن نہین تو وجود عکس کا عین وجود شخص ہوا نسبت معیت
کی ان ہر دو مین متحقق ہوئی اب عکس و آئینہ کی نسبت کو دیکھ کہ ان ہر دو مین کیسی
معیت ہے۔ اگرچہ کہ بادی النظر مین وہ صورت علی سطح المرۃ و یا فی جوف المرۃ
عارض معلوم ہوتی ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ صورت نہ علی المرۃ ہے اور نہ
فی المرۃ ہے۔ باوجود اس نفی کے ثبوت صورت کا ضروری ہے کہ وہ مرئی و
مشہود ہے۔ وہ صورت مرۃ کے ساتھ ہے گو کہ مرۃ کے باہر ہے مگر سطح مرۃ یا رائی
پر کہ وہ صورت متحد نہین ہے اور نہ آئینہ کے اندر حلول کی ہے۔ باوجود عدم
حلول و اتحاد کے پہر یہ کیسی معیت ہے۔ یہان آئینہ اور صورت سے قطع نظر کرکے
شخص او رعکس کے درمیان نسبت پر غور کرو تو باوصف ثبوت نسبت عینیت و

معیت سے کے مابین اِن ہر دو کے حلول و اتحاد ہرگز خیال نہین کیا جائیگا کیونکہ ہوگا کہ
شخص و عکس فی الحقیقت دو جنس دو دو شئے متغایر نہین ہین۔ گو بسبب حس دو معلوم
ہوتے ہین مگر یہہ عکس اوسی شخص کا ظہور ہے۔ شخص عین عکس ہے حقیقت و صورت
مین معیت ہے۔ جبکہ معیت صورت کی یہہ صورت ہے تو معیت حقیقت کی حقیقت
قابل حیرت ہے۔ یہہ عجب سر حکمت ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) اِس حدیث
کو ایک لطیفہ پر ہم ختم کرتے ہین۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث مین
مضمون وحدت الوجود کو قسم کے ساتھہ موکد فرمایا۔ باقتدا آپ کے مولانا عبدالرحمن
جامی صوفی رحمۃ اللہ علیہ سے نے اِس رباعی مین ترقی کیا دو قسم کے ساتھہ۔ **رباعی**

ہمسایہ و ہمنشین ہمراہ ہمہ اوست — در دلق گدا و در اطلس شاہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہان خانۂ جمع — باللہ ہمہ اوست و ثم باللہ ہمہ اوست

اِس تکرار قسم کی وجہ یہہ ہے کہ مولانا نے دیکھا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے
اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی تصدیق پر قسم کہایا ہے۔
(والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی
ان ھو الا وحی یوحی) تو اونہون نے خدا و رسول کے ہر دو قسمون کو واسطے
ایقان کامل شایقین کے ایک جگہہ اکٹھا کیا (واللہ یقول الحق وھو یھدی
السبیل) یہ حدیث (ھو الاول والآخر) کی تفسیر ہے جس سے اول کا عین
اور آخر کا ہونا متحقق ہوتا ہے کہ جو اول ہے وہی آخر ہے یہی وجہ ثبوت معیت
حق و عینیت مطلق ہے۔ اور ثبوت عینیت ہی حقیقت وحدۃ الوجود ہے۔
جزو خامس۔ ایعزیز اِس بات کو یاد رکہہ کہ اس ثبوتِ عینیت سے عینیت لغوی

مراد صفین ہے۔ کیونکہ عبد و رب مین ثبوت عینیت لغوی جس سے اتحاد لازم آتا ہے
عین الحادہے۔ (اللھم انی اعوذ بک من العقاید الباطلة
والالحاد) عینیت و غیریت کا مفہوم انکے اقسام دوسری حدیث سے معلوم ہوگا۔
(فائدہ) محدث ترمذی نے لہبط علی اللہ مین علم مقدر لیا ہے۔ اوسکی تفسیر لہبط
علی علم اللہ سے کی ہے۔ بعضون نے اس تاویل کو بدلیل قاعدہ اصول مدلل کیا ہے
اہل اصول مقید پر مطلق کا حمل کرتے ہین۔ جیسے کہ آیہ کریمہ (فتحریر رقبة من
قبل ان یتماسا) مین رقبہ کا ذکر مطلق ہے۔ اور دوسری آیت ومن قتل
مومنا خطا فتحریر رقبة مومنة) رقبہ مقید ہے۔ پہلی آیت کو دوسری
آیت پر حمل کیا گیا۔ یعنے کفارہ ظہار مین بھی تحریر رقبہ مومنہ کا قرار پایا۔ جب یہ قاعدہ
مسلم ہوگیا تو ضرور رہوا کہ آیت (وھو معکم اینما کنتم) کو جو معیت مطلق ذاتی
پہ دلالت کرتی ہے۔ دوسری آیت کریمہ (وان اللہ قد احاط بکل شیء علما)
پر حمل کرین کیونکہ یہ احاطت بقید صفت علمی کے مقید ہوگئی ہے جس آیت یا حدیث
مین اللہ کی احاطت و معیت کا ذکر مطلق ہے وہان بقید صفت علم کے متصور ہوگی
اسکا مجمل جواب اوپر گذر چکا اور ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ علم ذات ہے ذات سے
کوئی خاص صفت مراد لینا خلاف بلاغت دکھاتا ہے۔ قطع نظر اسکے معنی لغوی کا
نہ لینا اور لفظ منصوصہ مین تاویل کرنا خود خلاف اصول مسلمہ مذہب معترض ہے
اس قسم کے خیال والے البتہ استوار کو اپنے نفی مقصود کے ثبوت پر اسی
بنیاد کو مستحکم کرنیکی کوشش کی ہے۔ پس اس صورت مین لعنت اللہ کا لعنت
استوا سے زیادہ صحیح اور محکم ہے۔ لفظ استوار کے لغوی متعدد و مختلف معنی

ہین۔ بخلاف اسکے اسم اللہ کا مسمّٰی لغتاً و اصطلاحاً بجز ایک ذات جامع جمیع صفات
واجب الوجود کے دوسرے کوئی شئے نہین ہے یعنے اسکے ایک ہی معنی ہین وسکا
موضوع لہ ذات واجب الوجود ہی ہے۔ اسم اللہ کا مدلول ذات ہی ہے کوئی صفت نہین
ہے بلکہ یہ امر بدیہی ہے کہ اسم اللہ کے ساتھہ ہی ہر عالم وجاہل کے تصور مین ذات الٰہی
ہی متصور ہوتی ہے نہ کہ کوئی صفت علم و قدرت وغیرہ۔ حاصل غرض لفظ اللہ کا محکم ہے
کسی صورت سے مؤل نہین ہوسکتا۔ کسی نے آجتک اسکو مؤل نہین کہا ہے۔

جزو سادس۔ بالفرض اگر (لھبط علی اللہ) مؤل ہوتا تو لفظ مؤل پر جناب
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قسم نہ کہاے ہوتے۔ اور آیہ کریمہ (ھو الاول
الخ) کو جس مین ضمیر ہو کی راجع ہے طرف ذات کے استشہاد نفرماتے۔ جیساکہ
اوپر گذرچکا۔ باوصف ان تمام بدیہات کے محدث حافظ ترمذی کی تاویل یا معنی
التقدیری اگرچہ از روے مذہب معترض کے باطل سمجھی جاتی ہے۔ مگر سمجھہ دار اس
تفسیر کو کبھی باطل اور ناجایز نہین سمجھہ سکتا۔ ہر ذی عقل تہوڑے غور و تامل سے بخوبی
پہچان لیتا ہے کہ صفت علم کی ذات الٰہی سے آناً و زماناً ہرگز منفک نہین ہوسکتی جسکا
مجمل ثبوت اوپر گذرچکا ہے۔ پس اس صورت مین کسی عامی سے جو سر معیت ذاتی کو
نہین سمجھہ سکتا یا سمجھنے سے گہبراتا ہوا وسکی تفسیر معیت علمی سے کرنا خلاف واقع
وغلط نہوگا۔ کہ کوئی صفت بغیر ثبوت ذات کے ہرگز متصور نہین ہوسکتی۔ پس
بہ لحاظ تفاوت مفہوم عوام کے جو کالانعام ہین محدث ترمذی کا علمی معیت بیان
کرنا فی الحقیقت دلیل متانت ہے جو فہیم ہے وہ جانتا ہے کہ معیت علمی کے ضمناً
معیت ذاتی بھی ہوتی ہے۔ کہ علم عین ذات الٰہی ہے۔ دلیل اصولی کے استدلال کے

بیان کی حاجت نہین۔ بلکہ دلیل ثبوت دعوی مدعی کے لئے بھی کافی نہین کہ دراصل یہہ مسئلہ فقہی کی دلیل ہے۔ جسکا تعین اعمال اور احکام کے ساتہہ ہے۔ عقائدات مین اُن اصول کا کوئی دخل نہین ہے۔ کہ عقائدات علی الخصوص الہامات ہین کسی مجتہد نے مسائل اصول سے قرار نہین دئے ہین۔ قطع نظر اسکے یہہ اصولی مسئلہ فقہی یعنے مطلق کا حمل مقید پر کرنا خاص قرار داد شافعیہ کا ہے اور حنفیہ کا اصول اس کے مخالف ہے۔ یعنے اونہون نے یہان عام پر حکم عام اور مقام خاص پر حکم خاص کرتے ہین۔ مثلاً۔ آیت اول مین جہان مطلق رقبہ کا ذکر آیا ہے مومن یا کافر پر اوسکا ہر دو کا آزاد کرنا جایز رکہا ہے۔ اور آیت ثانی مین جو تحریر رقبہ بقید مومنہ ہے قتل خطا مین رقبہ مومن ہی کا آزاد کرنا ضرور ہے۔ پس از روے اس اصول حنفیہ کے مطلق کا حمل مقید پر کرنا جایز نہ ٹہرا تو پہلی دلیل معترض کی باطل ٹہیری اگرچہ کہ یہہ اصول اجتہادی شافعیہ و حنفیہ کا محض مسائل فقہی کے متعلق ہے۔ عقاید سے اسکو کچہہ بھی تعلق نہین ہے۔ تو پہر مسئلہ معیت جو اعظم مسائل عقائد ہے بلکہ دار و مدار عقاید صحیح الہیہ کا اسی کی تحقیق پر منحصر ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بالغرض اگر اسی اصول کو مسلّم رکہین تو بھی اصل مقصود حاصل ہے۔ کہ پہلی آیہ کریمہ (وھو معکم اینما کنتم) مین معیت ذاتی کا ذکر مطلق ہے اور دوسرے آیہ کریمہ (وان اللہ قد احاط بکل شیء علما) مین ذات بھی مقید بصفت علم ہوگئی تو اس قید کی صورت مین بھی وجود ذات مطلق کا باقی رہا۔ پس جبکہ ذات مطلق کے ساتہہ صفت علم کی قید بڑہا لی گئی تو معیت ذاتی کے ساتہہ احاطت علمی کی لازمی ہوگئی۔ احاطت علمی بغیر از معیت ذاتی کے ممکن ہی نہین ہے ایک

مقام پر معیت ذاتی اور دوسرے مقام پر مع العلم احاطت ذاتی کے ذکر سے
اصل مقصود اظہار عدم امکان انفکاک ذات وصفات ہے۔ المختصر اس احاطت
ذاتی کی مع العلم ہونے یعنے اس احاطت علمی کے وجہ سے وجود ذات کا منفی نہین
ہوسکتا۔ بغیر ثبوت ذات کے وجود علم کا محال ہے لامحالہ قید صفت کے بعد بھی
وجود ذات کا بحالہ بحال رہا باوجود اسکے کبھی معیت ذاتی کا ذکر مطلق ہوا۔ اور کبھی کسی ایک
صفت علم یا قدرت کے ساتھ مقید ہو جانا۔ اقتضا رحال وقرینہ مقام کی یہی وجہ ہے
جہان کہین کہ اللہ اور اسکے رسول نے معیت ذاتی کا ذکر مناسب تھا کیا اور
کہین احاطت صفاتی کا ذکر فرمایا ہر دو کی تصدیق واجب ہے (ربنا اٰمنا بما
انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین وصلی اللہ علیہ
وسلم وعلی اٰلہ واصحابہ وخلفائہ اجمعین۔

فصل شانزدہم

العزیز۔ اکثر اس فن کے ماہرون نے اس جانب اشارہ کر گئے ہین کہ بغیر معلومات
کے علم وجود متصور نہین ہوسکتا اور نہ قدرت بغیر مقدار کے اور نہ قدرت خلق
بغیر مخلوق کے۔ اور اس اجمال کی یہہ تفصیل ہے کہ جب اعیان نے وجود عینی
سے قبل ثبوت علمی حاصل کرلیا تب اون اعیان سے متعلق علم ہوا۔ جب اعیان
استعداد ثبوتی حاصل کرلیا تب جسطور پر کہ وہ تھے اونسے متعلق علم ہوا۔ اسی طرح یہ
اعیان مقدور ومراد ہوئے۔ اور اونسے متعلق قدرت وارادت ہوئی۔ اسمائے
حسنیٰ خواہ تنزیہی ہون یا تشبیہی اونکا ظہور بے حجابی اور بے مظاہر ممکن نہین

تھا۔ اور اسمار و احکام کا ظہور وجود فی الخارج کے ظہور پر موقوف تھا۔ اور کمال اسمائے بعد وجود متصور ہوسکتا تھا۔ لہذا اعیان عالم کو فی الخارج موجود کر دیا اور اپنے کو اسمار کا مظہر بنا دیا۔ مرتبہ ظہور اسمار مین ذات باری عالم کے وجود خارجی سے مستغنی نہین ہے۔ البتہ اپنے کمال ذاتی مین غنی ہے۔ اسلئے کہ مطلق بغیر مقید کے نہین ہوتا۔ اور نہ مقید بغیر مطلق کے۔ مگر مقید محتاج ہے۔ اور مطلق محتاج نہین۔ اور مطلق مقید سے مستغنی ہے۔ اور نیز مطلق پر بسبیل بدل مستلزم مقید ہے نہ بسبیل تخصیص۔ مطلق کا وجوب لازم ہے اور متعین کا امکان۔ اور یہہ محال ہے کہ مطلق عین متعین اسطرح ہوسکے کہ مغایر اغیاری نہ رہے۔ اور اطلاق مطلق باطل ہو جائے۔ اور یہہ بھی محال ہے کہ متعین اسطرح عین مطلق ہو جائے کہ تغایر باطل ہو جائے۔ اسلئے کہ تعین کے بطلان سے متعین تعین فی الواقع باطل و زائل نہین ہوتا اگرچہ کہ شہوداً زائل ہو جیسے (فنا فی اللہ) اگرچہ سالک تعین سے غافل ہو جاتا ہے۔ لیکن فی الواقع تعین مرتفع نہین ہو جاتا بقول شیخ اکبر کے (واجب الوجود کا وجود اور خلق کا وجود جدا سمجھنے والا مشرک ہے۔ اور کثرت مظاہر کو اوسکے منافی وحدت نہ سمجھنے والا موحد ہے) متکلمین اور فلسفہ کا قول ہے کہ واحد کا کثیر مین ظہور بدیہی استحالہ ہے۔ اوسکا یہہ جواب ہوسکتا ہے کہ کلی طبعی کثیر مین واحد کا ظہور کہان استحالہ بدیہی ہے۔ الغرض یہہ تو ظاہری الفاظی لباس ہے۔ اور یہ ایسی باتین ہین جسکو ذہن نے خیالی طور پر استخراج کیا ہے۔ اور ہم جس علم کے جانب اشارہ کرتے ہین وہ علم لفظی مباحثون سے تعلق نہین رکھتا ہے۔ اوسکے مراتب ہی جدا ہین

کیونکہ بالقوہ اور فی الامکان کئی انواع علوم جو ابتک خارج مین موجود نہین ہوئے اگرچہ آدمی مین بالقوہ یہہ بات ہے کہ کسب سے حاصل کر سکے اور بہی ایسے علم ہین جو کسی وقت خارج مین موجود تھے اور اب نابود ہو چکے ہین - اور بہی علوم ہین جنکو بشر نہین جان سکتا خاص بعض ملایک مقربین اوس سے لذت پا سکتے ہین ایسا ہی ہم جس علم کو تبلانا چاہتے ہین - اوسکا مفہوم محض لفظون کے معنون پر اٹک رہنے سے دستیاب نہ ہوگا اگرچہ کہ تو عمر بہر حیرانی و پریشانی اختیار کرے ان جو لوگ الفاظ کے معنون پر اڑے ہوئے ہین اونکی رسائی وہین تک ہے جیسے کسی کی رسائی شاہی باغ و محلات کے چار دیواری کے باہر تک ہوتی ہے اندرونی نعمات و لذات سے اوسکو کچہہ نصیب نہین ہوتا - اے میرے پیارے دوست اسرارات آیات قرآنی - و رموزات حدیث کی پہچان لفظون پر ہی منحصر نہین ہے اے طالب غور کر تو اس حدیث شریف کے مضامین پر جو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے - (قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن) یعنی مومن کا دل خدا کی دو انگلیون سے دو انگلیون کے درمیان ہی جدہر چاہتا ہی پہیر دیتا ہی یہان انگلی کی روح وہی ہی جو سرعت تقلیب کی قدرت ہے (ان اللہ خلق آدم علی صورتہ) یعنے حق تعالے آدم کو اپنی صورت پہ بنایا - اس سے نادانون کو تشبیہہ کا توہم ہوتا ہے - قلم - ید - وجہہ - صورت - ان مین جو اسرارات ہین وہ نہایت غامض ہین جو شخص انگلیون کی حقیقت کو جان لیگا وہ دوسرے تشبیہاتی الفاظ کو جان لیگا ظاہری معنون پر ہرگز نہ ٹہریگا - اس لئے اگلے لوگون نے کہا ہے کہ جو شخص علم ظاہر مین پکا اور برے صفات بد اخلاق سے

پاکیزگی حاصل اورنفس سے مجاہدہ کیا ہو۔ اورنفس اوسکا صاحب ریاضت بنا ہو۔ اور وہ
راہ خدا مین ثابت قدم ہو اور دنیا مین اوسکو کسی نمط کا حظ اورلذت باقی نرہے ۔اور
حق جل شانہ کے سوا کسی چیز کی طلب ہنو۔ باوجود ان سبکے عقل سلیم ۔فہم کامل اور ذہن
ذکا رکھتا ہو۔ جن مین یہہ شرطین پائی نہ جاوین تو اوسکے ہاتہہ مین ان علوم کی کتابین
دینا حرام ہے۔ جان تو ایطالب ۔اگر چاہتا ہے تو اسبات کے معلوم کرنیکو تو یہ
گنجینۂ مخفی قرآن عظیم ہی ہے ۔پس حاصل کر تو چشم بصیرت اور یہی بہلائی ہے
تیرے لئے دونون جہان مین۔

فصل ہفدہم

العزیز حکمائے متقدمین اور متکلمین نے از روئے عقل موجودات کی تقسیم تین طرح
پر کی ہے جسمین ایک ممتنع الوجود ہے ۔جو کسی تصور سے بھی عقل اوسکے وجود کا اثبات
نہین کرسکتی کیونکہ وہ عدم محض ہے جیسے شریک باری۔ پس جو شئے محال ہے
اوس سے بحث کرنا خالی از دقت نہین۔ اِس سے قطع نظر ہی انسب اور اولےہے
تواب صرف دو ہی قسمین رہین۔ اونمین سے ایک وہ موجود ہے جسکا وجود عین اسکی
ذات ہے یعنے بذات خود موجود ہے۔ جس مین انفکاک شئے کا اوسکے نفس سے
تصور نہین ہوسکتی ۔برحق وہی وجود مطلق ہے یعنے واجب الوجود۔ دوم وہ موجود
جسکا وجود مغایر اوسکی ذات کا ہے اور مستفید بالغیر ہے اور وہ یہی ممکنات موجودہ
ہین اور یہہ یاد رہے کہ مخلوق کے لئے ذات اور وجود مترادف الالفاظ اور
متحد المعنی نہین ہوسکتے اسلئے کہ ذات اور وجود مین تفاوت بیّن اور تغایر

اجتنّی معلوم دیتا ہے۔ ہر مخلوق تاوقتیکہ وجود اُس سے منضم نہو کسی شئے کے نام سے وہ موسوم نہین ہوتا جیسے بظاہر انسان یا حیوان وغیرہ جسم و روح سے مرکب ہین اگرچہ کہ بغیر روح کے بھی وہ انسان یا حیوان ایک مختص زمانے کے لئے انسان یا حیوان کہلائیگا۔ مگر قالب بے روح ہے انفکاک ہستی کے ساتھی ساتھہ عدمیت کا اطلاق ہوجائیگا اور انفکاک ہستی زمانی یا غیر زمانی مکانی یا غیر مکانی بالفعل یا بالقوہ بتائیا ہو تو لازمہ ذات ہی ہی اور مع التصور بھی ممکن ہی اور یہانصوفیہ کا ایک طریقہ بھی ہے اور روح کے لئے محل قالب تو ضروری ہے۔ پس اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ذات اور وجود مین مغایرت کی وجہ سے انفکاک ممکن ہے۔ پس جو چیز مغایر وجود ہو گی وہ بر مذہب متکلمین ممکن ہی ہو گی۔ اور جو ممکن ہو گی اوسکا وجود بھی مقید بعدم ہو گا۔ ایطالب تو ہمارے اوپر کے بیان مین غور کریگا تو ممکن کے وجود کا شبہہ دور ہو جائیگا۔ ہان ممکنات مین ایک اور بات بھی تو پائی جاتی ہے جو بہت باریک اور ادق اور نہایت گہری ہے تاہم ذرا غور سے سمجھہ اور وہ یہہ ہے کہ ممکن الوجود کے دو طرف ہین یعنے موجود تو ہے مگر بذات خود نہین۔۔ (کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ) اس کے مفہوم پر ذرا تامل کر کہ وہ کیا ہے اعزیزا سبات کو جان کہ ایک طرف ممکن کا (کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ہے) چونکہ وہ بذات خود موجود نہین ہے۔ اور طرف ثانی (وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ہے) اسوجہ سے کہ فرمایا رب العزت نے (انما قولنا لشیٔ اذا اردناہ ان یقول لہ کن فیکون) پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایک محض ارادہ ہی ارادہ ہے۔ جسکا اظہار صرف وہ ایک حکم بے صوت اور بے شکل لفظ و کن ہے اور اپر سبکو تعلق ہے کہ ارادہ اور حکم

تابع مشیت ہے۔ اور مینت اور علم آلہی سوائے بقائے مطلق کے فنا اور عدم کو
قبول نہین کرتا ورنہ قرآن مجید فرقان حمید کو عالم خلق سے ماننا پڑیگا۔ حالانکہ قران مخلوق
نہین ہے۔ ہان حروف اور اصوات بیاض۔ و قرطاس کے لحاظ سے حادث ہے
ایسا ہی صور عالم اور اشکال بھی از راہ حقیقت علم اللہ مین موجود اور علم و ارادہ سے
ظاہر ہین۔ تو اس سے ہمارا مطلب نکل آیا کہ ممکنات کا ذوالوجہین ہونا جو ہمنے بیان
کیا ہے وہ ثابت ہے پس جمیع صوفیا کرام نے یہہ جو فرمایا ہے کہ ارادت موجبہ سے تو
واجب ہے اور بذات خود ممتنع ہی صحیح ہے۔ کیونکہ جو ممتنع ہے وہ عدم محض ہے
اور جو واجب ہے اوسکا ظہور بھی واجب ہے۔ ایعزیز توحید کو متکلمون نے صرف
اتنا ہی جانا کہ غیر معبود کی نفی کی حالانکہ ممتنع الوجود یعنے شریک باری محال جانتے
ہین۔ کیا وہ اگر چشم بصیرت سے دیکھین تو اونکو یہہ کشف ہو جائے کہ وجود عالم کا
اقرار کرنا گویا وجود محال اور ممتنع کو ثابت کرنا ہے۔ جبکہ واجب الوجود بجز ایک ذات
کے اور اوسکا ممتنع ہے تو وجود عالم بھی ممتنع ہے۔ اور جو کچہہ کہ احساس مین آتا ہے
وہ ممکن ہے اور ممکن بغیر ارادۂ واجب کے عدم ہے۔ اور ظہور بھی مرہی ارادۂ
موجبہ ہے چونکہ ممکن تو بخود نہین ہے یا تو با اوست ہے۔ بلکہ ہمہ اوست ہے۔
(چنانچہ) (وجوہ یومئذ ناظرۃ الی ربہا ناظرہ) وارد و صادق ہے
اس موقع پر ہم اوس نقل کو بجنسہ نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین جو مسعود بیک رضی اللہ
عنہ نے مرأت العارفین مین لکھا ہے۔

حکایت ۔ مجذوبے متکلمے را پرسید کہ سجود بغیرش درست است یا نہ گفت
نہ گفت معبود طرف مغرب است۔ گفت نہ۔ گفت طرف مشرق گفت نہ

گفت طرف شمال۔ گفت نہ۔ گفت طرف جنوب است۔ گفت نہ۔ گفت بفوق است
گفت نہ۔ گفت در تحت است۔ گفت نہ۔ گفت بیرون عالم است۔ گفت نہ۔ گفت
درون عالم است گفت نہ۔ گفت وراے این امکنہ مکانی دارد۔ گفت نہ۔ گفت
متصل از ماست۔ گفت نہ۔ گفت منفصل از ماست۔ گفت نہ۔ گفت پس خوش باش
نہ توئی نہ من نہ جان است نہ تن کہ ہمہ بے ہمہ اوست۔ یعنی تا در نظر تو توموجودی او مفقود
است وچون در نظرت او موجودی جلوہ کند خود را بکلیت مفقود یابی۔ واگر باوجود او
خود را موجود گوئی آنچہ در سابق نفی کردۂ ہمہ اثبات باید کہ دو وجود را بایکدیگر یا انفصال
بود یا اتصال۔ واتصال وانفصال اقتضار جہت کند وجہت مکان ثابت گردد و
مکان بے دخول وخروج نباشد وآن خلاف توحید بود (تعالی اللہ عن ذالک علواً
کبیراً) در اثبات یک وجود میان متکلمان ومحققان اختلاف نماند زہے مجذوبے کہ
بدلیل معقول متکلم را ساکت کرد توحید نہ آنست کہ حق را یگانہ دانی۔ بلکہ توحید آنست کہ با حق
یگانہ باشی۔

الغرض اے بیچارہ ہوتواولیائے کرام کے عقاید پر طعن کرنے سے۔اور مانگ تو اللہ سے اوس چیز کو
جو عطا فرمایا اپنے پیارے بندون کو۔شاید ہووے تیری کاربرآری۔اور دور ہو تیرے
دل سے باطل اور ظاہر ہو تجہپر حق۔اور گہیرے تجہے رحمت الٰہی چہار طرف سے۔

فصل ہجدہم

جان تو اے طالب۔حاسدون نے ایک سیدہی سادہی بات کو ناحق پیچیدگیون مین ڈالکر
صوفیائے کرام پر اتہام کی بوچہار کو اپنا شعار اور راستبازی کی دلیل تبلاکر اپنی علم دانی کا چرچا

کراتے ہین۔کوئی کہتا ہے کہ علم تصوف دہریون اور فلسفیون سے سیکہا ہے اونکا استدلال
اور براہین بہی اوسیکے موافق ڈہلتے ہین۔کوئی کہتا ہے کہ صوفی ملحد اور مشرک ہین۔کوئی کہتا ہے کہ
شریعت مطہرہ کے باہر صوفیونکا مسلک ہے۔کوئی کہتا ہے کہ کتاب وسنت کو صوفیان
نے چہوڑ دیا ہے۔کوئی کہتا ہے کہ آیات محکم اور نص ظاہر کو چہوڑ کر متشابہات مین ہہنہا
ہوا فرقہ صوفیونکا ہے۔کوئی کہتا ہے کہ صوفی ظاہر معنون سے اِبا کرکے تاویل کیطرف
جاتے ہین۔اور کوئی کہتا ہے کہ علم تصوف داخل دین کب ہے۔بہرصورت صوفیا
کرام پر کسی نہ کسی پہلو سے ایک ذہنی بات تراش کر اونپر افترا اور تہمت لگاتے ہین اور
یہہ کل آفات اون بیچارون پر محض اسوجہہ سے ڈہائے جارہے ہین کہ اونہون نے
(وحدۃ الوجود) کا لفظ کیون کہا۔واقعی دنیا کو کسی پہلو قرار نہین جہوٹ پر تو طعن ہونا ہی
چاہیے مگر یہان سچ بولنے والون پر بہی صدہا اعتراضات ہورہے ہین۔سچ ہے کہ
نفسانی خواہشات اپنے غیر کی تعریف کو ہرگز پسند ہونے نہین دیتے انصاف کی
آنکہون پر پردے ڈال رکہے ہین۔جن لوگون کے نزدیک صوفیہ کا مذہب اور
دہریہ فلسفہ کا مذہب ایک ہے۔کیا اونہون نے اوسکو بہی نہین دیکہا کہ پُرانے
فلسفہ اور دہریہ شروع ہی سے خدا کے وجود کے منکر ہین برخلاف صوفیاء کرام کے
کہ وہ خُدا کے سوا کسیکے بہی وجود کو مقدم نہین رکھتے۔اور جو لوگ صوفیونکو مشرک
اور ملحد کہتے ہین کیا کسی نے دیکہا ہے کہ کوئی صوفی کسی بت کو اپنے روبرو رکہکر
پوجا ہے۔اور جنہون نے یہہ تصور کیا ہے کہ صوفیہ شریعت مطہرہ سے باہر
مین تو کسی نے یہہ نہین بتلایا کہ اونکا وہ کونسا عمل خلاف شرع شریف ہے۔اور
جو اپنے زعم مین یہہ کہتے ہین کہ کتاب وسنت کو صوفیہ نے چہوڑ دیا بہلا وہ یہہ تو

بتلا مین کہ صوفیون نے خلاف کتاب و سنت حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہان
ٹھرایا ہے۔ اور فقہی کونسی کتابین اہل سنت جماعت کے مذہب کے خلاف تدوین
کی ہین۔ اور جو یہہ کہتے ہین کہ آیات محکمات اور نص ظاہر کو چھوڑکر صوفیہ متشابہات
مین پھنسے ہوئے ہین یا ظاہر معنون سے ابا کرکے تاویل کے جانب دوڑتے ہین
اونہون نے یہہ ہی تو بتلایا ہوتا کہ خدا اور رسول۔ قرآن شریف۔ جزا۔ سزا۔ حشر اجساد
وغیرہ ایمان کے لئے جو احکام وارد ہین یا روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکواۃ وغیرہ کیلئے جتنے
احکام ہین اہل سنت جماعت کے خلاف کونسی تاویل کی اور کونسے نص ظاہر سے
اونکا عمل کیا یا کرنیکے لئے کہین کسی کتاب مین لکہا۔ جب ایسا نہین ہے تو صوفیہ
کرام کو برا کہنے والے بیشک جھوٹے اور مفتری ہین۔ صوفیہ کے عقاید کو مبطل کرنیکی
اونکی یہہ کوشش سعی ناشکور ہے۔

ایعزیز جب تجہہ مین اور صوفیہ مین اس مسئلہ کے نسبت نزاع ہی واقع ہوئی ہے اور تو چاہتا ہے
کہ قرآن عظیم ہی کے نص صریح سے استدلال ہو تو چل تو اس طریقہ پر جیسا کہ فرمایا رب العزت نے
(فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ) اے طالب مولا اگر تجہے اپنی علم
دانی اور قرآن فہمی کا دعوے ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق
چلنے کا زعم رکھتا ہے تو کیا تو نے۔ ام الحدیث کو بھی نہین دیکہا جو بخاری او مسلم مین موجود
ہے بلکہ سارے محدث اوسکی صحت مین متفق الزبان ہین۔ ایمان اور اسلام کے بعد
احسان کا جملہ کیا ہے۔ جسکی تفہیم اور صراحت خود سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
(تعبد اللہ کانک تراہ) سے فرمادی یعنے اللہ کی اسطرح عبادت کرے کہ گویا تو
اوسکو دیکہہ رہا ہو۔ اے معترض تجہکو اوسی خدائے بے مثال وحدہ لاشریک کی قسم

بلاتاویل عرب کی لغت پر اسکا سچا معنی کر کہ (کانک تراہ) جیسے کہ اوسکو دیکھہ رہا ہو۔ تو خدا کو
ان آنکھوں سے دنیا مین دیکھنے کو کیا باور کریگا۔ اقرار تو کر ہی نہین سکتا۔ انکار کو بھی گنجایش
نہین۔ بھائیجان یہ یاد رکھو کہ عقاید کیلئے جتنے احکام قرآن عظیم اور حدیث شریف سے
سناؤگے یہہ اوسی ام الحدیث کے جملہ اولی مین داخل ہین۔ اور اعمال کے نسبت جملہ ثانی
موجود ہے جملہ ثالث اگر تمہارے نزدیک صحیح نہین ہے تو اس جزو کو حدیث سے
خارج کر دو اور اگر صحیح ہے تو اب کوئی اوسکے قریب قریب قرآن شریف سے استدلال
لاؤ۔ بغیر کسیکے سمجہائے کے قرآن آپ خود ہی سمجھتے ہین تو براے خدا بلا تامل اوسکی
تطبیق مین کسی آیت شریف کی تلاوت فرمائی کہ جس نص صریح اور آیات محکم سے اوس
واجب الوجود (وحدۃ الوجود) کا دیکھنا اس دنیا مین ان آنکھوں سے ثابت ہو۔ یہان بغیر سکوت
کے تمکو کوئی چارہ نہین۔ ہان اس حدیث شریف سے اوس فریق کو بھی جواب ملگیا جو
تصوف کو خارج از دین تبلاتا ہے بلکہ اوسکو یہہ یقین کر لینا چاہیئے کہ تصوف عین دین
اور اصل دین ہے۔ ایعزیز اگر چاہتا ہے تو (کانک تراہ) کے معنون کو معلوم
کرنا بموجب ارشاد جناب باری (فسئلوا اہل ذکر ان کنتم لاتعلمون) یعنے
سوال کرو تم اہل ذکر سے اسلیئے کہ تم جانتے نہین ہو۔ تو ڈہونڈ تو (العلماء
ورثۃ الانبیاء) کو سینوں سے جو دوست ہین اللہ غالب اور برتر کے اور
خدا کے دوستون کی پہچانت بھی خدا ہی سے پوچھہ پس فرمایا رب العزت نے
(الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون o الذین
آمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ لاتبدیل
لکلمٰت اللہ ذالک ھو الفوز العظیم) ترجمہ۔ جان تو تحقیق دوست

خدا کے ہین ڈر اوپر اونکے نہ وہ غمگین ہونگے جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہتے پرہیز گاری کرتے واسطے اونکے ہے خوشخبری بیچ زندگانی دنیا کے اور بیچ آخرت کے ہین بدلتا کلام خدا کے کو یہہ ہی مراد پا نا بڑا۔

رب العزت نے تو اولیا اللہ کی تعریف کی اور اونکو سکا ید اور شدائد پہونچنے سے بیخوف کیا اور مطالب اور مقاصد فوت ہونے سے اونکو غمناک ہونیکا وعدہ فرمایا۔ ان اسباتکو یاد رکہہ کہ بزرگان دین محبان خدا نے خدا کی راہونکے بتانے مین باتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعضون نے جہاد کیا اور دین کی ترقی کی اور بعضون نے اجتہاد کیا مسائل اسلام کو ہمپر آسان کردیا۔کسی نے قرآن شریف کی تفسیر کی اور ہمکو اوسکے نکات سے آگاہ کیا۔ اور کسی نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا اور ہمکو بے خبری سے خبردار کیا۔ بہر صورت کسینے ایمان کو تلایا عقاید کی کتابین تصنیف کین کسی نے اسلام بتلایا اور ہمارے رفتار تمدن اور رفرایض وسنن کی اصلاح کی اور کسی نے تہذیب نفس کے علوم ہمپر کہولے بات یہہ ہے کہ شاید تجہے اولیاء اللہ کے معنون کے سمجہنے مین غلطی ہوئی جب تو تو اولیاء اللہ پر اتہام شرک وغیرہ کا دہرتا ہے معاذ اللہ وہ ایسے نہین ہین جیسے تیرا خیال ہے صاحب عین المعانی نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہین جنکی ملاقات سے خدا یاد آوے۔

صاحب بحر الحقایق نے لکھا ہے کہ اولیاء اللہ سے وہ لوگ مراد ہین جو اپنے نفس کے دشمن ہون یعنے خدا کی محبت مین اپنی نفس کشی کرین اور کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ اولیا اللہ کی یہہ صفت ہے کہ وہ لوگ عنوان شریعت اور برہان حقیقت ہین اونکا ظاہر تو احکام شرع سے آراستہ ہے اور اونکا باطن انوار فقر سے پیراستہ۔ **مثنوی**

رخش زمیدان ازل تاختہ ۔ گوئے زچوگان ابد باختہ
معتکفان حرم کبریا ۔ شستہ دل از صورت کبر و ریا
راہ نوردان شکستہ قدم ۔ راز کشایان فرو بستہ دم

اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ اولیا اللہ وہ لوگ ہوتے ہین جو خدا کے واسطے باہم
دوستی کرین اور اپنے قول کی تائید اور تصدیق اس کلام سے کرتے ہین (وجبت
محبتی للمتحابین فی) واقعی یہی اولیا اللہ ہین جنکو سخت مقامون مین کچھ خوف
نہین ہے اور قیامت کے ہولون سے وہ غمگین نہونگے۔ بعضون کے نزدیک
پرہیزگار اولیا اللہ ہین اس دلیل سے کہ حق تعالی اونکی صفت مین فرماتا ہے کہ اولیا اللہ
وہ لوگ ہین جو ایمان لائے اوس چیز کا جو خدا کے پاس سے آئی اور پرہیزگاری کرتے
ہین اوس چیز سے جو خدا نے حرام کی اونکے واسطے خوشخبری ہے زندگی دنیا مین
یعنے وہ خوشخبری جو رسول علیہ السلام کے زبان سے اونکے باب مین گذری۔ اور ایک
گروہ کا قول ہے کہ وہ اچھے خواب ہین جو مسلمان اپنے حق مین دیکھتے ہین یا کوئی
مسلمان کسی مسلمان کے واسطے دیکھتا ہے اور ایسے خوابون کو مبشرات یعنے اچھی
خبر دی ہوئی کہتے ہین یا مرتے وقت مسلمانون کو ملائکہ جو خوشخبری دیتے ہین اور
تبیان مین لکھا ہے کہ خوشخبری یہ ہے کہ مسلمان بہشت مین اپنی جگہہ مرنیکے قبل
دیکھ لے اور مدارک مین لکھا ہے کہ خوشخبری سے مراد اون مسلمانون کے ساتھ
لوگونکی محبت اور اونکی نیکنامی ہے اور اونھین خوشخبری ہے آخرت مین اور وہ
اونپر ملائکہ کا سلام ہوگا۔ سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دیدار الہی کا وعدہ
دنیا مین خوشخبری اور عقبی مین سرفرازی کا خلعت۔ یہان مجاہدے کا سرور دہان

مشاہدہ کا نور۔ یہان صفا اور وفا۔ وہان رضا اور لقا ہے

از نعمت این جہان تمنائے تو بس است　　در دولت آنجہان لقائے تو بس است

پس کیا خیال کرتا ہے تو اے طالب اون بزرگون کے حق مین جنکو ہم اولیاء اللہ سے تعبیر کرتے ہین کیا یہہ لوگ لکڑی پتھر مٹی کو معبود تصور کرکے اوسکی عبادت کرینگے۔ اور کیا ہم اونکو صوفی اور محقق اور موحد تصور کرینگے جو معبود حقیقی کے سوا بت پوجین معاذ اللہ اونکی شان مین ایسا خیال کرنا اونپر محض افترا اور تہمت باندہنا ہے۔

ہان شاید اب تو یہہ سوال کریگا کہ جب صوفیہ پابند توحید اعلی ہی ہین اور راہ کے پانیوالے بہت ہی کم ہوا کرتے ہین تو صوفیہ جنکو بزرگ مانتے ہین تو اونہون نے (لیس فی جبتی سوی اللہ) سبحانی ما اعظم شانی) انا الحق وغیرہ وغیرہ کیون کہا۔ اور جب بات بُری نہین تہی تو اوس زمانے کے علما اور پاشاہان وقت نے اونکو سزائین کیون دین۔ اور جبکہ اون بزرگوارون نے حقیقت حال ہی کہا تہا تو پہر خود ہی اپنے جرم کا کیون اقرار کیا۔ فرعون (اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی) کہکر تمام دنیا کے نزدیک اللہ کا فر ازلی کیون قرار دیا گیا۔

تو اون باتون کو پوچہتا ہے جو ایک وقت مختص کیلئے ہوا کرتی ہین جنکا اثر دوامی نہین ہوا کرتا حالانکہ وہ افعال اوسی وقت کیلئے مجبورانہ ہوا کرتے ہین کیا جانتا ہے تو غشای صلب اور غشای لین کو جو قحف کے باطنی حصے اور نفس دماغ سے ملحق ہین۔ کیا ہوتا ہے حال اوس شخص کا جبکہ اون جہلیون مین سے ایک یا دونون متورم ہو جایا کرتی ہین۔ یا جبکہ الجزو مظلمہ کسی عضو سے اوٹہکر دماغ کو مظلم کرتے ہین۔ یا الجزو غلیظ شدت حرارت و احتراق کی وجہ سے اعضا سے متصاعد

ہوکر جو ہر دماغ کو متالم کرتے ہین - اور کیا تجہے یہہ معلوم نہین ہے جیکہ وہی بخارات
روح نفسانی کو چکر دینے لگتے ہین تو کیون ہر چیز آنکہون کے آگے گروش کرتی نظر آتی
ہے - اور کیا نہین دیکہا تو ایسے شخص کو جسکی طبیعت مرض کے ساتہہ مقابلہ اور باہمی مجادلہ
کرتی ہے جسکو (بُحران) کہتے ہین -

ایعزیز تعصب کو چہوڑکر انصاف سے کہنا ہمنے جن امور کا ذکر کیا ہے اون
مین سے جب کبہی کسیکا غلبہ ہوجایا کرتا ہے تو کیا کیا نہین سنتا تو اون کے
منہہ سے نکلتے ہوئے الفاظون کو اور کیون نہین ماخذ کرتا تو اون کو اون
باتون کے جرم مین -

پس اسلئے تو حرف گیر نہین ہوتا کہ اوس شخص کے وہ افعال و اقوال ارادی
نہین - سبہی اور عارضی ہین تو کیون نہین خیال کرتا تو اوسپر کہ اون بزرگوارون سے
جو باتین سرزد ہوئین وہ شاید اوسی قبیل سے ہون - اسلئے کہ وہ اپنی حالت سے
اوس وقت خاص کیلئے بیخود اور مجبور تہے - ہان اسکا خیال رہے کہ ان دونون مین
فرق بیّن ہے - فریق اولے کو مرض لاحقہ بیخود اور دیوانہ بنا دیتا ہے جس سے
اون کے کلام ہزیانی کہلاتے ہین - برخلاف اوسکے بزرگان دین کے یہان نہ تو مرض
ہی ہوتا ہے اور نہ وسوسہ شیطانی بلکہ اون کو تو فور فیضان الٰہی اور غلبہ کثرت
تجلیات رحمانی بیخود اور مدہوش بنا دیتے ہین - فریق اولے اگر دیوانے مجنون اور
بیخبر ہین تو فتور دماغ کے باعث - اور یہ نہین ہین بزرگان دین دیوانے غافل اور
بیخبر مگر دنیا سے جیساکہ اونکے اِس دعائیہ کلمہ سے مترشح ہوتا ہے -

مستم چنان بکن کہ ندانم ز بیخودی　　　　در عرصہ خیال کہ آمد کدام رفت

اور یہ فرق قریب قریب اوسیکے ہے جیساکہ یہ عقیدہ ہے کہ انبیا علیہ السلام کے خرق عادت کو (معجزہ) کہتے ہین - اور اولیا اللہ سے کوئی افعال ایسے ہی سرزد ہون تو (کرامت) کہی جاتی ہے - اور غیر مومن سے کوئی فعل ویسا ہی ہو تو (استدراج) کہا جاتا ہے - واقعی دنیا سے غافل اور اللہ سے شاغل یہی لوگ ہین جنکو ہم اولیا سے تعبیر کرتے ہین - کیا نہین سنا تو اسکو کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے - حدیث نکال لو تیر پیر سے علیؑ کے جبکہ وہ نماز مین ہون اسلئے کہ نہین ہوتے ہین وہ مصلیٰ پر اگرچہ کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ مصلے ہی پر ہوتے مگر عشق خداوندی مین ایسے مستغرق رہتے تھے کہ اونکو ما فیہا کی کچہہ خبر ہی نہین رہتی تھی - پس سردار دو عالم کا ارشاد اسلئے تھا کہ نماز مین علی کے پیر سے تیر نکالا جائیگا تو اونکو مطلق درد محسوس نہو گا - سچ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعبد اللہ کانک تراہ) واقعی یہی کیفیت اور حالت ہے برگزیدہ لوگون کی جبکہ وہ حضوری خداوندی مین ہوتے ہین تو بظاہر کسی قسم کی بھی حس اونمین باقی نہین رہتی - العزیز سچ کہنا کہ ایسے حالت مین کب وہ اپنے افعال پر قادر رہتے ہین - بلکہ وہ مجبور اور مجبور محض ہو جاتے ہین - کیا تو یہہ بھی نہین سُنا کہ عشق مجازی کے غلبے نے مجنون کو ایسا از خود رفتہ کر دیا تھا کہ ہر دم وہر لحظہ ساری دنیا اوسکی نظرون مین ہر سو لیلی ہی لیلے کی تصویر تھی - تو کیا تو خداوند کریم کے فیوضات کی تاثیر کا اتنا بھی عقیدہ نہین رکھہ سکتا - (فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ) اور ہمہ اوست) کا کہنا بزرگان دین پر صادق آنے مین کیا کلام ہے -

العزیز بلحاظ وقت اکثر ایسے امور خواہ نخواہی ہی کرنا پڑتے ہین جو بظاہر عوام مین شورش کا موجب ہوا کرتے ہین - حالانکہ وہ افعال مصلحت ہی پر مبنی ہوا کرتے ہین -

جیسے کسی شخص کے اسہال خونی۔ یا صفراوی۔ یا بلغمی مثل اسہال کبدی یا معدے یا معوی آتے ہین تو طبیب مسہل ہی دیگا تاکہ اسہال پر اور اسہال ہون۔ اگر کسی کے عرق آتا ہے تو اور عرق اور دوا دیجاتی ہے کثرت پیشاب کی حالت مین اور مدرات ہی دینگے۔ اگر قے ہوتی ہو تو اور مقیات ہی دینگے۔ حصبہ یا شرا جدرے یعنے چیچک۔ گوبری۔ سیتلا۔ وغیرہ مین گرم ہی ادویات کا استعمال کیا جاتا جو بظاہر بالکل خلاف معلوم دیتا ہے۔ بہرحال ہر ایسے بحرانی امراض مین اولٹا ہی علاج ہوتا ہے تب بھی معالج پر کوئی اعتراض نہین کرتا (ما شاء اللہ) اعتراض کے لئے اولیاء اللہ ہی موزون کئے گئے ہین جو صرف ایک کلمہ وحدۃ الوجود کے کہنے کے عوض جسکا مفہوم بظاہر سمجھہ مین نہین آتا صدہا طعن کئے جاتے اور ہر طرف سے کفر کے فتوے پر فتوے سنائے جاتے ہین حالانکہ وہ اہل قبلہ سے ہین۔ انتظام مملکت ہی کو دیکھہ جب کبھی کسی نئے شہر اور ملک کے فتح ہونیکے بعد تہوڑی دیر کے لئے قتل عام اور لوٹ کا حکم دیدیا جاتا ہے جس مین ہزارون جانین تلف ہوجاتی ہین اوسوقت خطا اور بیخطا کے جانب کوئی نہین دیکھتا صدہا خانمان برباد ہوجایا کرتے ہین۔ ایسے افعال گو بظاہر ظلم معلوم دیتے ہین مگر دراصل یہہ انتظامی مصلحت ہے جو دائمی بھلائی اور ہمیشہ کی بدنظمی اور شورش فتنہ اور فساد کے انسداد کا باعث ہوتے ہین۔

اے طالب کیا خیال کرتا ہے تو خضر علیہ السلام کے اون کامون کو جو غریب کی کشتی کو توڑ کر غیر کے نقصان کو جایز رکھا۔ اور بے خطا لڑکے کو قتل کرکے خون ناحق کیا۔ اور بےضرورت دیوار بنا کر اپنا وقت ضایع کیا پس

کیا حکم لگاتا ہے تو اوسکے ظاہر پر (قرآن عظیم کے مقابلہ مین-)

خبردار خبردار ان مثالون کے مفہوم مین نہایت غور نظر کے ساتھ ادب کو پیش نظر رکھکر استعمال کر گستاخ اور بے ادب نہو- مثالین اسلئے نہین بیان کرتین کہ تارک حفظ مراتب بناوین بلکہ وہ اسلئے ہین کہ ذہن مین اصل مطلب کے جاننے کا ذریعہ اور آلہ ہون-

ایعزیز ایسے افعال کی جب عام طور پر نظیر نہین لیجاتی اور وہ امور قابل بازپرس بھی نہین ہوا کرتے اور عوام اوسپر استدلال کرکے ویسا عمل نہین کرسکتے تو کیون نہین خیال کرتا تو اسپر کہ اون بزرگوارون کے وہ افعال بمقتضاے وقت کے لحاظ سے تھے جنکی مصلحت اور عمدہ نتایج کو وہ خوب سمجھے ہون گے مصداق اسکے کہ (مصلحت خویش خسروان دانند)-

کیا استسقا کے بیمار کو ہی نہین دیکھا کہ اوسکے روبرو کثرت تشنگی سے دریا قطرے سے ہی کم معلوم دیتا ہے- ایسا ہی عاشقان خدا کے روبرو ساری دنیا قطرہ بھی نہ معلوم ہو تو کیا عجب اور انوکھی بات ہے-

جوع الکلب کو دیکھہ کہ کتنا ہی کھلادو پھر بھی وہ کہتا ہے کہ کچھہ کھایا ہی نہین پیٹ خالی کا خالی ہے- پس کیون حیرت اور گرفت نہین کرتا تو اونکے عمل اور اقوال پر- ایسا ہی صوفیہ بھی محبت عشق الٰہی مین ایسے گرسنہ ہین کہ باوجود اسکے کہ تو کہتا ہے کہ ساری دنیا کو وجود ہے اور وہ کہتے ہین کہ دنیا خالی فقط ذات باری ساری ہے-

ہان جنہون نے اونکے نقل پر فتوے دیا وہ علماے ظواہر سے تھے

اسلئے کہ اون کی نظر اوس گہرائی کی تہہ تک نہین پہونچی تھی۔ کیا تو اون علمائے ظواہر کو موسیٰ علی نبینا علیہ السلام پر فضیلت دیگا جنپر توریت نازل ہوئی ہے جسکو چالیس اونٹ اوٹھاتے تھے جس کو خداوند کریم نے اپنے کلمہ کی اونگلی سے لکھا۔ جو حدیث سے ثابت ہے۔ کیون اعتراض کیا تھا اونہون نے خضر علیہ السلام پر) الغرض یہہ نہایت نازک باتین ہین جنکو ہمارے عقول ضعیفہ پا نہین سکتے۔ اسلئے برائے خدا اتنا ہی کر جیسا کہ اطبا۔ چیچک۔ گوبری۔ سیتلا زکام وغیرہ وغیرہ امراض مین طبیعت کو مدبر و مصلح بدن سمجھکر چند سے علاج سے درگذر کرتے ہین اور طبیعت ہی پر چھوڑ دیتے ہین۔

پس ایسا ہی چھوڑ دے تو اون بزرگوارون کو اون کے حال پر کہ وہ مصلح دین ہین۔ زہد۔ تقوے۔ ورع ۔۔ اونکا بہت بڑہا ہوا ہے۔

اگر تو اونکے اقوال کی تاویل نہین کرسکتا ہے تو کیون نہین خیال کرلیتا تو کہ وہ اقوال شطحیات اور سکر سے ہین۔ اور ہونا ہی چاہئے کیونکہ یہان تجلیات الہی کا فیضان ہے۔ کیا نہین دیکھا تو کہ کیا گذرا تھا موسی علیہ السلام پر جبکہ کہا موسیٰ نے (رب ارنی انظر الیك) فرمان باری (لن ترانی) صادر ہوا حالانکہ دل کے قوی کرنیکے لئے پہلے مخلوقات ظاہر کیگئی بعدہ صواعق و رعد و برق نے ہر چہار طرف سے چار چار فرسنگ تک (مدین کے اوس بڑے پہاڑ کو گہیر لیا تھا۔ آسمانون کے فرشتے باآواز بلند نمودار ہوئے تھے اوسکے بعد عرش کے نور کے ساتھہ ہی تھا تھہ پہاڑ پہٹ پڑا اور موسیٰ بیہوش ہوگئے۔ عبدالسلام اور کعب الاحبار کا بیان ہے کہ بقدر سوراخ سوزن

ہوئی تھی سدی نے کہا کہ مقدار خنصر سہیل بن ساعد سے روایت ہے
کہ ستر ہزار پردون مین سے بقدر درہم نور ظاہر فرمایا (خرّ موسی صعقا)
ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے (فلما تجلّی ربّہ للجبل) اور خنصر تبلائے۔ واقدی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا کہ جب موسی گر سے تو آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا
سوال رویت کیا ہوا۔

اے میرے پیارے دوست دل کو تنگ نکر ذرا انصاف سے کہنا کہ نزول
وحی کے وقت سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرتہ عائشہ رضی اللہ عنہا کیون
کملی اوڑا کر دیا کرتے تھے۔ اونٹنی گھٹنون کے بل کیون بیٹھ جاتی تھی۔

بات یہہ ہے کہ بھاری ہے یہہ کام جسکا سنبھال بہت مشکل اور مشکل تر ہے
اور نہین حاصل ہوتین یہ نعمتین مگر جسکو اللہ چاہے اور وہی ہوگا دوست اوسکا
فرمان بردار۔

فرعون کا قرار شدہ اسلئے ہے کہ وہ ایمان کے چمکیلے روشن میدان مین
قدم نہین رکھا تھا اور مرا وہ کفر پر خود پرستی کے ساتھہ۔

پس کیا نسبت ہے اوسکو دینداروں سے۔

رہا یہہ امر کہ اون بزرگوارون نے اپنی خطا کا اقرار کیون کیا یہہ کوئی تیرا سوال
نہین اسلئے کہ معشوق کے افشائے راز کی سزا قبول کرنا بھی تسلیم و رضا ہے۔
اسکی کیفیت کسی عاشق مجازی سے پوچھ۔

ان لوگون کا یہہ خیال کہ مسئلہ وجود کے موجد حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ

علیہ ہین اسلئے علما اونکے کفر پر تولے ہین۔

یہہ تیرا خیال بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ مسئلہ تو ابتدا ہی سے ہے ان شیخ نے یہہ ضرور کیا ہے کہ علم تصوف کے رموز و اسرارات کو بالواری و فصل وار سمجھایا ہے۔ لوگ اگر اونکے کفر پر فتوے دے ہین تو اس کہنے سے تیرا کیا مطلب حاصل ہو سکتا ہے اسلئے کہ علمائے ظواہر کا علمائے باطن پر طعن کرنا ہی قاعدہ کے رو سے صحیح نہین ہی کیونکہ اوس فن کے ہی نہ تھے۔ الزام دینا تو اوسیکا قابل وثوق ہوگا جو ماہر فن ہو۔

قطع نظر اسکے شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ہی پر کیا موقوف ہے بخاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو لوگون نے کافر کہا۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو صاحب الرای بولے انبیا علیہم السلام کو ساحر اور مجنون کہا۔ قرآن عظیم کو (اساطیر الاولین) کہا حاسدون نے خدا کو بھی تو نہین چھوڑا۔

قیل ان الالٰہ ذو ولدٍ   قیل ان الرسول قد کہنا

ما نجا اللہ والرسول معًا   من لسان الوریٰ فکیف انا

تو بیچاری اہل وجودیہ کس شمار و قطار مین۔ عوام کے ایسا کہنے سے اونکی بزرگی مین کچہہ وہبہ نہین آسکتا۔ اسلئے کہ خدا کے دوست وہی ہوتے ہین جو ہمیشہ تو کل لاگریہم مین رہا کرتے ہین۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کو حق کہنے والا گروہ ایمان اور اسلام سے آگے بڑہکر احسان کی منزل مین قدم رکھا ہے جنہون نے تہذیب نفس کے علوم کو مدون کیا ہے پہلے تو اونکے تصنیفات کو دیکہہ کہ روحی امراض کے وہ کیسے معالج ہین اور اونکے حالات پر غور کر کہ وہ ایمان اور اسلام مین بہت پکے رہے ہین اور محبت الٰہی کی

دریا مین اپنے کو غرق کر رکہے تھے ۔ اے میرے پیارے دوست ہوجا تو بہی عامل
(تعبد اللہ کانک تراہ) کے حکم کا اور یہہ یاد رکہہ کہ یہین سے مسئلہ
وحدۃ الوجود کی حقیقت کا راز ملتا ہے ۔ جس کی تطبیق مین قرآنی آیاتین موجود ہین ۔
مدارج کے لحاظ سے یہہ اعلی درجہ کا مذاق ہے تو اسکو سرسری باتون مین معلوم کرنا
چاہتا ہے تو یہ تیری نادانی ہے کیونکہ ہر علم بسیط ہے اور سب علمون مین معرفت
کردگار کا علم نہایت نازک اور غامض اور بہت بسیط ہے ۔ سالہائے سال کی درس
تدریس کے بعد اگر تو خالصاً للہ شایق ہے تو بالیقین کچہہ حصہ نصیب ہی ہوگا
پس شریک کر تو اپنے کو عاشقان راہ خدا کے مدرسہ مین اور رفتہ رفتہ بڑہاتا جا تو ذوق
اور شوق کو حالت استغراق اور وجدان تک اور مت ہو تو عیب دہونڈنے والون
اور برا کہنے والون سے اور ٹہٹہوالون مین سے رہو تو خدا سے اسلئے کہ خدا نے
جنکی تعریف کی ہے اونکی تکذیب نکر اور پناہ مانگ تو اوس سے اور منتظر ہو تو اوسکے فضل کا شاید رحمت نازل کرے اوسکی
تجہپر اور ہو تو بہی فلاح پانے والون سے آخرت مین ۔ کوئی شخص اگر تجہہ سے کہے کہ مینے ہاتہی کو چوہے کے مانند اوٹہا کر
پہینکدیا ہے تو تجہے اوسکے قول سے نہایت حیرت ہوگی اور اوسکو تو جہوٹا قرار
دیگا اور جب وہ یہہ تبلادے کہ مینے یہہ کام آلۂ جرثقیل سے لیا ہے تو تو اوسکو
بلا رد و قدح فوراً باور کریگا اسلئے کہ اگر تو نے دیکہا بہی نہین ہے تو سنا ضرور ہوگا
کہ ایسا ہونا محال عقلی نہین ہے ۔

پس ایسا ہی اولیاء اللہ بہی وجود خداوندی کے مقابلہ مین ہستی عالم
ودل سے اوٹہا دین تو کیا عجب ہے ۔

العزیز ۔ کیا حکم لگاتا ہے تو وہ وہ وہ کے لئے اور کیون نہین بخش

تصور کرتا تو اوسکے اندرونی محدود پانی کو شامل ہونیسے غلظت کے ہان جبکو
اسپر فتوے مل چکا ہے کہ کثرت پانی مین نجاست قلیلہ نجاست حکمی خفیف
کہلاتی - ایسا ہی اولیاؔ اللہ کے نزدیک بمقابلہ ذات باری غیور و محیط کے
دنیا بمنزلہ نجاست خفیف کے ہے اسلئے فیضان آب رحمت نامتناہی مین نجاست
دنیاوی کے وجود پر حکم خفیف لگاتے -
اور کیا یہہ بات تیرے عقل کی راہ سے دور نظر آتی ہے کہ حرارت
آفتاب سے چمڑے کی دباغت ہوجاتی ہے -
جب آفتاب مین یہ قوت ہے کہ چمڑے مین نجاست شرعی باقی نہین
رکھتا تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ وجود خداوند حقیقی کا سامنا ہوا اور نجاست
دنیا دور نہو - (الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب) اسلئے وجود دنیا سے
اولیا اللہ قطع نظر کرکے جو کچھہ کہ وہ کہتے ہین وہی صحیح ہے -
اور کیا تو اس آیت شریف کا معتقد نہین ہے کہ فرمایا رب العزت
نے (هو الظاهر والباطن) پس جان تو ای طالب ہو کی ضمیر راجع
ہے ذات کے طرف - شاید تو اس ضمیر کو ذات کیطرف اسلئے نہین لیجائیگا
کہ او سبحانہ تعالے مکان و زمان سے منزہ ہے - پس تاویل کی راہ سے قدرت
اور آثار کا معنی لیگا - حالانکہ وہ بالذات ظاہر ہے - تب بھی تو اعتقاد شیعہ
سے یہ ثابت ہے کہ او تعالے شانہ جیسا زمان و مکان سے منزہ ہے
اوسکے صفات بھی منزہ ہین تو پھر تیری تاویل بھی تو صحیح نہین ٹھیری بلکہ کیون
انکار کرتا ہے تو ایک سیدھی بات سے کیا تو نے اون ظروف کی حقیقت کو نہین

دیکھا جو جام و صراحی و سبو کوزہ و کاسہ وغیرہ مین بشکل گوناگون متمثل و متمیز محسوس ہے۔ پس ہم سوال کرینگے تجہہ سے کہ کیا ہے حقیقت سبو و سبو چہ خم و خمخانہ ہا کی۔ تو بالیقین ملفاً تو یہی کہیگا کہ سب کے سب مٹی ہی مٹی ہین اور یہہ تیرا قول نہ تو حالت استغراق سے ہے اور نہ حالت تسکر سے اور نہ تو نے کوئی اصطلاح بیان کی ہے اور نہ تو تاویلات و تسویلات کے درپے ہوا ہے۔ پس جان تو ایطالب اولیا اللہ کے نزدیک ہو الظاہر اقتضار تشبیہ اور ہو الباطن اقتضائے تنزیہ ہے۔ اور یہی کہراز گہرا جو کچہہ ہی وہ دیکہتے ہین اوسی وحدۃ الوجود کو دیکہتے اور کہتے بھی وہی ہین جو وہ دیکہتے ہین اور یہہ معاملہ صحیح ہے۔ نہ کشفی وغیرہ۔

فصل نوزدہم

مسئلہ وحدۃ الوجود کے معارف اور معنی اولیا اللہ کے پاس وہ نہین ہین جنکو عوام نے اپنی غلط فہمی سے ذہنون مین جمالیا ہے۔ کسی صوفی کے ہی کلام سے کوئی اسبات کو ثابت نکریگا کہ اون بزرگان دین نے عالم کو اللہ کہا ہے۔ یہہ امر نادانی سے خالی نہین جو لوگ اپنے زعم مین اونپر بیجا حملے کرتے ہین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اوس سے بڑہکر بھی کوئی جاہل ہوسکتا ہے جسکو اشیاء عالم کی بھی تمیز نہو۔ بچے سے بچہ بھی لکڑی کو لکڑی پتہر کو پتہری کہیگا۔ یہہ تو نہو گا کہ پتہر لکڑی اور لکڑی پتہر ہے۔ منازل تب اشیاء عالم مین جب ایک بچہ بھی ایسی فاش غلطی جایز نہین رکہہ سکتا تو چہ جائے کہ اولیا اللہ اہل دل ہون اور اونکو اتنا بھی امتیاز نہو۔ مقدمہ کتاب مین ہم یہہ کہہ آئے

ہین کہ حقیقت اشیار کا جاننا یہہ کام اولیا راللہ ہی کا ہے اونکے علوم اور معلومات تک عامی تو عامی بڑے بڑے حکما بہی سپنے نہین لیگئے۔ اے میرے پیارے دوست بلحاظ تقدم زمانی بہی ہر طرح سے اونکو فضیلت حاصل ہے۔ بزرگون کی بزرگی کرنا گویا تخم سعادت کو بونا ہے۔ **بیت**۔

بزرگان نخوانند اہل خرد ✦ کہ نام بزرگان بزشتی برد

نافہمی کی راہ سے اون کو برا کہکر شقاوت کا ثمرہ حاصل نکر۔ حکما کی جن باتون پر تو فریفتہ ہوا ہے۔ یہہ یاد رکہہ کہ اونکی ظاہری تعلیم نے تیرے خدشات کو ایک لق ودق پر وحشت صحرا مین پہونچا دیا ہے۔ جسکو اونہون نے دریا تبلایا ہے در اصل وہ سراب ہی سراب ہے۔ جو دریا کے لہرون کے مانند تیری نظر مین متمثل ہو رہا ہے۔ اگرچہ کہ وہ ایک دہوکہ کی ٹٹی ہے مگر چونکہ تجہے چشم بصیرت نہین ظاہر پر تیرے دل نے مان لیا ہے کہ مبصرون کا قول ہے۔ یہہ تیرا خیال محض غلط ہے۔ در اصل وہ مبصر نہین ہین بلکہ جو کچہہ کہ علم اونکی قسمت مین ملا ہے اگر وہ دیندار ہین تو قرآن عظیم کا صدقہ ہے اور اگر بے دین ہین تو وہ صرف ایک تجربہ ہی تجربہ ہے۔ جو ظہور حوادثات کے بعد ایک بات کو وہ قرار دے لئے ہین۔ یہہ کچہہ اونکے ذہانت کی دلیل نہین ہے۔ انہون نے فلک الافلاک یعنی فلک نہم کی حرکت جو مشرق سے مغرب کو ہوتی ہے۔ اور اپنی حرکت کے ساتہہ ساتہہ دیگر جمیع افلاک کو حرکت دیتا ہے اور اوسپر کسی ستارہ کا نہونا۔ اور دوسرے افلاکو نکا مغرب سے مشرق کے جانب حرکت کرنا۔ اور فلک البروج کا چہتیس ہزار سالہ دورہ جو بیان کیا ہے وہ صرف دقیق نظری رصدی سے معلوم کیا ہے جسکی

صداقت پر ہنوز احتمال ہی احتمال ہے۔ علیٰ ہذا عقل فعال سے عناصر و نکا پیدا ہونا اور اونکا
مکان قسمت اور کیفیات یا ور طبقات۔ اور لازمہ عناصر۔ اور شکل افلاک و عناصر اور
استادگی زمین۔ اور حقیقت جسم۔ جسم بسیط اور جسم مرکب اور استحالت عناصر اور اوسکے
پیدا ہونیکا سبب۔ اور ہیولے اور مادہ۔ امر معنوی۔ اور صورت نوعیہ۔ اور پیدا ہونا بخار
و دخان کا۔ اور ہوا۔ اور ابر۔ بارش۔ برف۔ مگر کہ یعنے بخار جب ہوا پر ہوتا ہے۔ ہزم یعنے
ژالہ و شبنم۔ رعد۔ برق۔ صاعقہ۔ حدوث کواکب منقضہ۔ شہب و شہاب ثاقب
و کواکب و ذوات الذوایب۔ اور علامات حمرہ۔ یعنے سرخی جو آسمان مین پیدا ہوتی
ہے و ہوات و کوات یعنے علامات غلیظہ جو ہوا کے اطراف مین سپید و سیاہ رنگ سے نمودار
ہوتے ہین شمسیات و حدوث نیازک جو آفتاب کے جانب چپ و
راست بمقدار نیزہ برنگ سرخ دکھائی دیتا ہے۔ اور قوس قزح۔ و ہالہ۔ اور زلزلہ اور
زمین سے آواز اور ہوا اور آگ کا نکلنا۔ اور کلیات اقسام مرکبات۔ معدن۔ نبات۔
حیوان۔ یعنے موالید ثلاثہ اور ہر نبات کو کس کواکب و سیارہ سے تعلق ہے۔
اور حیوان کو کس کواکب سے۔ عقل کل اور نفس کل۔ صورت نوعیہ۔ و قوت
و طبیعت۔ و طبع۔ روح نفس ناطقہ و نفس قدسی اور پیدا ہونا فرزند کا مان باپ سے
اور فرزند کا رحم مین قرار پانا۔ اور حالات نطفہ اور اسمائے حالات شش گانہ
نطفہ۔ اور ہیئت جنین۔ اور رغشہ۔ اور پردہ ہائے محیط جنین وغیرہ۔ یہہ ہر ایک
ایک فن ہے پس اس سے یہہ معلوم ہوا کہ یہ ایک ایسا بسیط علم ہے کہ ہر انسان
اون سب پر حاوی ہوتا ایک مشکل امر ہے اور یہہ کل علوم اکتسابی ہین۔ اور اولیا اللہ
کے پاس یہہ سب علوم بمنزلہ حضوری کے ہو جاتے ہین۔ کیونکہ پورے محقق وہی

لوگ ہین۔ اسلئے کہ وہ اسکو جانتے ہین کہ علم طب اور مرض اور اوسکے اسباب و علامات اور شفا کے اسباب یہہ سب اللہ ہی کے جانب سے ہین جیساکہ حق تعالی ابراہیم علیہ السلام کی حکایت کرتا ہے (وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ) یعنے جب مین بیمار ہوتا ہون تو وہی حق تعالے شفا بخشتا ہے۔ اور اسیطرح آفتاب و مہتاب کے سیر و دور کا اندازہ اور اونکے منازل کا حساب اور رات دن کی پیدایش اور خسوف وغیرہ یہہ سب افعال الٰہی ہین۔ جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے (اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ)۔ اور فرمایا۔ (وَقَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ) اور فرمایا (وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ) اور فرمایا (وَخَسَفَ الْقَمَرُ) اور کہین فرمایا (يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ) اور پھر فرمایا (ذَالِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ) اور فرمایا (يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ) اور فرمایا (فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي) الغرض افعال الٰہی کا بہت وسیع دریا ہے۔ جیساکہ فرمایا رب العزت نے (لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي) یعنے افعال الٰہی کا حساب لکھنے کے لئے دریا سیاہی بنے تو افعال الٰہی تمام ہونگے آگے دریا سر جاویگی۔ اور وہ یہہ بھی جانتے ہین کہ اوتعالی شانہ کسطرح عقل کل کو ظاہر فرمایا۔ اور عقل کل کیا ہے۔ یعنے وہی مبدا ہر مکنونات کو اپنے ذاتی اقتضا سے امر کن جس سے عبارت ہے۔ عین اپنے کو ظہور خارجی دکھلایا۔ کیونکہ موجود حقیقی بجز اوسکے اور کون ہے۔ جان تو ایطالب

یہین سے ہے مسئلہ وحدۃ الوجود اصطلاح صوفیہ مین تعینات کے مراتب جو ملحوظ رکہے گئے ہین اونسے خبردار نہوکر بزرگان دین پر ناحق کا الزام دینا اس سے بڑہکر کوئی حماقت نہین ہے افسوس ہے تیرے حال پر اے ظاہری لفظ پڑہنے والے کیا سمجہا ہے تو قرآن عظیم کو جو فرمایا حق تعالے نے (وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ) یعنے ہر ایک چیز اللہ تعالی کے حمد مین تسبیح کر رہی ہے۔ سچ کہنا کہ کنکر پتہر کی تسبیح کا تجہے کیا علم ہے۔ اور فرمایا (قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ) یعنے جب وہ پروردگار آسمان و زمین کو طلب فرمایا تو کہنے لگے کہ الٰہی آئے ہم فرمانبردار۔ بس جبتک سمجہے زمین و آسمان کی حیات اور اونکی زبان کیسی ہے معلوم نہو ان آیتونکی معنی اور اصل مفہوم کو کیا پہونچیگا۔ اے عزیز تجہے اسکا تو عقیدہ ہے کہ خواب صادق ہی نبوت کے چیالیسوین حصہ مین سے ایک حصہ ہے تو اب اسپر غور کر کہ وہ شخص جسنے خواب مین دیکہا کہ اوسکے ہاتہ مین انگشتری ہے جس سے مرد اور عورت کی شرمگاہون پر مہر کرتا ہے خواجہ ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے یہہ تعبیر کی کہ تو موذن ہے رمضان شریف کے مہینے مین صبح کے آگے اذان کہتا ہے تو تیری آواز سے مرد عورت ہمبستری سے جدا ہو جاتے ہین اور لوگ کہانے پینے سے ہاتہ کہینچ لیتے ہین۔ اور ایک شخص نے دیکہا کہ زیتون مین روغن زیتون ڈالے جا رہا ہے اوسکی یہہ تعبیر فرمائی کہ تیرے علاقہ مین ایک لونڈی ہے اور وہ تیری مان ہے۔ قیدیون مین آئی تہی تونے خرید کرلیا اور اپنے علاقہ مین رکہا ہر دو نے ان تعبیرون کو باور کرلیا۔ ایک شخص نے دیکہا کہ خنزیر کے گلے مین موتیو نکا ہار ہے۔ گویا کسینے نااہل کو علم سکہلایا۔ اے میرے پیارے دوست اب ہمین تلاؤ کہ ظاہری الفاظ معنون سے

انکو کیا علاقہ ہے۔ ایساہی مسئلہ وحدۃ الوجود مین بھی اسرارات ہین جنکو ظاہر سے کچھہ نسبت نھین ہے۔ اور اسکا ہرگز خیال نکرکہ بزرگان دین کے کلام سے شرک کی بو آتی ہے۔ تکلف محض اور مجرد رسم جو مطلب سے خالی ہو ارباب بصیرت کے نزدیک معیوب ہے۔ بلکہ استعارات سے کوئی ایسا کلمہ نھین جس مین رمز و نکات اور ایسے مخفی معنون کے طرف اشارہ نہو کیونکہ عالم شہادت مین جو چیز کہ موجود ہے وہ عالم روحانی کی مثال ہے اون بزرگان دین سے شرک تو ایک بہت بڑی بات ہے جو بڑی گمراہی اور ضلالت ہے بدعت بھی ہونا اونکی شان سے بعید ہے جیساکہ مولانا شاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی نے کہا ہے۔ کہ سنت کی تہوڑی سی بھی پیروی کرنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے اور وہ یہہ بھی فرماتے ہین کہ کوئی شخص پاخانہ جانے اور استنجا کرنے مین اداب سنت کا لحاظ رکھتا ہو بہتر ہے اوسکے لئے جو مدرسے اور مسافرخانے بنائے۔ پس اے عزیز اولیا رکرام کے علوم غامضہ کا راز بہت گہرا ہے۔ بجا تو اونکے ظاہر الفاظ پر اور بجا اپنی زبان کو بُرا کہنے سے اونکے حق مین۔ اور مانگ تو دعا رب العزت سے نیکی کی اور چھوڑ دے تو اون کو اون کے حال پر۔

فصل ہفتم

یہہ یاد رکھہ کہ مشیت ایزدی اسی امر کو چاہتی تھی کہ اپنے اسما اور صفات کا جلوہ ہو۔ تو اوس حکیم علی الاطلاق نے حکمت بالغہ سے عالم کو پردۂ عدم سے مشہود کیا وہ محض اشکال ہی اشکال ہین جو ایک صورت نوعیہ سے آپس مین

متمیز ہوتے ہین۔ انکے اقسام سے اس جگہہ بحث کرنا محض طوالت ہی اسلیئے عالم مین سے ہم اوس جزو کا انتخاب کرتے ہین جو بلحاظ جامعیت کے افضل مخلوق اور کلیہ کا حکم رکہتا ہے جسکی مجرد ایک ذات مین کتاب عالم کا ہر ہر صفحہ شیرازہ سے باہر نہو۔ چونکہ خداوند کریم خود حاکم الحاکمین ہے۔ بنوناً عالم مین ایک خلیفہ کرنا چاہا تو ممکنات مین سے ایک ایسی کا انتخاب کیا جو اوسکی استعداد اور قابلیت رکھتا تھا۔ یا یہہ کہ مشیت ہی نے اوسکو ازل سے اس قابل کر دیا تھا پس اوسکو خلعت خلافت عطا فرماکر کل کائنات پر حکمران فرمایا۔ اگرچہ کہ خلیفہ مثل پادشاہ حقیقی کے نہین ہوتا تاہم آثار واحکام شاہی کا اوسمین پایجانا لازمی ہے۔ اسلیئے (ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ہم فی البر والبحر) اپنے خزانہ لازوال سے اون نعمات کو بھی بخشا جس سے وہ سارے عالم مین ممتاز ہوا۔ اور یہہ قاعدہ ہے کہ پادشاہ کے عطا کی یہہ غایت نہین ہوتی کہ خود معزول ہو اور نایب یا منیب اوسکا تخت نشین بن بیٹھے بلکہ جو کچھہ سرفراز کرتا ہے وہ اوسکے حق مین ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے سعلی کہلاتا ہے۔ ایعزیز ہمارے اوپر کے بیان سے تجھے یہ تو معلوم ہی کرا دیا ہوگا کہ خلیفہ کون ہے۔ پس جان تو ایطالب خلقت انسانی اشرف مخلوق اسلیئے ہے کہ چند در چند صفات اوسمین مندرج ہین اور وہ صفات بھی ہین عطیات شاہی جو بارگاہ لاابالی سے ثبوت واستحکام خلافت کے لئے عطا ہوئے ہین۔ مگر ہماری غلط فہمیون نے اون عطا شدہ نعمتون کو اپنی ذاتی املاک تصور کر بیٹھے۔ حالانکہ یہہ عقل کا کام نہین۔ تہوڑی سی عقل والا بھی یہ جانتا ہے کہ رب العزت نے (کنت کنزاً مخفیاً) سے عالم پر باب نزل وبخشش تو کہولا۔ مگر اوسمین ایسی

پیاری نزاکت اور امتیاز رکھا جس سے معطی اور معطی الیہ صاف معلوم ہو جاتا ہے
کیا تو یہ نہین جانتا کہ دنیا کے بازارون مین معطی کی عطا کردہ متاع کو اگر کوئی معطی کے
جانب منسوب نکرے تو اوسکو ناشکر اور ظالم اور احسان فراموش کہا کرتے ہین جیسے
کسی کے کئی غلام ہون اور اون مین سے ایک کو اپنے کارخانہ کا کام دیا ہو اور
لوگ اوس سے یہہ کہین کہ جب ملک اور املاک پر تیرا قبضہ ہے تو تو بجاے خود
مختار ہے۔ اور وہ یہہ کہے کہ مین بھی آقا کا ہون اور یہ مال و منال بھی آقا کا ہے
اور میرا جو کچھہ تصرف ہے یہہ محض میرے آقا کی عنایت ہے تو ایسا شخص البتہ
شکر گذار غلام کہلائیگا۔ اور مالک کے پاس دن دونی رات چوگنی قدر و منزلت پائیگا
اور اوسکے خلاف پر کفران نعمت کا پورا سارا الزام عاید ہوگا۔ پس صوفیہ کرام کا حال
بھی مشابہ اوسی غلام وفادار کے ہے کہ ہمیشہ اور ہر دم اور ہر لحظہ اپنے مالک حقیقی کو
پیش نظر رکھتے ہین اور جو کچھہ اوسکی جناب سے اونکو عطا ہوا ہے اوسکو اوسی
وحدہ لاشریک لہ کے جانب منسوب کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ یہ اوسکا اثر ہے مثلاً
اگر قدرت ہے تو کہتے ہین کہ اوسکی ہے (یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ) ارادہ ہے
تو اوسکا ہے (وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ) اور اگر علم ہے تو اوسکا
ہے (قَدْ جَاءَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا) اور اگر حیات ہے تو اوسکی ہے
(اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ) اگر سمع و بصر کلام ہے تو اوسیکو ہے
(وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ) قال اللہ تعالیٰ (اَنْطَقَنَا
اللّٰہُ الَّذِیْ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ) ایطالب ذرا غور تو کر اور انعطاف کو ماننہ
سے نہ دے سلب صفات کے بعد سالک کے پاس بجز جلوۂ حق (تو را استمی اَتَ

وَالْاَرْضِ) کے اور رہتا ہی کیا ہے کیونکہ اوس شان ہمتائی کا قرب و وصال (نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ) ممکنات کے ہر ہر ذرے ذرے مین روح سے بھی زیادہ ساری وجاری ہے۔

یہہ یاد رہے کہ امواج جذب اور کشش رحمانی سے سالک کا استقلال جب اس حد تک پہونچ جاتا ہے تو معاملہ ہی برعکس ہوجاتا ہے جیسا کہ کلام ہدایت التیام سے مترشح ہے۔ (حدیث قدسی) کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا) اور روایت دیگر سے یہہ بھی ثابت ہے کہ (وَلِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِهٖ) خبردار تعجب نکرکہ یہ اشارات اور کنایات ہین نہایت باریک اور نازک کیا تو یہہ نہین دیکھتا کہ ہر شخص کی بصارت کیا ہے۔ سیاہی اور سپیدی۔ سواد اور بیاض بطور خود بینا نہین ہوسکتے تا وقتیکہ نور کا اثر نہو۔ باوجود اسکے کہ نور آنکھہ کے ہر ہر جز مین موجود ہے اگر آنکھہ کے ریزے ریزے کرکے دیکھا جاوے تو کچھہ بھی پتا نہ چلے۔ بجز سواد و بیاض کے شاید کچھہ بھی نہ دکھیگا۔ ہان یہہ اور بات ہے کہ کوئی شمع کی روشنی سے کام تولے اور کہے کہ یہہ میرا ہی نور ہے تو اس لغو دعوے کا کوئی جواب ہی نہوگا۔ کیونکہ یہہ نہایت کھلی بات ہے کہ شمع معطی ہے اور روشنی اوسکی عطا ہے۔ اور کام لینے والا معطی الیہ ہے۔ توپھر روشنی اوسکی ذاتی کہان سے آئی

ہان کہین دھوکہ نکھانا۔ ہمنے یہہ جو کچھہ بیان کیا ہے وہ صرف مثالین ہی مثالین ہین۔ جو اضافات ظاہری کے لئے سد بیان ضین۔ اثبات مسئلہ وحدۃ الوجود اور

معرفت حق کا راستہ ہی جدا ہے۔

العزیز۔ جہاں بجہانا چاہتے ہین اللہ کے نور کو اپنی عقل کے موہون سے اور وہ ہرگز اسیر نفین قاد کیے گئے ہین۔ پس اگر بجہے شوق تحقیق دامن گیر ہے تو (الکسعی منی والاتمام من اللہ) قدم ارادت کو مضبوط جما خدا تیرا شوق پورا کریگا آمین یارب العالمین)

فصل بست و یکم

موجودات تو اجزار متوسط کے لحاظ سے من وجہ عام اور من وجہ خاص موجود جنس الاجناس ہین۔ اس اجمال کی تفصیل سے پہلے اس قاعدہ کو تبلانا ضرور ہے تاکہ سمجہنے مین آسانی ہو اور وہ یہ ہے کہ جو ماہیات جزو عام مین داخل ہوسکتی ہین وہی افراد نوع واحد کہلاتی ہین۔ اور کبہی ایک ماہیت کی جزر عام مین جسقدر انواع داخل ہونگے وہ جنس واحد کہلائینگے۔ اور فصل اوسکو کہینگے کہ اجناس اور انواع افراد مین جز مخصص سے جو کچہہ مابہ الامتیاز رکہتا ہو۔ اس امر کے معلوم کرنیکے بعد تو خود بہی یہہ کہیگا کہ جواہر کو اعراض سے مجرد کرنیکے بعد کیا رہیگا نیز اذہن خود اس امر کی گواہی دیگا کہ تشخصات ظاہری سے ہر افراد کو مجرد کرنیکے بعد ہی اوسکی ماہیت کا مفہوم ہوگا۔ اس اجمال کی وضاحت کے لئے بجہے اگر امثال کی ضرورت ہے تو العزیز از جان اسبات کو جان کہ موجود سے عام تر اور انسان سے خاص تر کوئی عالم موجودات مین نفین ہی چونکہ موجود سے اوپر کوئی جنس نفین ہے اور انسان سے نیچے کوی نوع الانواع نفین ہے تو تمامی حیوانات اور نباتات بلا تشخصات و تعینات ظاہری لفظ حیوان

(از فیض الموجد)

مفہوم مین داخل ہین - اور یہہ ایک ایسی تشنہ حالت ہے کہ خالی الذہن تو خیر بڑا فہیم بھی
عاجز اور نتیجہ مین حیران رہیگا - اسلیئے کہ اگر ہر شئے کی ماہیت مین تعمیم اور تخصیص نہوتی تو
مابہ الامتیاز کچہہ بھی نہ رہتا - فرض کرو کہ اگر انسان کی ماہیت مین دو جز نہوتے تو کیا
تمیز کیا جاتا - اور وہ دو جز کیا ہین - یعنے ایک حیوان اور دوسرے عاقل تو اب
معلوم ہوا کہ حیوان جز عام ہے اور عاقل جز مخصص ہے - یعنے حیوان کی تعمیم کو عاقل
کی قید بالکل باقی نہین رکھی - موجودات کی تعمیم سے انسان مین نہایت تخصیص ہوئی
پس ہمارے اوپر کے بیان کا ماحصل جو کچہہ نتیجہ نکلتا ہے - وہ بجز اسکے اور کیا ہے
کہ عالم موجودات مین آپس کی مناسبتین اسطرح ہین کہ بالیقین یہہ معلوم ہو جاتا ہے
کہ یہہ سبکے سب واحد کی اصل ہین - اور یہہ اسپنے موقع پر طے ہو لیا ہے کہ یہہ
سب اپنے وجود کے لئے غیر کے محتاج ہین پس جو اپنے وجود کے لئے معطی کے
طرف محتاج ہے پہر اوسکا وجود کہان رہا -

عالم شہادت مین جو موجودات مانے جاتے ہین یہہ صرف
تشخصات اور تعینات ھی ہین نہ کہ وجود - اب رہی یہہ بات کہ تعینات اور
تشخصات کیا ہین تو یہہ جان لے کہ یہہ اوسی معطی کی عطا ہین - اور یہہ قاعدہ ہے
کہ ہر عطا رجوع ہوتی ہے اپنے عطا کنندہ کے جانب - خواہ صفتاً ہو یا ذاتاً تو
اب یہہ صاف ہو گیا کہ جو کچہہ بھی ہے حقیقت یہی تبلاتی ہے کہ وہی وحدۃ الوجود
ہے - اور بلحاظ مراتب یہہ سب اصل واحد کی فرعات ہین -

اور ادراک باری مین عقل اوس گہوڑے کے مانند معذور ہے کہ جسکے
ٹاپ نیچے لنگڑے ہون - پس عقلی معلومات کو اپنی حد معینہ ہی تک رکہنا عقل کا کام ہے

فصل بست دویم
مشتمل بر پنج جزو

العزیز۔ معترضین کا ایک بہت بڑا اعتراض ہے۔ جسکو بڑے دعوے سے بیان کرتے
ہین۔ تو اون کے اس بے بنیاد اعتراض سے پریشان ہنو طبیعت کو سکون بخشے۔
استقلال کی باگ کو ہاتہ سے ندے۔ اون کے سوال پر ذرا غور کرنے سے تجھے
خود یقین ہو جائیگا کہ جو اعتراض مخالفین کرتے ہین حقیقت مین لغو محض ہے۔

جزو اول ۔ معترضین یہہ کہتے ہین کہ۔ جب عالم کوئی شئے نہین۔ اور اوس کا
کوئی وجود نہین۔ اور محض اعتباری موہوم اور متخیل ہے تو ہم اور تم اور آپسکی
مکالمت۔ اور مناکحت۔ توالد۔ تناسل۔ مان۔ باپ سمرد۔ عورت۔ عزیز۔ قریب
دوست۔ احباب۔ دشمن۔ کشت وخون۔ جنگ و جدال۔ عبادت۔ بندگی
نزول کتب ہائے الٰہی۔ ورود انبیاء علیہ السلام۔ یہہ سب کوئی چیز نہین محض معطل
بیکار اور غلط ٹہرے۔ جب وجود عالم ہی نہین تو یہہ اوامر و نواہی کس پر۔ عذاب
ثواب۔ عقاب۔ وعدہ۔ وعید۔ یہہ سب باطل ٹہرے۔ وجود عالم تو ضروری ہے
اور اوسکا پیدا کرنیوالا خالق حقیقی ہے۔ جب علت ہی موجود ہنو تو معلول کو کون
جانتا ہے۔ اور یہہ کل کارخانہ جات عالم نظر کو بدیہی ہمکو اور تمکو جو نظر آرہے ہین کیا
یہہ محض خیالی ہین۔ خداوند عالم کے فعل کو عبث تصور کرنا نہایت ظلم اور صریح ناانصافی
ہے۔ حیرت اور افسوس ہے انکی عقلوں پر باوجود بے شمار اشیا اور صور مختلف
دیکہنے کے انکار کرتے ہین کسی عقلمند کا کام نہین جو ایسا عقیدہ رکہے۔ بہائیجان ہمارا

سُنکر تجھے یہ شبہہ ناشی ہوا ہوگا کہ ابتک جو کچھہ بیان ہوا محض تاویل ہی تاویل ہے ۔
امر بدیہی سے دیدہ و دانستہ گریز کر کے من مانے باتین جمائی گیین ۔ حاشا و کلا ایسا
خیال مت کر اور ذرا بھی شبہہ کو اپنے سینہ مین جگہہ ندے ۔ کیونکہ بزرگان دین کا
مسلک کبھی بے بنیاد اور بے اصل نہین ہوتا ۔ جو کچھہ کہ اونہون نے فرمایا دیدہ ہے
نہ کہ شنیدہ ۔ تو جو نہین سمجھا یہہ تیرے سمجھہ کی غلطی ہے ۔ اصل بات اگر پوچھتا ہے
تو یہہ ہے کہ سوال کرنیوالون کا اتنا استعداد اور حوصلہ نہین جو اوس علوم غامضہ اور
بھیدون کے جاننے کے لایق ہون ۔ آثار رحمت الٰہی سے آنکہہ بند کر لئے ہین ۔
صنعت الٰہی کے اسرار کی معرفت کے میدان مین وہم و خیال کے گھوڑے
دوڑاتے ہین جبکہ وہ اسرار اور کشف کے لایق نہین ہین تو اونکو یہی چاہیے
کہ شاعرون کے اشعار جیسے دیوان متنبی اور نحو کے مسئلہ جو سیبویہ نے لکھا ہے
اور نوادر طلاق جو ابن حداد کے فروع مین اور علم کلام مین مجادلے کے جو حیلے
ہین ایسے ہی کتابون مین مشغول رہنا بہتر ہے ۔ کیونکہ وہ اسیکی لایق ہین اور وہی
اونہین سزاوار ہے ۔ ہمارا بیان بھی اونکو کچھہ فایدہ ندیگا ۔ کیونکہ جب خدا کسی کو
بہکاتا ہے تو اوسکو راہ پر کون لگائے (ومایفتح اللہ للناس من رحمتہ فلا
ممسک لہ ومن یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ) یعنی خدائے تعالیٰ
جب کسی کو کچھہ کہولنا چاہے کوئی اوسکو پکڑ رکھہ نہین سکتا اور جس کے حق مین پکڑ رکھنا
چاہے اوسکو کوئی کہول اور چھوڑ سکتا نہین جس علم کے جو اہل ہین حق تعالیٰ وہ اونکو
دیتا ہے ۔ اور جو نااہل ہین اونکو اوس سے بے نصیب رکھتا ہے اور محجوب کرتا ہے
اب ہم سوال کے جواب کے جانب مخاطب ہوتے ہین ذرا کان دہر کر سُن اور اپنے

شبہ کو دور کر۔ الغرض۔ یہہ تو تجھے معلوم ہی ہو چکا ہوگا۔ کہ مسئلہ وجود مین نزی توحید
ہی توحید کا بیان ہے۔ یہہ یاد رہے کہ اس مسئلہ مین تخلیق عالم سے نہ بحث کیگئی ہی
اور نہ اوسکی تفہیم کرائی گئی ہے۔ جب اس مسئلہ خاص مین تخلیق عالم سے بحث نہین ہے
تو معترضین کا اعتراض بھی بجا نہین ہے۔ کوئی واعظ کلمہ طیبہ کے حصۂ اول۔
(لا الہ الا اللہ) کو جس مین نزی توحید ہی توحید ہے بیان کر رہا ہو اور اثنائے
بیان مین کوئی معترض یہہ کہے کہ کلمہ طیبہ کے حصہ دوم یعنے (محمد الرسول اللہ)
سے اس عالم کو انکار ہے تو ہر شخص اوسکو یہی جواب دیگا کہ اے نادان اسوقت
تو توحید کا بیان ہو رہا ہے۔ خداوند کریم کی۔ وحدت اور قیومیت۔ قدرت۔
اور عظمت۔ جبروت۔ وجلال وغیرہ کا بیان رہیگا کہ خداوند تعالے وتقدس کے
کوئی ہم مثل نہین۔ اوسکا کوئی ثانی اور مددگار نہین۔ وہ اپنے آپ قدرت بالغہ
مین یکتا وحدہ لاشریک لہ ہے۔ جسم وعوارض جسمی۔ عیب ونقصانات سے پاک
اور منزہ ہے اوسپر سمیع ہے بصیر بھی ہے۔ کلیم۔ اور علیم بھی ہے۔ قدیم بھی
ہے۔ ازل سے ہے۔ ابد تک رہیگا۔ اوسکی بے زوال سلطنت مین کسی نوع سے
گھٹاو نہین۔ وہ ایسا مالک الملک ہے کہ اپنی سلطنت مین جسطرح چاہتا ہے تصرف
کرتا ہے اوسپر کسیکا دباؤ نہین۔ وہ لاپروا اور مستغنی ہے۔ غیر کا وہان کوئی دخل
نہین پس جو کچھہ بیان ہوگا اوسیکے تمام صفات ذاتیہ وکمالیہ ہی کا ذکر رہے گا۔
اور یہہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جہان جس امر کا ذکر ہوتا ہے تا وقتیکہ وہ پوری طرح
پر اتمام کو نہ پہونچے دوسرا ذکر درمیان مین نہین لاتے۔ اور فصحا ہرگز اپنی تقریر کو
خلط ملط کر کے اولجھن نہین ڈالتے۔ جب یہہ قاعدہ صحیح اور قابل اعتراض نہین ہے

اور تمام عقلا اس قاعدہ کو مرعی رکھتے ہین تو کیا معنی کہ توحید کے ذکر کرنیوالے پر
ناحق اتہام لگایا جاوے کہ وہ رسالت کا منکر ہے۔ اسلیئے کہ نبوت اور رسالت کے
بیان کو ترک کر دیا۔ انصاف دیکھا جاوے تو معترض کا اعتراض بالکل بے محل اور بے
موقع ہے ہان بعد حمد و ثنا کے نعت بیان کیجا سکتی ہے۔ حمد و ثنا کے بیان کرنے
سے نعت نبی کا اوسکو منکر سمجھنا محض جہل اور نادانی ہے۔ شاید اس مثال سے
تیری تشفی نہ ہوئی ہوگی تو ہم تیرے سلئے دوسری مثال تبلاتے ہین۔ فرض کرو کہ ایک
عالم مسائل حج اور اوسکے ارکان سمجھا رہا ہو اور اثنائے تفہیم مین کوئی یہہ کہے کہ اس
عالم کو تو آداب نکاح ہی یاد نہین پھر یہہ مولوی کیسا۔ ورنہ اوسکا بھی ذکر کرتا اے
نادان اب تو وہ مراسم حج تبلا رہا ہے۔ جب نکاح کے مسائل بیان کریگا تو اسوقت
اوسکے کل فضایل اور آداب اور نتایج نکاح اور اوسکے مراتب بیان کریگا۔ سوال از
آسمان جواب از ریسمان۔ من چہ میگویم تنبورہ چہ می سراید۔ مسئلہ وجود تو اثبات
توحید کر رہا ہے اور لوگ یہ کہتے ہین کہ عالم کا ذکر کیون نہین کیا جاتا۔ کوئی شخص
وضو کے باب مین مسائل زکواۃ ڈہونڈے تو اوسکو یہی کہا جائیگا کہ اے بیوقوف
باب الوضو مین تو وضو ہی کے فرایض اور سنن اور مستحبات و مکروہات وغیرہ کا
بیان رہیگا۔ یہان مسائل زکواۃ کیون ملنے چلے۔ زکواۃ کے مسائل کا باب ہی جدا
ہے۔ وہان اگر ڈہونڈیگا تو کل احکام زکواۃ تجہے معلوم ہو سکتے ہین۔ اور وہ شخص یہ
کہے کہ واہ۔ جب فقہ کی یہ کتاب ہے اور اسمین مسائل لکھے گئے ہین تو وضو کا
باب کیا اور زکواۃ کا باب کیا یہ ایک جگہہ اور وہ ایک جگہہ کتاب نہ ہوئی دل
لگی ہوئی۔ یہان دیکھو وہان دیکھو۔ وضو کے لئے خدا کا حکم ہے تو زکواۃ کا حکم

کیسکا ہے۔ یہہ بہی تو خدا ہی کا حکم ہے۔ ادہر دیکہنا ادہر دیکہنا یہہ تو ٹہیک نہین اور فقہ کے مدونون پر الزام لگائے کہ خدا کے احکامون کو ایک ہی جگہہ نہ بتلا کر علیحدہ علیحدہ کردیا۔ فقہون اور محدثون کی ترتیب کو کوئی پریشان سمجہیگا تو یہہ اوسکے سمجہہ کی غلطی ہے درصل وہ ترتیب آسانی کے لحاظ سے نہایت ہی عمدہ اور مفید ہے۔ پس ایسے جاہل کو سوائے پاگل کے اور کیا کہینگے۔ جواب جاہلان باشد خموشی۔ جو بات کہتا ہے بیموقع کہتا ہے۔ ایسے اجہل سے سکوت ہی افضل والنسب ہے۔

جزو ثانی۔ ایعزیز۔ جب تو یہہ سمجہہ گیا تواب تجہے خود یقین ہوگیا ہوگا کہ اعتراض مخالفین بیموقع اور بے محل ہے۔ کیونکہ معترض کے جتنے سوال ہین وہ سبکے سب متعلق بہ احکام ہین۔ اور مسئلہ وحدۃ الوجود تو متعلق بہ حقایق ہے افسوس تو اس بات کا ہے جب مدعی کے نزدیک علم احکام اور علم حقایق ایک ہی ٹہیری تو اوسکے جہل مرکب کا کیونکر جواب ہوگا۔ اور ایک بات ہم تجہکو بتلاتے ہین تاکہ تیرا شبہہ اور بہی صاف ہوجائے وہ یہہ ہے کہ سارا زمانہ اسپر متفق ہے کہ خداوند عزوجل جلشانہ جسم اور عوارض جسمی۔ عرض وجوہر وغیرہ وغیرہ سے پاک اور مبرا ہے۔ صوفیا وجود کا لفظ اوسکی ذات کے لئے کہتے ہین پہر یہہ کہان سے نکالا گیا اور یہہ کون کہتا ہے کہ صوفیہ عالم کو عالم نہین کہتے مراتب اشیاء کا لحاظ جتنا اونکو رہتا ہے اورون کے پاس وتنا نہین ہوتا۔ مصداق اسکے۔ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد + گر حفظ مراتب نکنی زندیقی + پس عالم کا تو اونہین ضرور اقرار ہے۔ مگر وجود عالم کا اقرار نہین کرتے مع اسلئے

کہ وجود کے تمام اوصاف کمالیہ جنکو ہم اوپر تبلا آئے ہین عالم کے لئے ثابت نہین
باوجود عدم اثبات وجود وجود کا لفظ عالم کے لئے استعمال کرنا خداوند تعالیٰ و تقدس
کی ذات مین مساوات کا لازم کرنا ہے جو صریح شرک جلی ہے۔ ذرا غور تو کر جب
وجود کے سارے صفات عالم مین بھی ثابت ہون تو پہر وہ خدا خدا کاہے کو
رہا صرف عالم ہی پر کیا موقوف ہے افراد عالم مین سے ہر شئے مفردہ یا مجردہ
یا مرکبہ سبہی مین وہ صفات ہون گے۔ اس سے (نعوذ باللہ من ذالک)
ہر افراد عالم خدا ٹھیرا۔ یا یہہ کہ کوئی خدا ہی نہین۔ یہہ بات تو قاعدے کے ہی
خلاف ہے کہ عالم کا عالم صفات کمالیہ سے مملو ہو۔ جب یہ بات یقینی طور پر
قابل تسلیم ہو جائیگی تو پھر اوسکو صفات کمالیہ ہی کون کہیگا۔

یہہ تو بدیہی بات ہے کہ عقل کی رہنمائی سے ایک دوسرے کو ہم تم تمیز کرلیتے
ہین کہ یہہ انسان ہے۔ زید نہین عمرو ہے۔ خالد کو زید یا ولید کو عمرو نہین کہینگے
علیٰ ہذا۔ جھاڑ پہاڑ۔ حیوانات۔ اور انسانات مین بھی عقل ہی کی تمیز تبلاتی ہے
ہر ایک کو اپنے مراتب پر رکہتے ہین۔ کیا تو یہہ نہین دیکھتا کہ جو صفات ایک مین
ہونگے تو دوسرے مین اوس سے کم یا زیادہ تو تیسرے مین اوس سے زیادہ تو
چوتھے مین اور بھی زیادہ ایسا ہی ایک سلسلہ ہے کہ چلا ہی چلا جائیگا۔ اور یہہ
کون نہین جانتا کہ ایک عامی کے صفات بالکل اسفل ہونگے تو اوس سے
اچھے صفات کسی قدر لکھہ پڑہ لینیوالے مین ہون گے۔ اور اوس سے زیادہ
عالم متبحر اور حکیم مین پائیجائینگے اور اوس سے زیادہ اولیا اللہ مین ہونگے اور
اوس سے بھی زیادہ عجیب و غریب عمدہ صفات نبی۔ اور مرسل اور پیغمبر مین

ہونگے۔ جو صفات انسان مین ہونگے۔ چرند۔ پرند۔ درند۔ حشرات الارض وغیرہ مین
نہونگے۔ معہذا نباتات وجمادات وغیرہ مین۔ صفات کا ایک لفظ بسیط ہے جسمی
مین صفات رزیلہ بھی داخل ہین۔ اور یہی صفات رزیلہ صفات فاضلہ کے امتیاز کا
آلہ ہے گو بعض صفات مشترکہ بعض مین پائی بھی جائین تو وہ کمال کی صفت مین
نہین سکتے جیسے یہہ کہا جاتا ہے کہ جو انسان ہے وہ حیوان ہے اور جو حیوان
ہے وہ جسم ہے۔ پس انسان جسم ہے۔ عالم مین چونکہ اوصاف جسمی مشترکہ ہین تو
اوس سے یہہ لازم نہین آتا کہ اوصاف کمالیہ بھی مشترکہ ہون۔

جزو ثالث۔ ایعزیز۔ تقریر بہت دور جاتی ہے مختصر یہہ کہ یہہ سلسلہ اگر ختم ہوگا
تو دور تسلسل لازم آئیگا اور یہہ محال ہے تو بالآخر یہہ سلسلہ کہین نہ کہین حد
منتہای تک پہونچنا لازمی ہے پس جہان یہہ سلسلہ ختم ہوگا وہان ایک ہی ذات کا
صفات کمالیہ سے مملو ہونا درکار ہے۔ اور ایسی ذات خداوند تعالٰے وتقدس
کی ہے۔ پس صوفیہ اوسی ذات واحد اور بیمثل کے لئے وجود کہتے ہین۔ مراتب
تعینات مین وہی حقایق جوہر مطبوعہ ہے اور وہی حقایق عرضیہ تابعیہ ہے۔ واجب
ذات وجود تشخصات وتعینات سے بالکل مجرد اور مطلق ہے۔ اور بحیثیت تشخصات
وتعینات کے تلبیس کے جو کچھہ کثرت نظر آتی ہے وہ خلق ہے۔ چونکہ عالم
جسم وجوہر عرض وغیرہ وغیرہ سے خالی نہین اور سارا عالم کا عالم عارضی ہے
اسلئے اوسکو وجود نہین کہتے مگر اوسکے جسم وغیرہ ہونیکے قائل ہین۔ اور اونکو
عالم کا اقرار کلی ہے۔ ہان اسمین جو راز ہے اوسکا مفہوم نامص ہے۔ جسکو
ہمنے اپنے موقع پر تبلایا بھی ہے۔ اور انشاءاللہ آیندہ بھی تبلاینگے۔ یہہ

یاد رہے کہ ظاہر حق عالم ہے اور باطن عالم حق ہے۔ اسلئے کہ حقیقت تو ایک ہی ہے
اوسکا ظہور و خفا اولیت و آخریت صرف اوسکے اعتبارات اور نسبتین ہین اور یہی امور
ہین جنکا انکشاف نہایت اور نہایت مشکل ہے۔ ہان اسکا ضرور خیال رہے کہ مرتبہ الوہیت
کو مراتب کونیہ شمار کرنا کفر ہے۔ اور مراتب کونیہ کو مرتبہ الوہیت پر اطلاق کفر کی
حد تک پہونچتا ہے پہلے اون امور پر واقف ہونا شرط ہے بعد سلوک کی منزل
مین بڑی احتیاط سے قدم دہرنا چاہیئے یہہ وہ نازک مقام ہے جو ذراسی لغزش مین
ایمان پر خیرباد پڑہکر سیدہی اوس راہ کو اختیار کرنا ہے جہان چین و آرام کو ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہے۔ وجود کی معنی جسم کی جو عوام کرتے ہین یہہ دراصل
مجازی ہین آگے چلکر جہان ہم وجود کی تعریف بتلائینگے وہان یہہ معلوم ہوجائیگا کہ اصلی
اور لغوی معنی وجود کی کیا ہین۔ شاید تجھکو اس سے بھی تشفی نہوئی ہو تو اب ہم تجھے
تخلیق عالم کی شمہ کیفیت بتلاتے ہین کہ عالم کو خداوند عالم کے ساتھ کیا نسبت ہے
اگر توحید ہی کے پیرایہ مین بتلائینگے۔ کیونکہ ہمنے اس کتاب مین صرف مسئلہ وجود یعنے
توحید ہی کا بیان کیا ہے تو ہم یہ نہین چاہتے کہ دوسرے بارکو بھی اسمین شریک
کرین تخلیق عالم کے مسائل اگر تجھے سمجھنا ہے تو بزرگان دین نے تنزلات ستہ کا
مسئلہ بیان فرمایا ہے اوسکو دیکھہ اور تشفی حاصل کر۔ العزیز۔ شروع سے ابتک
ہم یہی کہہ آرہے ہین کہ وجود صرف خداوند عزوجل ہی کے لئے ہے۔ ماسوا اسکے
وجود خداوند عالم کے اور کسیکا وجود نہین اور اسکا ہمکو یقین بھی ہے۔ اور عقیدہ بھی
ہمارا یہی ہے۔ پس اب اسبات کو جان کہ جہان وجود ہوگا وہان صفات کمالیہ کا ہونا
ضرور ہے۔ اگرچہ کہ کہین کثرت سے اوصاف پائے جاتے ہین۔ اور کہین قلیل

جیسے گرم پانی کی گرمی گو وہ آفتاب کی حرارت سے گرم ہو یا آگ کی وجہ سے
بہر صورت پانی سے علیحدہ ہونیکی صورت مین بھی پائیجاتی ہے۔ اگرچہ کہ وہ ہی عارضی
ہے تو کیا اوس گرمی کا خارج مین کوئی وجود پایا جاتا ہے تو تو ہی کہیگا کہ نہین۔ اور اگر مانا ہی
جاسئے تو ایک خیالی وجود مانا جائیگا۔ ایسا ہی وجود کے اوصاف بھی وجود سے
علیحدہ ہوکر پاسئے جاتے ہین جسکے لئے خارج مین کوئی وجود نہین۔ مگر خیال مین پس
محققونکا عالم کو موہوم اور متخیل کہنا اس صورت سے بہی صحیح ہو سکتا ہے۔

جزو الرابع ۔ العزیز۔ اسبات کو خوب یاد رکھ کہ مثال کبھی مثل نہین ہوتی مثال
اور ہی مثل اور ہے۔ تمثیلاً اگر کوئی بات بیان ہی کیجاوے تو تو اوسکو مثل ہی نہ سمجھ
لینا۔ کیونکہ رب العزت خود فرماتا ہے (ضرب الامثال للناس) اور یہہ
اسلئے ہم تجہے آگاہ کئے دیتے ہین کہ اگلے بزرگان دین نے اپنی تصنیفات مین جہان
کہین آسانی سے سمجھنے کے لئے تمثیلاً۔ حباب۔ ژالہ۔ قطرہ۔ دریا۔ وغیرہ کا ذکر
کیا ہے اوسکو عین مثل سمجھ بیٹھے ہین۔ ہان مشبہ بہ کا تشبیہات مجازی مین
افضل ہونا ضرور ہے مگر تشبیہات حقیقی مین ضرور نہین۔

اس سے زیادہ واضح طور پر ہم بتلاتے ہین تاکہ تیری سمجھ مین صاف آجائے
بہائیجان۔ عالم کو خداوند جلشانہ کے ساتھ ایسے نسبت ہے جیسے دہوپون کو
آفتاب کے ساتھ ہے طلوع آفتاب سے تمام عالم منور ہوجاتا ہے۔ اور
غروب کے بعد تاریک۔ ایسا ہی خداوند عالم کے ارادہ ایجاد سے تمام عالم موجود
ہوجاتا ہے اور ارادہ فنا سے معدوم۔ جیسے دہوپونکا مادہ نور آفتاب سے ہے
ایسا ہی مخلوقات کی ہستی کا مادہ خداوند عالم کا وجود ہے جو سارے عالم کو

جیسا ہی دہوپونکی روشنی کی اصل نور آفتاب ہی ایسا ہی مخلوقات کی ہستی اور وجود کی اصل خداوند عزوجل کا
وجود ہی دہوپونکی شکلین نور آفتاب کے طرف سے صادر ہوکر یا اون مین سے نکلکر نہین آئین جو اوسکی عطا اور اوسکا فیض
اور اوسکا وصف کہا جائے۔ بلکہ یون کہا جاتا ہی کہ آفتاب کے سبب سے پیدا ہوئی ہین آفتاب اگر طلوع نہوتا تو
یہہ شکلین پیدا نہوتین ایسا ہی حقایق مخلوقات جیسے اجسام یا ارواح مثل وجود خدا کی ذات
سے ظاہر ہوکر اور اوس سے نکلکر نہین آئین جو اونکو فیض خداوندی۔ یا عطائے خداوند
عالم اور حقیقت خداوند عالم یا جز خداوند عالم کہئے بلکہ خداوند عالم کی ذات کی بدولت
یہہ تمام حقایق پیدا ہوگئے ہین۔ اگر وہ ارادۂ ایجاد نکرتا تو یہہ کارخانہ پردۂ عدم سے
جلوۂ شہود مین نہ آتا۔ ایعزیز۔ دہوپون کے اشکال مختلفہ۔ مربع۔ مثلث۔ منحرف
دایرہ۔ مستطیل وغیرہ قطعات صحن یا روشندانون کے عارض ہونے سے
نظر آتے ہین اور یہہ آفتاب ہی کی وجہہ سے ہین دراصل اشکال کے لئے کوئی
وجود نہین ایسا ہی مخلوقات کی ہستی اور اونکے وجود کی اصل خداوند عالم کا وجود ہی
اور یہہ اشکال مختلفہ جسکے وسیلہ سے ایک دوسرے مین تمیز ہوتی ہے موافق
علم خداوندی عارض ہوجاتے ہین۔ اسی لئے بزرگان دین نے عالم کو مظہر اور خداوند
عالم کو مظہر کیا ہے۔ عالم کے جو کچہہ اوصاف ہین وہ سارے مُظہر کے ہی اوصاف
ہین بلکہ جو کچہہ ہے وہ مظہر ہی ہے۔

جزو خامس۔ بزرگان دین نے یہہ کب کہا ہے کہ حق تعالے بمنزلہ کلی طبعی
ہے اور اشخاص ممکنات اوسکے افراد ہین (نعوذ باللہ منہا) یہ تو صریح کفر ہے۔
اونکے نزدیک عالم بمرتبہ وہم کے ہے جیسے آئینہ مین شخص کا عکس یا شعلہ جوالہ کا دایرہ۔
حقیقت مین عکس کا وجود ہے نہ دایرہ کا مگر عکس اور دایرہ ثبوت اور دلیل ہی شخص

اور شعلہ کی چونکہ خارج مین شخص اور شعلہ ہی ہے۔ منشار توہم کثرت یعنے عالم امکان
اوہی وجود حقیقی کو کہتے ہین۔ افسوس تو یہہ ہے کہ بغیر دیکھے بہالے بزرگونکی تصنیفات
کے ناحق اونپر طعن کیا جاتا ہے صوفیہ کرام نے عالم کو اگر باطل کہا ہی تو بظاہر کیا بیجا
کہا۔ اگرچہ یہاں اونکا مفہوم نہایت غامض ہے تاہم اون کے قول پر آیت کریمہ شاہد ہے۔
جیسا کہ فرمایا اللہ تعلے نے (ربنا ما خلقت ھذا باطلا) العزیز۔ شاید تو
یہہ کہیگا کہ اس آیت شریف کا معنی مفسرین کے خلاف ہے تو جان تو ایسا اب پہلے
ہم یہہ کہہ چکے ہین کہ مفسرین کا علم علم ظاہری ہے مانند پوست کے۔ اور محققین کا علم
بمنزلہ مغز کے ہے۔ اس آیت کریمہ کے معنے مفسرین کے تابع ہوکر بھی سمجھا جاتا ہے
تو تب بھی اونکا مطلب حاصل ہے۔ مفسرین اس آیت شریف کا اسطرح معنی کرتے
ہین کہ (اے پروردگار ہمارے نہین پیدا کیا تو نے یہہ بے فائدہ۔ یہہ بہی صحیح
اور درست ہے۔ خلق کا پیدا کرنا خداوند عالم کی قدرت بالغہ کا نمونہ ہے۔ پہر یہہ
باطل کیسے ہو سکتا ہے۔ اوسکا فعل کوئی عبث اور باطل نہین۔ العزیز۔ رب العزت
نے عالم کو مرتبہ وہم مین اپنے وجود کے استدلال کے لئے پیدا کیا ہے۔
بہائیجان یہہ راز ایسے نہین ہین کہ ہر عامی اوسکو سمجھ لے بقول کسیکے۔ **شعر**

بلبل چو گل بہ پسند دگو یا بگل نشیند بیچارہ زاغ مسکین در بلبلان نگنجد

مولانا روم فرماتے ہین کہ **رباعی**

آن خیالاتی کہ دام اولیار است عکس مہرویان بستان خدا است
دور مبینان بارگاہ الست غیر ازین پے نبردہ اند کہ ہست

العزیز۔ تیسرے وظیفہ اشکال کے لئے اور ایک مثال دیتے ہین اور وہ یہہ ہے

کہ اشیا خلق یعنے حقایق ممکنات کا وجود عارضی جو خارج مین ہمکو اور تمکو نظر آتا اور محسوس ہوتاہے ایک نسبت سے معلوم العینیۃ او رمجہول الکیفیت ہے جیسے عکوسات کو شخص اور آئینہ کے ساتھہ نسبت ہے۔ یہہ یاد رہے کہ اندر۔ باہر۔ داخل۔ خارج حلول و اتحاد۔ و اتصال و انفصال شخص کا عکس اور آئینہ مین غیر ثابت ہے ویساہی اوس ذات لایدرک لا ضدہ و لاندہ جسکا شبیہہ و مثال نہین اوس صانع مطلق وجود حقیقی کا جسم خارجی عالم مین غیر ثابت ہے۔ خداوند تعالیٰ و تقدس کی ذات مین خلق کو یا خلق مین ذات کو داخل کرناہی الحاد و زندقہ اور شرک ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ہرگز صوفیہ کرام کا یہ عقیدہ ہے اور نہ اون کے اقوال سے یہہ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ بات تو یہہ ہے کہ ہماری سمجہین اون کے اصطلاح کو پاسنے سے قاصر ہین اسلئے اونکے بابہین ہمکو سکوت کرناہی افضل ہے۔

صوفیہ کا قول ہے کہ اصطلاح قوم مین وحدۃ الوجود کے معارف ولایت ظلی ہین اور اوسکے انکشاف کی امید تعلقات ماسوا اور معارضات غفلت سے اٹہانے پر منحصر ہے جو محل سکر ہے۔ اور یہہ بدیہی بات ہے کہ جبتک آئینہ مقابل نہو ظل نمایاں نہین ہوتا۔ اور بصورت مقابل جو ظہور ہوگا وہ ظل ہی ہوگا۔ اور یہہ متفق علیہ قول ہے کہ ظل وہمی ہوتاہے جو قابل اعتبار نہین اسلئے صوفیا کرام وجود خارجی عالم کو وہمی لا موہوم اور متخیل تصور کرتے ہین اون کے نزدیک محض شخص ہی کا اعتبار ہے۔ اعزیز یہان ذرا سی کایا پلٹ مین پہر وہی وحدت مطلق کا شبیہہ کے پیرایہ مین ظہور ہے اور یہہ بیان تیری سمجھ سے پری ہے۔ بہائیجان تیرا نفس ہٹ دہرمی اور ضد کا خوگر نہو اور

انصاف اور تامل کو کام مین لاوے تو حق بات یعنی یہہ مسئلہ یون ہی قابل قبول کے ہے
کیا تو یہہ نہین جانا کہ علم شئے مستلزم وجود آن شئے ہے۔ جسکو جانتے ہین تو ہم یہہ
کہتے ہین کہ حق تعالی علیم ہے اور اوسکا علم حاضر اور قدیم اور ازلی ہے اور اس
عقیدہ کے تو سب قائل ہین۔ تو اس لحاظ سے حقایق کلیہ اور جزیہ کا علم اوس خالق
حقیقی کو ہونا واجب التسلیم ہے۔ یعنے تمامی اشیاء کا وجود علم رب الارباب مین موجود
ہونا ضرور ہے اور علم چونکہ بسیط ہے اور قابل تجزی نہین ہے تو مرتبہ علم مین تقدم
اور تاخر زمانی کو گنجایش ہی نہین ہے۔ بخلاف وجود خارجی کے تو اب حقایق اشیاء
جو وجود خارجی ہے لئے ہین یہہ وہی صور علمیہ ہین جنکو صوفیا کرام اعیان ثابتہ فی العلم
کہتے ہین۔ یعنے حق تعالی آثار مطلوبہ کو حسب منشاء و مشیت اپنے صور علمیہ سے
ایک صورت خارج مین پیدا کرتا ہے۔ اشیاء یعنی حقایق ممکنہ کا وجود خارجیہ اور حدوثیہ
دراصل کچھہ حقیقت نہین رکہتا مگر ہان البتہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ عکس وجود علم یا نور
علم ٹھہرا تو ہا یہان اسبات کو جان کہ علم اوس خلاق عالم و عالمیان کے صفات
ذاتیہ مین سے ہے اور صفات ذاتیہ عین ذات ہین۔ تو پہر غیریت کا تو کوئی
محل ہی نرہا (سبحان الذی خلق الاشیاء وھو عینھا) اور (ان شئت
قلت حق وان شئت قلت خلق) صوفیا کرام نے اپنی مقررہ اصطلاح کے
موافق کہا ہے تو بلحاظ اسکے جسکو ہمنے اجمالاً اوپر بتلایا ہے محل اعتراض تو نہین پس
ایطالب نگاہ رکہہ تو اپنے لئے حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تا ہو جاوے
تو راہ پانیوالو نین سے سیدہی راہ کے اور یہی تیرے لئے ذریعہ ہے
بخشش اور نجات کا۔

فصل بست و سوم

العزیز۔ ہر انسان اپنی عمر کے دوسرے حصہ یعنے سن بلوغ کو پہونچکر دنیا کو ایک حسین
خوبصورت نازنین مہہ جبین حسن کی پتلی پاکر اوسکے پہڑکتے ہوئے کرشمہ ہاے ناز کے
خمار عشق مین مدہوش ہوجاتا ہے۔ حالانکہ جن لوگون نے زمانے کو آزما چکا ہے وہ اوسکی عیب
قبح کو چیخ چیخ کر سُناتے ہین۔ **شعر**

جمیلہ ایست عروس جہان ولی ہوشدار   کہ این مقدرہ در عقد کس نمی آید

اے ناوان اسکی ظاہر بہولی پیاری صورت محض خیال ہی کو آوارہ نہین کرتی دل کو
لٹو بناکر گرفتار بلا ہی نہین بناتی بلکہ ریخ و محن کا محشر بپا کر دیتی ہے۔ ہزارون بے غلط
نازک دلون کو بیرحمی کے ساتہہ پیرون سے کچل ڈالا ہے۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز
اوسکے قریب نجا مگر سنتا کون۔ اوس عالم فریب صورت کے وصال کی تمنا
ایسی گلوگیر ہوجاتی ہے کہ پروانہ وار اپنی پیاری عزیز جان اور عمر کو بے اختیار نثار کردینے
پر آمادہ اور مستعد ہوجاتا ہے بمصداق اس حدیث شریف کے (الشباب شعبتہ
من الجنون) قدم بڑہاتے ہی دنیا کے دلچسپ اور دلربا حرکتون کے بادۂ گلرنگ
کے بیخود فراموشی مین بہت سارون کو اپنے سے ایک قدم آگے بڑہے ہوئے
دیکہکر دریاے حیرت مین ڈوب جاتا ہے نظر تعمق سے دیکہا جائے تو واقعی اوس
بیچارے نوجوان عاشق زار ناتجربہ کار کا مقام حیرت مین رہنا صحیح معلوم ہوتا ہے
اور ہر ذیعقل اوسکے تحیر کو حیرت کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکہیگا۔ چونکہ وہ فتنہ گر مہپارہ
ایسے محل مین جلوہ افروز ہے جسکے گرد ہا در وازے اور دریچے ہین ادہر سر دوا نے

اور دریچون پر اسکے شیداؤن کی کثرت ہجوم اس قدر ہے کہ طلب حصول وصال کی راہین سوجھائی نہین دیتین۔ صرف اوسکے ایک دروازے پر نظر ڈالی جاوے جسکا نام تجارت ہے تو تجارت ذیروح کے علاوہ تجارت غیر ذیروح مثلاً۔ روشنی علوفہ ظروفات مانوی۔ سکاکی۔ خیاطی۔ آہنگری۔ زین۔ ہارنس۔ فرنیچر۔ دوخانی کلین قطب نما دغیرہ وغیرہ ہزارون اقسام ہین قطع نظر اسکے تجارت اور ہے تو صنعت اور حرفت اور ہے۔ اور اون سکے علوم اور تجربیات بہی اور ہین علمی ہنر جغرافیہ اقلیدس۔ طب۔ رمل۔ نجوم۔ سنی ینطق۔ بدیہی اصول۔ فصاحت۔ بلاغت عروض۔ انشا۔ سحر۔ طلسم۔ راگ۔ سرود۔ سبکے سب مختلف اور ایکدوسرے سے علیحدہ ہی علحدہ ہین۔ تمیز حیوانات کا علم اور ہے تو معدنیات۔ نباتات شناخت خواص اشیار کا علم اور ہے۔ ماحصل یہہ کہ ہر پیشہ ور کا علم جدا۔ اصطلاحات جدا یہہ ایک عجیب وغریب تماشہ ہے کہ علم ایک شئے اور لفظ واحد ہے مگر اوسکے اشکال مختلفہ گونہ گون محسوس ہورہے ہین۔ گویا علم ایک ایسا درخت ہے جسکی ہزارہا مختلف شاخین ہین اور ہر ہر شاخ مین اقسام اقسام کے پہل پہول پتے رنگ وبو۔ ذایقہ اور کل کے کل مختلف الانوع ہین آئین مملکت اور ہے تو طرز معاشرت اور تمدن ہی اور ہے نہیں نوع انسان کی کثرت اقوام کی کثرت۔ واقعی دنیا ایک ایسا طلسم ہے جو آیا اور دام بلا مین گرفتار ہوا یہی ایک حیرت اور انوکہی بات ہے۔ ہومر۔ سقراط۔ افلاطون۔ جالینوس۔ بطلیموس۔ فیثاغورث ارسطاطالیس۔ وغیرہ یہہ وہ لوگ ہین جنکو زمانہ حکماکے لقب سے پکار رہا ہے جو صدہا قسم کے علوم دنیوی کے بانی اور موجد ہین۔ حکماے عرب۔ بوعلی سینا

ابو النصر فاریابی اور علماے عرب حضرت امام غزالی و امام فخر الدین رازی و مثلہما۔
و ائمہ اربعہ۔ مجتہدین کبار و محدثین عالی تبار وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین جنکی
عقل اور فہم و فراست۔ ایمانداری۔ ورار و تقوی۔ اور اعلی علم دانی شہرۂ آفاق ہے
یہ لوگ ہین جنکو آج ہی زمانہ اونکی شاگردی کی آرزو کرکے استاد پکار رہا ہے جنہون
نے اپنے تصنیفات کا اتنا بڑا سرمایہ اور ذخیرہ چھوڑا ہے جسکو دیکھنے والون کی بصر
نظرون مین چکا چوندا ندہیری آجاتی ہے۔ اون کے تند طبیعتون کے چمکدار شعاعین
آج ہی عالم کو تاریک غارون اور وحشت ناک جنگلون سے نکالکر علم کے روشن
سطح مین لے آرہی ہین۔ اون کے تبلاے ہوئے اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل اور
مذہب ملت کے علوم کی راہین آج ہی پر کیا موقوف ہے آیندہ آنیوالی نسلون کے
لئے بہی بغیر تقلید کرائے نچھوٹینگے۔ ہائے افسوس صرف علوم دنیوی حاصل
کرنیکے لئے عرب کی شاگردی کو فخر سمجھکر جن قومون نے گوے سبقت لیگیا وہ آج
بہی زمانے مین ہر طرح سے ممتاز ہین۔ وا الّا اون لوگون کے جنہون نے اپنے
بزرگون کی پیروی کو ترک کردیا۔ ہان مطلب دور جاتا رہا۔ وہ تو عمر دنیا کا شیدا
جسنے ابہی پوری ساری نظر سے دیکہا بہالا نہ تھا تمام عالم کو اوسکا دیوانہ اور
اوسکی امید وصال مین کسی نے کسی تدبیر کو اوٹھا نہ رکھا تھا دیکھتے ہی اس
بیچارے کی عقل کی ہر طرف سے راہین مسدود ہوگیئن۔ اب اسکو یہ بھی نہین
سوجھتا کہ کیا طریق اختیار کیا جاسے تدبیر معاش مین جسکو دیکہا سر دُہنتا پایا۔
بقول کسی کے۔ **رباعی**۔

ہر صبح کہ در ہاے فلک باز کنند + مردم قانون حیلہ ساز کنند

قوال فلک بدست گیرد دف مہر — دنیا طلبان پا زدن آغاز کنند
ہم صبح ظفر از مشرق امید دمید — اصحاب غرض راشب سودا بسر آمد

باوجود اس حیرانی اور پریشانی اور سرگردانی کے کوئی کامیاب دیکھا گیا نہ سنا جاتا ہے غضب تو یہ ہے کہ اوس عشوہ گر شعبدہ باز سرو سیمینہ کی منزل گاہ کی رفعت و مسافت انتہائے عمر انسانی ہے بقول کسی کے **رباعی**

زروزگار اگر کام خویش بر داری — بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری
اگر بثروت ساسانیا ارسی و کیان — وگر بچرخ فرازی الم ز جباری
چہ سود عاقبتش بہ سیری و بسپاری — دریغ کہ آخر ازان بگذری و بگذاری

یہان اسوقت ہم دنیا کی بے وفائی کو نہین بتلاتے ہین اگرچہ کہ ہماری تقریر بہت وسیع میدان کو چاہتی ہے مگر تاہم مشتے نمونہ جو کچھہ بھی بیان کیا گیا اوس سے انکار تو نہین ہے ۔ جب یہہ صحیح ہے تو ہم یہہ کہتے ہین کہ صرف کہانے پینے ۔ رہنے سہنے ۔ لینے ۔ پہننے اوڑہنے کے لئے لاکہون کروڑون اقسام کے علوم اور فنون اور اصطلاحات جداگانہ کے طرق جو بیانات سے باہر ہین اور یہہ سب ایک علم معاش کے تابع ہین اور اسکے حصول مین لاگنتی خطرات اور خدشات کا سامنا ہے تسپر بھی کسی نے (کان لم یکن) اوسپر قبضہ پایا اور نہ پورا سارا کامل طرح پر حاوی و متصرف ہوا ۔ جاہل تو جاہل ہی ہے سکالموں کے عقول ہی ٹھوکرین کہانیسے بچے نہین ۔ صرف علم معاشرت کی یہہ کیفیت ہے تو علم معاد تو جدا ہی رہا باوجود علم معاش ہو رعلم معاد کا کچھہ حصہ اکتسابی ہونیکے یہہ وقتین ہین تو اوس علوم مین تو زیادہ سے زیادہ مشکلات

اور آفات اور نکات اور اصطلاحات ہوئی چاہیئین جو علوم اکتسابی نہین کہلاتے۔
اس ہمارے بیان سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو علوم حصولی نہین اون مین غور و خوض کرنا
اور فکر کو دخل دیکر اعتراضات کا کرنا بیشک زیادتی اور نادانی سے خالی نہین۔ الغرض
صوفیہ کرام کا علم حصولی نہین ہے اون کے علوم عالیہ کے مدارج محض علم حصولی
ہی پر مبنی نہین ہین۔ بلکہ اس سے اعلی اور افضل اور اکمل اور انسب رکہتے ہین
اور خاصکر وجود باریتعالی مین گفتگو تو نہایت ہی نازک اور پر خطر مقام ہے۔ یہان
بڑا ادب درکار ہے۔ ذراسی لغزش مین معاملہ دگرگون ہو جاتا [illegible] ابو منصور
ماتریدی حنفی اور حضرت امام غزالی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ مگر قدریہ
اور جبیریہ۔ اہل عدل و تعطل۔ اہل تشبیہ۔ اہل رفض۔ اہل نصب کے ایک
جانب غلو اور اختلاف نے ایک پیارے سے پیارے مستقیم مذہب
کو (۷۲) طریق پر محض کج فہمی اور خود رائے کے بدولت ہوڑ کر ٹکڑے کر دیا۔
قاضی ابوبکر باقلانی۔ ابو العباس قلانسی وغیرہ وغیرہ علماے متکلمین نے
صفات عزوجل جلشانہ مین گفتگو کی۔ واصل بن عطا اور اوسکے تابعین معتزلی
کہلائے۔ بہائیجان امام ابو الحسن اشعری کے تابع اہل سنت وجماعت کے
چارون مذاہب اسوجہ سے ہین کہ سلف کے طریق کے موافق اون کا طریق
رہا۔ پس ہمکو بہی سلف کے طریقہ پر چلنا چاہیئے۔ صفات ذاتیہ حقیقیہ۔ صفات افعالیہ
صفات اضافیہ شمانیہ۔ صفات سلبیہ۔ اور علمی مباحثون کو عامی کیا جانتے۔ جب وہ
پورے سارے عالم متبحر باعمل ہین اور نہ متکلم تو ایسی حالت مین حق نہین پہونچتا
کہ ایسی باریک باتون مین گفتگو کرین۔ ایطالب اثبات کو یاد رکہہ کہ چند طلسے کیفے

ایسے ہین کہ جنہون نے قرآن عظیم کے اسرار اور معنون مین تدبر نکرکے صرف ظاہر قرآن کو ہی تمسک کیا اور تشویش و پریشانی مین پڑے۔ اونکے خیال خام اور عقل ناقص مین اسپر بھی اعتراضات اور تناقض پیدا ہوا اور اون کے اصل اعتقاد کو باطل کر دیا اور ان کے دلون مین کفر و انکار پیدا کیا اور اونکو اسبات پر لایا کہ حشر نشر جنت ... ورع اور ... بعد اللہ کے طرف بازگشت ہونیکا انکار کرین۔ (معاذ اللہ منہا) پہر اونہون نے اس ہی عقیدے کو استوار کیا اور اپنے دلون مین چھپا رکھا اسلیے اون کے منہ سے تقوی کی لگام اور اون کی گردن سے ورع اور پرہیزگاری کی رسی چھوٹ گئی۔ حلال اور حرام کی رعایت نظر سے اوٹھہ گئی جیسے حطام دنیا پر منہ ڈالنے لگے۔ شہوت نفسانی کی پیروی لازم کرلی جاہ طلبی مال کی محبت اور دنیا کی لذت مین حیران سرگردان رہے۔ اور پرہیزگارون اور ورع و تقوی والون نیک مردون کو حقارت کی نظر سے دیکھکر نادان سمجھنے لگے۔ افسوس صد ہزار افسوس صد ہزار افسوس مومنون کے ورع اور تقوی کو دیکھنا ان گمراہونکی سرکشی اور ضلالت کو بڑہا دیا حالانکہ دینداروں کے تقوی کو دیکھنا مومن کے تقوی کو مضبوط اور استوار کرتا ہے۔ اور تقوی کا شوق پیدا کراتا ہے۔ الغرض۔ ان اندھون کے انکار کا سبب یہہ ہوا کہ انکو چشم بصیرت نہین ہے عقل کی آنکھ بند رہی۔ انکی کوتہ نظری ہر شے کی فقط ظاہری صورت اور خیالی کالبد کو ہی دیکھی۔ اسکے سوائے انہون نے ہر شے کے لیے جو ایک روح اور حقیقت ہوا کرتی ہے وہان تک اپنی نظر کو بلند نہین کیا عالم شہادت اور عالم ملکوت کے درمیانی مناسبت کو نہین پہچانا۔ جب ان قاصر نظرون نے

ارواح اور حقایق کے طرف نپڑئے تھین لیگئے ظاہری شالین انکو آپسمین ایک
دوسرے کے مخالف نظر آنے لگے اسی سبب سے وہ گمراہ ہوئے اور دونکو
بھی گمراہ کیا۔ (ضلوا واضلوا) خاک پڑے اونکی زیرکی اور دانای پر کہ اون
کی آخرت کی ہلاکی کا سبب ہوئی۔ ہان مسئلہ وحدۃ الوجود کے عقیدے
والون نے اوس رب جلیل کو عالم کے ساتھہ نہ ذاتمین۔ نہ صفات مین۔ نہ اعتبار کی
راہ سے اور نہ نسبت اور نہ شئے سے کسی نوع سے بھی اشتراک کو مطلقاً جایز
نہین رکھا ہے۔ العزیز ہماری سمجھہ سے اولیاء کرام کی باتین بہت پرے ہین
اور رہونا بھی چاہیئے کیونکہ عوام کے ذہنون کے موافق الفاظ اور اوسکی معنی
ہوا کرتی ہین اور وہ اسلیئے موضوع بھی ہوئے ہین جب اولیاء اللہ کے
کشف ومشاہدات کے لیئے الفاظ موضوع نہین ہین تو اونہون نے اسی تنگی
الفاظ کی وجہہ سے اونہین مقررہ الفاظات کو اپنے استعارات اور اصطلاح
قرار دے رکھا ہے۔ پس جب لوگ اون کے کلام کو سمجھنے کی قوت نہین رکھتے
ہین تو اوپر طعن بھی نکرنا چاہیئے۔ کیا سمجھا ہے تو اس حکایت کو (واذ قال
اللہ علی لسان نبیہ) سمع اللہ لمن حمدہ) ویقضی اللہ علی لسان
نبیہ ماشاء) پس جب قاصر ہے تو ان نکات مین تدبر کرنے سے تو سب سے
آسان اور عمدہ بات ہم تجھے بتلاتے ہین وہ یہہ ہے کہ جو شخص اپنی موت کو
ہمیشہ پیش نظر رکھے گا تو۔ جانکنی کی مصیبت۔ عزیز واقارب۔ دولت وجاہ
ومنزلت کا فراق۔ موت کے بعد قبر کی تکلیف۔ منکر نکیر کی ہولناک صورتین
اور اون سے سوال وجواب نفخہ صور کی ہیبت۔ روز قیامت کا خوف میدان

حشر کی رسوائی اور فضیحتی کا سامنا ۔ نامہ اعمال کا بائین ہاتہہ مین آنیکا ڈر ۔ میزان
اور پلصراط کی دہشت ۔ مدعیان حقدار کا خوف ۔ دوزخ کی تکلیف ۔ طوق و
زنجیر گرز آتشین سانپ بچہو کے دردناک عذاب ۔ بہشت کے خوشگوار ذائقہ
نملنے کا غم ۔ دیدار رب العزت کی نہونیکی ساری ارمانون اور حسرتون کی بہت
بڑی حسرت ۔ یہہ وہ باتین ہین کہ خواہ نخواہی کچہہ نہ کچہہ اللہ صاحب کے امر و نواہی
کے ضرور پابند کرائینگے ۔ کسی نے اتناہی اگر کرلیا تو بہت کچہہ کہا لیا ۔ اور اوس
جنت اخروی کو حاصل کیا جان جس مین اکثر بلہار ہا کرینگے ۔ بمصداق اس حدیث
شریف کے (ان اکثر اهل الجنة البله وعليون لذوى الالباب) یعنی
جنت مین اکثر بلہار ہینگے اور زیرکون اور دانشمندون کا مقام علیون ہے ۔ یعنے
عالیشان بہشت ۔ افسوس ہے اونکی پست ہمتی اور نادانی اور خست اور کم ہمتی پر جو
مراتب عالیہ کے حاصل کرنے سے غافل ہین اور اوس معرفت کے بے بہا جوہر کے
عوض کنکر پتہر پر قناعت کرتے ہین اور اونکی حالت تو اس سے بھی زیادہ افسوسناک
ہے جو شہوت شکم اور شہوت فرج کی لذت مین تو پہنسے ہین اور ریفیسیہ سمجھے بوجھے
چھوٹا منہہ بڑی بات وجود خداوندی مین بحث کرتے ہین یہہ فعل اونکا محض جہل ہی
نہین جہل مرکب ہے ۔ یعنے نادانی اور ناانصافی سے خسران اور خذلان کے
بیج کو آخرت کہونیکے لیئے بوتے ہین ۔ العزیز ۔ ہماری بات اگر تو سنتا ہے
تو بزرگان دین سے کے معاملہ مین اپنی نری عقل کو دخل نہ دے ۔ اور جادۂ ادب سے
باہر نہو ۔ اور اگر اونکی راہ چلنا تجہے مقصود نہین ہے تو خیر کسی کا جبر بھی نہین
ہے بد بولنے سے جب تجہے کچہہ پہل نہین ملتا تو (طن المومنين خيرا) نیک بولو

مین تیرا کیا بگڑیگا - اچھا بولنا بھی اگر تجھے گران ہے تو اتنا ہی کر کہ اون کے معاملہ مین کچھہ بول ہی نہین چھوڑ دے اون کو اونکے حال پر - ایطالب خدا تجھے نیک توفیق عطا فرماوے اور بزرگان دین سے جو تجھے سوء ظن ہے وہ دور فرماوے اور سعی کرنیوالا ہو تو اونکے طریقہ پر چلنے کی شاید پاوے تو اپنی جان کے لئے راحت ابدی -

فصل بست و چہارم

اے مجرد سواحل دریاہی پر گہومنے والے کیا سمجھا تو (حقیقة الاشیاء ثابتة) کے جملہ کو جو بالعموم کتبہائے عقاید مین لکھا پاتا ہے - پس کیا ہے حقیقت اشیا کی - نہین جانتا تو اوسکو مگر یہہ کہ گہیر لی ہے تیری بصارت نے اشیاء کی صورت ظاہری کو اسلئے ہم کہتے ہین تجہکو کہ پہلے ذرا ابداع حقایق ہی کے جانب تو دیکھہ - اور اوسکے ایجاد پر غور تو کر کہ بدون مادہ شئے کا موجود ہونا کیسا ہے جیسے نفس ناطقہ انسانیہ وقت حدوث بدن اور ایجاد عقل کیا تھا جبکہ شئے موجد بادی مجرد زمانی و غیر زمانی کا اطلاق ہو نہین سکتا تھا کیونکہ اختراع یعنے شئے بدون سبقت اسلئے کہ اوسکے ہمجنس کوئی موجود نہو یعنے جوہر محل مادہ ہی تھا نہ ہیولے - اور نہ جوہر حال صورت جسمیہ تھی نہ صورت نوعیہ - پہر کیونکر ہوسے آدم علیہ السلام جبکہ سبقت مثال ہی نہ تھا - اور پہر کیا ہی مراد اس سے (خمرت طينة آدم بيدى اربعين صباحاً) یعنے خمیر کیا مینے گل آدم اپنے دونون ہاتہہ سے چالیس روز اور فرمایا رب العزت نے (تنزل الروح من امره) یعنے اوتارا اللہ تعالے جانکو حکم سے اپنے اور پہر

فرمایا (ما امرنا الا واحدہ) یعنے نہین حکم ہمارا مگر ایک بجز لسکے کہ کن ہو
فیکن۔ پس ہو گیا وہ بھی (کلمح البصر او ھو اقرب) یعنی ایک چشم زدن
مین بلکہ اس سے بہی نزدیک زیادہ۔ الطالب ان اسرارات و قائفہ و رموزات
غامضہ کے اسرارات کا انکشاف منحصر ہے پیروی پر اوس ذات مقدس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و ہدایات کے پس مضبوط تہام اوس حبل المتین کو
اور یہ یاد رکہہ کہ جبتک طاقداران نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہہ
نصیب ہو و رطۂ غفلت سے نکلنا دشوار ہی نہین بہت مشکل ہے۔ پس آپکا یہ
ارشاد عالی ہے کہ (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) یعنے جسنے پہچانا اپنے
نفس کو پس اوسنے پہچانا اپنے رب کو۔ پس جمیع حقیقیہ کیا ہے۔ یعنی وجود مین ایک
امر کا ثابت ہونا اور اصطلاحاً ایک شئے کا محقق ہونا۔ اور وہ ہر شئے واحد علامت
اور دلیل ہے وجود اوتعالےٰ پر۔ کیا تو یہ نہین دیکہتا کہ جبتک محل منظور فیہ یعنی
شئے آخر نہو اپنے آپ کو دیکہہ نہین سکتا اور وہ شئے آخر کیا ہے یعنے آئینہ جسکو
صوفیہ عالم سے تعبیر کرتے ہین۔ اور یہ اوس وقت تک بے جلا تہا جبتک کہ جوہر بہی
خمیر تھا تجلی دوامی اور فیض مقدس کے تہلنے اور امانت اور بدیعت کے
اوٹہانیکی قابلیت اور استعداد نہ رکہتا تہا۔ مطلب کی بات تو یہ ہے کہ اسماے
حسنی اور حقایق اسمار خلقت انسانیہ جمعیت آلہیہ سے ہے۔ کیونکہ خالق اور مخلوق
مین اسماے حسنی کے لحاظ سے جو نسبتین کہ پائی جاتی ہین اوسکو ہر یہ شخص کخوبی
جانتا ہے جسنے بجز ذات کے اسمار اور صفات الہیہ مین غور اور تامل کیا ہو۔ ہم
ایک چھوٹی سی مثال بتجہے دیتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ ایک شخص ایسے محل

اور مقام پر ہو جہان ظلمت اور تاریکی اپنے درجہ کمال پر ہو۔ اور یکایک آناً فاناً وہ مقام روشنی سے منور و متجلی ہو اسوقت وہ شخص اپنی آنکھ سے یہہ دیکھتا ہو کہ پہلے سے وہ جہان تھا اور ایک عالیشان شاہانہ مکان ہے۔ اور اقسام اقسام کے فرش فروش پردہ ہائے رنگارنگ اور نقش و نگار گوناگون کے سوائے تمام در و دیوار آئینہ بندی سے آراستہ و پیراستہ ہین۔ اور ہزارہا دن شمع ہائے مومی و کافوری۔ چہار ہانڈی۔ لالٹین جیسین کئی کئی روشن ہین۔ اوسوقت یہہ شخص ضرور یہہ خیال کریگا کہ یہہ مکان جہان لاکھون شمع اقسام کے روشن ہین جبتک کہ آتش کا شعلہ اپنا اثر نہ بخشا تھا سبکے سب حالت عدم مین تھے پس ایطالب یہی حال ہے عالم کا (اپنے مالک حقیقی سے (کنت کنزاً مخفیاً) یعنے تہا مین خزانہ پوشیدہ۔ یہہ ایک رمز اور اشارہ ہے کسکے لئے جو صاحب عقول ہین۔ اور اس سے واضح اور بین دلیل یہہ ہے کہ خداوند کریم کے مقدس کلام سے یہہ بات ہمکو ہر جگہہ ملتی ہے کہ اسماء حسنیٰ کے نسبتون کے سوائے اوسکی معیت اور قربت ہر طرح سے شامل حال ہے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھہ متجلی ہو رہا ہے وہی بے قید ایک ذات لاضدہ ولاندہ ہے۔ پس اگر تجھے عالم کا خیال ہے تو اتنا ہی سمجھہ لے کہ عالم مین جو کچھہ بھی ہے وہ صرف مشارکت اسمی ہے اور ان باتون کا معلوم کرنا آسان نہین کیونکہ روحی معلومات۔ قلبی کیفیات۔ باطنی اسرارات کا ایک بہت گہرا علم ہے جو پاک دلون پر کشف ہوتا ہے۔ کیا تجھے اسکا یقین نہین ہے کہ زمینی فرشتے جو نوع انسان پر موکل ہین جنہون نے آدم علیہ السّلام کو سجدہ کیا اور وہ شیاطین جو آدم کو سجدہ نہین کئے اور انسان پر مسلط ہین۔ اور آسمانی فرشتے اور اونمین بھی معظم او رمقرب کروبیان سے یعنے وہ فرشتے جو کعبہ قدس کے گوشہ مین منتظر اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال کے مشاہدہ مین

ایسے شیفتہ اور مستغرق ہین جنکو عالم اور آدم بلکہ غیر حق کی خبر ہی نہین اور حق تعالیٰ کی تسبیح
کے سوائے اونکو دوسرا خیال ہی نہین ہی۔ تو خدا کے بندون مین بھی کوئی بندہ ایسا ہونا
کیا عجب ہے کہ جمال و جلال الٰہی کے مشاہدہ کا استغراق آدم اور اولاد آدم بلکہ تمامی
ماسوائے اللہ سے اوسکو غافل کردے اور غیر خدا کے خیال سے باز رکہے جیسا کہ
حدیث شریف مین آیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سقر حق تعالیٰ کی زمینون سے ایک روشن تر زمین ہی
کہ آفتاب کا سیر دو روہان ایسا ہے جیسا دنیا مین تیس روز کا ہوا کرتا ہی اور اوس
سرزمین مین جو لوگ رہا کرتے ہین ذکر الٰہی مین ایسے مستغرق ہین کہ اونکو خبر بھی نہین
کہ حق تعالیٰ کا کوئی بندہ گناہ بھی کرتا ہے۔ خالق تعالیٰ نے آدم کو بنایا اور ابلیس کو
بھی پیدا کیا۔ خبردار یہ نہایت غامض اسرارات ہین جو لوگ محض عالم حس و خیال
پر اڑے ہین وہ ایسے ہین جیسے کسی نے بادام کے پوست یا صرف انسان کو
دیکھا بادام کے مغز اور انسان کی ذات مین کیا کیا عجایب و غرایب مخفی ہین اور
اوسکی جامعیت کیسی ہے پے نہین لیگیا۔ العزیز۔ اس سے زیادہ بیان کرنیکی
اجازت نہین ہے اسلیے کہ بزرگان دین نے اپنی حالت ذوقیہ اور وجدانیہ سے
جو باتین کہ حاصل کیے ہین وہ بیان کی قید مین کیونکر آسکتی ہین۔

پس اپنی جان کو بزرگان دین کے بد کہنے اور ہلاکت مین ڈالنے سے بچا اور
مانگنے والا ہو تو مدد کا اللہ غالب و برتر سے شاید پہونچے تجھکو رحمت تیرے رب کے جانب سے۔

فصل بست و پنجم

العزیز۔ اب جان لفظ وجود کی معنی بہی معلوم کرے۔ شیخ ابو الحسن اشعری کے نزدیک

ہر شئے کی نفس ذات سے ہے متکلمین کہتے ہین کہ وہ ایک بسیط صفت ہے جو منضم
ہے ذات ہر شئے سے ۔ اشراقین کہتے ہین کہ ثانی کلی مشکک ہے۔ مشائین کا
مذہب ہی کہ وجود واجب کا عین ذات ہے۔ اور ذات ممکن کی ممکن کا غیر بعضون
کے نزدیک متکثر الافراد کلی ہے اور بعضون نے یہہ کہا ہے کہ وہ ایک خاص ارتباط ہے
جو ذات واجب کے ساتھہ ذات ممکن کو حاصل ہے۔ اور اہل لغت مثل کشاف او صراح
کے نزدیک وجود کا معنی پانا مطلب اور ہستی کا ہے۔ اور صاحب لغت نے یہہ بھی صاف
تبلا دیا ہے کہ وجود کی معنی جسم کی جو کرتے ہین وہ عرفاً بطریق مجاز مستعمل ہے حالانکہ
وجود کی معنی جسم کی نہین ۔ لغت نے اس امر کی تصدیق اور تصریح کردی کہ عرفاً اور
مجازاً جسم کی معنی کرتے ہین ۔ جو جہال وجود کے اصلی معنی ۔ کون وہستی و بودن
وحصول وغیرہ سے ابا کرکے جسم سے خواہ لطیف ہو یا کثیف تعبیر کرکے اہل وجود
پر طعن کی راہ سے کہتے ہین کہ تمہارا اور ہمارا لکڑی پتھر کل عالم کا جسم اور خدا کا جسم
جب ایک ٹھیرا تو (نعوذ باللہ من ذالک) وجودیون سے بھی بڑہکر کوئی
مشرک ہین کہ خدا اور تمام اشیائے عالم کو ایک کہتے ہین ۔ یہہ اونکا کہنا صحیح
نہین جہل ہی جہل ہے ۔ اسلئے کہ خود ہی تو غلط لغت کے خلاف لفظ کا معنی کرتے ہین
اور سپر طرہ یہ کہ بزرگان دین کو برا بھلا بھی بولتے ہین ۔ حالانکہ حکما اور متکلمین کے
نزدیک بھی اس سے اوپر کوئی معنی نہین ہے ۔ کیا وہ یہہ نہین جانتے کہ لفظ
وجود سے ذہن مین جو متبادر ہوتا ہے کہ بہت سارے اشیاء و مشترک ہین
یہ صریح غلط ہے (ولا یحیطون بہ علما) ان اسبات پر غور کر کہ ہستی کا لفظ
کسکی ذات کے لئے کہنا موزون ہوگا۔ بظاہر ہستی اوسیکا نام ہے جو عدم اور

فنا کی ضد مین بولا جاتا ہے۔ جب یہہ جان لیا تو اب یہ بھی سمجہہ لے کہ فنا اور عدم
کسکی ذات کے جانب خطاب ہو سکتا ہے تو عقل یہی کہتی ہے کہ جس مین حدوث
ہوگا وہی عدم اور فنائیت کی صفت مین داخل ہے۔ اور یہہ تو ظاہر ہے کہ حدوث
تمامی عالم ہی کے لئے ہے اور عالم فانی ہے اور معدوم۔ اور یہ مسئلہ تو متفق علیہ
ہے۔ جہال نادانون کا یہ خیال کہ صوفیہ عالم کے وجود اور خدا کے وجود کو ایک
کہتے ہین (استغفر اللہ من ذالک) ہرگز ہرگز اونکا یہہ عقیدہ نہین ہے۔ یہان تک
حقایق ممکنہ خدا سے بھی مغایر ہین اور باہم بھی مغایر ہین جیسے کشتی اور کشتی مین بیٹھنے
والونکی حرکت گو ایک ہی ہوتی ہے مگر کشتی اور کشتی مین بیٹھنے والے باہم مغایر ہین
ایسا ہی خداوند عالم اور عالم کا وجود باوجود کسیطرح کی نسبت ہونیکے واحد مان بھی
لیا جاوے تب بھی خدا اور ہے اور عالم اور ہے۔ البتہ مادہ حقایق وہ وجود
مشترکہ ہے جسکو خدا کی ذات سے وہ نسبت ہے جو آفتاب کی شعاعون کو
اوسکی ذات سے نسبت ہوتی ہے۔ مخلوقات اپنے وجود اور ہستی مین اوسکے
ایسے محتاج ہین جیسے دہوپ ہین اپنے وجود مین شعاعون کے محتاج ہین۔ پس ہستی
کا لفظ عالم کے لئے کہنا کسطرح موزون ہو سکتا ہے اور نہ سزاوار۔ تو محالہ یعنی کہنا
پڑا کہ ہستی کا لفظ اوسی کے لئے سزاوار ہے جسکی ذات تمام عیب و قبح ضرر اور
نقصانات سے پاک اور منزہ ہے۔ اور یہہ وجوہ تمامی صفات کمالیہ اوس مین
موجود ہون ایسی ذات خداوند تعالی و تقدس کی ہے اور اوسیکے لیے ہستی ہنراوار
ہے اور وہی ہست ہے۔ ولو بالفرض تہوڑی دیر کے لئے عالم کی ہستی کا اقرار
کر بھی لین تو ہستی کے شرایط اور اون صفات کا جامع ہونا لابد ہوگا جو بالذات

عالم مین پلٹے ٹھنین جاتے تو اُس سے یہی نتیجہ نکلا کہ ہست وہی ایک ذات واحد متجلی ہے۔ اور اوسکے مدمقابل یعنے ماسوائے اوسکے عدم اور نفی ہی کا اطلاق ہوگا۔
ایعیزیز۔ ایک اور بات ہم بتجھے اسکے ضمن مین بتلاتے ہین وہ یہہ ہے کہ عرب کی لغت مین سلوک چلنے کو کہتے ہین اور چلنے والے کو سالک اور چلنا جہل سے علم کے جانب ہے یا اخلاق ذمیمہ سے اخلاق حمیدہ کی جانب یا اپنی ہستی موہوم سے خداوند تعالےٰ وتقدس کے جانب۔ اہل شریعت سالک کو محصل اور سلوک کو تحصیل کہتے ہین اور اہل طریقت سالک کو مجاہد اور سلوک کو جہد کہتے ہین اور اہل حقیقت کے نزدیک سالک باقی اور مشیت سلوک نفی اور اثبات سے ہے یعنی نفی خود در اثبات خداوند تعالےٰ وتقدس۔ سلوک محض طلب ہے۔ اور اذکار وغیرہ اوسکے شرایط ہین۔
وجد کی معنی عرب کی لغت مین پانا ہے اور اہل تصوف کے نزدیک عالم غیب سے قلب سے ادراک ہونا ہے۔ اور جب وجد زیادہ ہوتا ہے تو اوسکو کشف کہتے ہین۔ اور جب کشف زیادہ ہو تو اوسکو معرفت کہین اور جب معرفت زیادہ ہوئی تو اوسکو مشاہدہ کہتے ہین۔ اور جب کل حجابات دور ہوجاتے ہین تو اوسکو معاینہ کہتے ہین۔ جب تو یہہ معلوم کرلیا تو اب اسکو بھی جان لے کہ ذات۔ یا صفات۔ یا اثر صفات کے ظاہر ہونیکا نام تجلی ہے۔ اور حال سے مراد الہام ہے۔ صاحب قرب ووصال ہمیشہ خوف ومحبت مین رہتا ہے۔ زیادتی علم باعث قرب ووصال ہے جب سالک اپنے سلوک مین ہمہ تن محویت پیدا کرلیتا ہے۔ تو اوسکے دل مین عشق کی مشعل بھڑکتی ہے۔ جب حضرت عشق تشریف لاتے ہین تو تفرقہ تلوین سے مقام تمکین مین لیجاتے ہین یہی حضرت عشق ہین کہ ہستی عالم کو جلا کر فقط

ہستی خداوندی کو باقی رکھتے ہین - جب ہستی عالم ہی جلگئی توپہر وہی ایک وجود نمایان ہوتاہے - اسی موقع پر نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ شعر -

اگر از ہستی حق خبر داشتے ۔۔۔ ہمہ عالم رانیست پنداشتے

صوفیا ر کرام وجود کی معنی جو ہستی کے کرتے ہین تو از روئے لغت بہی توصیح ہے اور ہستی کو خداوند عالم کے طرف منسوب کرتے ہین جو در اصل ہستی مطلق اوسکی ذات کے لیئے ہے تو پہر وہ بیجا کو نسا راستہ چل رہے ہین - جو قابل اعتراض ہین تب وجود ایک ٹہرا اور وجود کے معنی ہستی کی ہین اور ہست خداوند عالم کی ہی ذات ہے تو جو ہی کچہہ ہے پس وہی وہ ہے - جاہلون کا طعن حسد کی راہ سے ہے - یہہ یاد رہے کہ جوہر اگر کیچڑ مین بہی گرے تو اوسکی نفاست کہین جاتی نہین - غبار اگر افلاک پر بہی جاوے تو اوسکا خسیس پن کہین جاتا نہین - چاند پر خاک اوڑانے سے کچہہ چاند میلا نہین ہوتا بلکہ اولٹی خاک انہین کے مُنہہ پر گرتی ہے -

ایعزیز - اسبات کو جان کہ کوئی کتنا ہی عقلمند اور دانا کیون نہو وہ کسی حجرہ مین بیٹھکر گہڑی دیکہہ کر یہہ کہے کہ آفتاب غروب ہوگیا - اور ایک جاہل نادان بالاخانے پر سے آفتاب کو دیکہہ رہا ہو کہ ہنوز غروب نہین ہوا تو وہ صاف کہیگا کہ تو جھوٹا اور تیری گہڑی جھوٹی ہے آفتاب تو برابر موجود ہے ایسا ہی کوئی خداوند عالم کو ہست اور مخلوق کو بھی ہست کہیئے تو ایک نادان جاہل بہی اوسکی بات باور نکریگا - اور یہی کہیگا کہ تو جھوٹا ہے خداوند تعالیٰ و تقدس کی ذات ہست ہے - اور عالم کو ہستی نہین - آنا اور جانا تغیر و تبدل خود اسبات کی

دلیل ہے کہ عالم کو اثبات نہین - اسپر بہی کوئی نادان یہہ کہے کہ خدا کی ہستی اگر بڑی ہے
تو ہماری یعنے عالم کی ہستی تہوڑی ہے - اوسکی ہستی کی انتہا نہین ہے تو عالم کی
ہستی چند ہی روزہ سہی پہر صورت ہستی تو ہے - ایسے شخص کی ایسی مثال ہے
فرض کرو کہ ایک شہنشاہ جمجاہ کے اتنے خزانے ہون کہ زمین اور آسمان مین سما
نہ سکین - اور ایک شخص کے پاس تین دمڑی کا پیسہ ہے اور وہ بہی کہوٹا اور وہ
شخص اوس پیسہ کو شہر کے بازارون اور گلی کوچون مین لئے پہرتا ہے اور اہل
شہر سے یہہ کہتا ہے کہ مجہے بہی مالدار کہو بلکہ مجہے بہی ویسا ہی شہنشاہ جانو جسکے
خزانے زمین اور آسمان مین نہین سماتے اوسمین اور مجہہ مین فرق ہی کیا ہے
وہ بہی انسان ہے اور مین بہی انسان ہون وہ بہی مال رکہتا ہے تو مین بہی
مال رکہتا ہون - کمی اور زیادتی کا اعتبار ہی کیا ہے - نسبت کے لحاظ سے
تو مجہہ مین اور اوسمین کچہہ فرق نہین تو پہر مجہے مالدار کہنے مین کیا شبہہ ہے
لوگ اوسکو پاگل سمجہکر نزدیک پہٹکنے نہ دینگے اور یہ اونسے لڑا مرتا ہے - تو لوگ
اوسکو بجز اسکے اور کیا کہینگے کہ ارے نادان تیرے پاس مال ہی کیا ہے فرد
چہ نسبت خاک را با عالم پاک - رہنے کو جہونپڑا نہین خواب دیکہے محلون کا جسما
تین دمڑی کے پیسے کے زعم مین تو لڑتا پہرتا ہے صدہا عیب و نقصانات سے
بہرا ہوا نرا کہوٹا صراف تو صراف جاہل سا جاہل بہی اوسکو چہوگا نہین آنکہون
والا تو خیر اندہا بہی تو اوسکو لیگا نہین - تین دمڑی کا پیسہ ہونا بہی جب تیرے
پاس ثابت نہین تو پہر کیونکر تو مالدار کہلا سکتا ہے اور جس تلے جبے کے ٹکڑے
پہ تجہے زعم ہے وہ بہی تو اوسیکی حکومت کا سکہ ہے - مگر وہ کہان سنتا مرغی کی

ایک ٹانگ اپنی ہی گاے جاے - ایسا ہی خداوند عالم کی ہستی کے مقابلہ مین
عالم کی ہستی کا اقرار کرنا بجز پاگلون کے اور کسکا کام ہے - نیست کو ہست کہنا بھی
ایسا ہے جیسے رات کو دن سمجھنے والا - اوس نادان کو اتنی بہی سمجھ نہین کہ جب
دن نکل آتا ہے تو تاریکی اور ظلمات کا نام تک نہین رہتا - بظاہر عالم کی اس عارضی
ہستی کا جو تجہے غم ہے تو یہہ یاد رکہہ کہ یہہ اوسی ہستی مطلق کے آثار اور احکام
ہین - اے ظاہری الفاظ کے معنون پر رکہہ رہنے والے کب تک اندہون کے مانند
سواحل دریا کی سیر کریگا - وہان کے عجائب وغرائب تماشون اور عمدہ عمدہ ہنرون اور
بہتر سے بہتر میوون اور نادر نادر حالات معلوم کرنیکے لیے اوسکے ٹاپوون پر گذر کرنیکا
سامان مہیا کر خواب غفلت سے بیدار ہو - رشد اور سعادت کی کشتی پر سوار ہونیکی قدرت
حاصل کر اور اُس دریاے وحدت کی عمیق گہرائی مین غواصی کر تا بیش بہا انمول دُر و
جواہر زواہر ملے اور تو مالا مال ہو سکے - کیا تو نے اگر دیکہا نہین ہے تو سنا بہی
نہین کہ اوس دریا کے پکے پیراکون نے اوسکی ڈونگالی سے یاقوت احمر - زبرجد
اخضر نکالے ہین - اور اوسکے کنارون سے عود رطب النضر - تریاق اکبر - مشک
اذفر حاصل کیے ہین - محض الفاظی جہگڑون مین پہنسکر ایسے نفیس نعمتون سے کیون
بے خبر اور بے نصیب رہا جاتا ہے - یہہ یاد رکہہ کہ افعال الٰہی سب بے شمار ہین جو کچہہ کہ ہست
ہے وہ اللہ ہی ہے - اور اوسکے افعال ہی ہین - اور جو ماسواے اللہ ہین سو وہ
بہی اللہ ہی کے افعال ہین - مگر بات یہہ ہے کہ ہر کسیکا مقدور نہین جو ان رموزات کو
پہچان سکے - اسکی پہچانت کے لیے چشم بصیرت ہی چاہیے - حواس ظاہری اسکو
پا نہین سکتے - باطن کی بینائی درکار ہے - اور باطنی آنکہہ مین اوسوقت تک نور نہین

پیدا ہوتا جبتک کہ اوسکے علوم معلوم نکئے جاوین - اور وہ علوم عالیہ خلائق کہتے ہین
عالم ملکوت اور فرشتون اور روحانیات سے - اور یہ ساری اسرار [illegible]
علم قرآن عظیم ہے - اور اسکا سبق حاصل ہوتا ہے ماہرین سے اور اس فن کا پورا ماہر
وہ پیارا خدائے پاک کا مجسم نیک بندہ افضل الانبیا معصوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے
جنپر وہ کتاب وحی کیگئی - پس اگر شوق ہے تجھے اوسکے حصول کا تو اوس طاقت الٰہی
نبوت سے سیکھ کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن عظیم سات لغت پر ہے
تو اے طالب کیا مراد لیتا ہے تو اوسنے اور کیا ہین وہ سات لغت - الغرض ہم تجھے کہے
دیتے ہین کہ خیالی معنون کے جال مین عمر بھر پھنسا رہا ہی تو تیری وہی مثال ہوگی جو
گولر کے اندر کے کیڑون کو حاصل ہے - یعنے دنیا اون کے نزدیک اوتنی ہی ہے
جتنا کہ دور اوس گولر کا ہے - پس اے طالب فراخی اور کشادگی چاہے اور ڈھونڈھے
تو استقلال کو اور ثابت قدم رہو طریقہ پر اولیا اللہ کے کیونکہ اونکا مسلک کتاب
وسنت سے باہر نہین ہے شریعت مطہرہ سے وہ ایکقدم بھی تجاوز نہین کرتے -
جب تو اونکی راہ پر چلیگا تو شاید پانیوالا ہو جائے تو راہ مستقیم کا جسمین تیری سعادت
دائمی اور ابدی ہے -

فصل بست و ششم

اے ظاہر کے بینا اور باطن کے اندھے - اور دنیا کے شاغل افسوس ہے تیرے
حال پر سچ تو بتا کہ ظاہر دنیا سے تجھے کیا نصیب ہوا تیری جستجو تریاق اکبر تک تو
نہین پہنچائی جس سے زہر قاتل کا کھایا ہوا شخص شفا پاتا - اور نہ عود ارطب النضیر پایا

جو آگ پر رکہنے سے دماغ ہی تازہ ہوتا اور نہ مشک اذفر ملا جسکی خوشبو چھپائی ہی
نہ چھپتی۔ نہ کبریت احمر ہی ہاتھہ آئی جس سے حقیقت شی ہی بدل جاتی پتہر سے
یاقوت اور تانبے سے سونا نہ بنا تو تیرے پاس یاقوت اصفر ہے نہ
یاقوت اکہب ہے اور نہ یاقوت احمر ہے۔ اے بیٹے یہہ سارے اشیاء بہزار
محنت و مشقت شاہی خزانون ہی مین ہوتے ہین۔ عوام الناس کے ہاتھہ آنا النادر
کالمعدوم کا حکم رکہتے ہین۔ زر زمین۔ جاہ و حشم۔ مال و منال یہہ ہی پادشاہونکا ہی
حصّہ ہے۔ رہا عورت اور اولاد علی قدر مراتب اسمین سب شامل ہین مگر خدا کے
لئے انصاف سے کہنا کہ یہہ ساری چیزین زوال پذیر ہین کہ نہین۔ اگر وہ زر تو اور وہ
سب چیزین فنا ہونیوالی ہین۔ پہر ان ظاہری آرایش سے تجہے کیا نصیب ہوا۔
نہ تو تیری آنکھون کو سکہہ ملا اور نہ تیرے دل کو سرور ہوا۔ اب شاید تیرا دل یہہ
کہیگا کہ پہر کونسی چیز عمدہ ہے تو ہم یہہ بتلاتے ہین کہ سب سے بڑی دولت دولت عظمیٰ
قرآن مجید ہے۔ سبکا پیچھا چھوڑ۔ اور قرآن عظیم جو خزانہ لازوال ہے۔ اوسکے حاصل
کرنیکے درپے ہو۔ اور اوسمین بہی اس طریقہ کو مرعی رکہہ جو ہم تجہکو بتلاتے ہین اس
دولت پائدار کے حاصل کرنیکے بہی ظاہری علوم جیسے الفاظ قرآن سے علم لغت ہے
اور اوسکے الفاظ کے اعراب سے علم نحو ہے۔ اور اوسکے اعراب کی وجہون
سے قرائت اور اوسکے حروف کی آواز نکالنے کی کیفیت سے علم مخارج حروف اور
اوسکے الفاظ ہی معنون پر علم تفسیر ہی علم فقہ بہی ہی دریا کی ایک نہر ہے جو نظم و نسق و سیاست مدن و اصلاح تمدن کو بتلاتا ہی
جیسے بیع۔ ربا۔ و رہن۔ و میراث۔ اور نفقہ۔ اور غنایم کی تقسیم۔ اور صدقہ
اور مباحات۔ اور غلام و لونڈی کا پکڑنا اور آزاد کرنا۔ اور نکاح۔ طلاق۔ رجعت

خلع - مہر - ایلا - اور ظہار - لعان - اور حرام ہونا ہے - اور رضاعت - اور مصاہرت
قسم - اقرار گواہی - جہیز کی - مار - اور کافرون اور باغیون کا قتل - چور اور رہزنون
کے لئے حد اور تعزیر - کفارہ - اور خون بہا اور قصاص وغیرہ - اور ان سبکو
ظاہر سے تعلق ہے - اور آپس مین ایکدوسرے سے مرتبہ مین بھی علی قدر ہین علم
علم کلام بھی ہے - محدثین حامل علم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور متکلمین
اور مفسرین - اور فقہا یہہ سب علی قدر مراتب حصہ پانے والون مین ہین - ایعزیز
یہ لوگ اگر صرف ظاہری پر اڑے نہ رہکر خدا کی راہ کے سلوک اور نفس کی گھاٹیون
سے طے کرا دین اور دنیا ردنی اسے منہہ پھیر کر حق تعالے کے طرف توجہہ دلا دین تو اونکا
مرتبہ دوسرے علوم والون پر ایسا ہے - جیسا کہ آفتاب کا مرتبہ چاند پر - ورنہ ادنی ہی
درجہ مین رہینگے - تجھے اگر اجمال کی تفصیل دیکھنا ہے تو بزرگان دین کی کتابون کو
دیکھہ علی الخصوص محققان کامل حضرت امام غزالی وحضرت امام فخرالدین رازی
مقتدایان ہذالفن رحمۃ اللہ علیہم کے جن کے ظاہر کرامات یہہ ہین کہ اون کے تصنیفات
فوراً دل کو راہ خدا کے جانب لوٹا دیتے ہین - کیا تجھے اس آیۃ کریمہ کا کچھہ خیال
نہین اور کیا تیرا دل نڈر ہوگیا ہے جو فرمایا اللہ تعالی نے (کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ
رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ) بہائیجان سب عذابون سے
بڑا عذاب دیدار الٰہی کی نعمت سے محروم رہنا ہے - خدارا ہمارا کہا مان اور
چھوڑ دے تو اون علوم ظاہری کو جس سے تیرے آخرت کی خرابی کا باعث
ہے - اور اختیار کر تو اون علوم کو جسمین تیری دائمی بہلائی ہے - شاید اب تو
یہہ سوال کریگا اور خدا تیرے دل مین اس سوال کی خواہش ڈالے کہ دائمی

بھلائی کے علم سے سوال کرے کہ وہ کونسا علم ہے۔ ای میرے پیارے دوست خدا تجھے اپنی محبت عطا فرمادے سن کہ سب علمون مین شریف اور شریف ترعلم معرفت الٰہی کا علم ہے اور اوسکے مدارج ہین۔ یعنے علم ذات اور علم صفات اور علم افعال۔ اسکے بعد معرفت آخرت کا علم ہے۔ اور اسکے بعد راہ خدا کے سلوک کا علم ہے۔ یہ وہ علوم ہین جس سے قرب کی دولت اور دیدار الٰہی کی لذت جو ابدالآباد رہنیوالی ہے ہدست ہوتی ہے۔ کبریت احمر۔ تریاق اکبر عود رطب انصر مشک اذفر یہ سب اوسکے ٹھوکرکے مقابلہ مین بہی نھین آتے۔ ملاء اعلے اور خلد برین کی سیر یہ سب اوسکے تحت ہین۔ حور وغلمان بہشتی بعد کروفر بڑے طمطراق سے آراستہ وپیراستہ ہوکر خدمتگزاری مین اسپنے کو لینے کی تمنا مین ظاہر کرکے دست بستہ حاضر باش رہینگے۔

پس اگر چاہتا ہے تو ایسی دولت ابدی کو توست۔ اٹک کر رہ تو ظاہری الفاظ کے معنون پر۔ اور در پے حصول ہو تو اوسکے شاید راہ تبلادے تجھے خداوند کریم جیساکہ فرمایا۔ (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا) یعنے جو مجاہدہ کرتے ہین اونکو ہم ہماری راہین تبلاتے ہین۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (من عمل بما علم ورثہ اللہ تعالیٰ علم ما لم یعلم) یعنے جو اپنے علم کے مطابق عمل کریگا حق تعالیٰ اوسکو علم لدنی دیدیگا۔ اب اگر تو اوسکی معرفت حاصل کیا چاہتا ہے تو پہلے تجھے چاہیئے کہ غیر خدا سے کل علاقون کو توڑدے۔ اور رجوع کر تو اپنے کو خدا کے جانب جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے (وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا) یعنے سب علاقے کاٹ دے

اور حق کے ہی طرف رجوع ہو اور یہ تبتل اوسوقت تک حاصل نہ ہوگا جبتک کہ تمام علاقے توڑکر اللہ ہی کے طرف رجوع نہ لاوے۔ اور کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ) کی یہی معنی ہین۔ اور مسئلہ وحدة الوجود بھی یہین سے ہے۔

فصل بست و ہفتم

(یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَیْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ)

ترجمہ۔ اے بنی آدم تحقیق کہ بھیجا ہمنے تمپر لباس چھپاتا ہے شرمگاہین تمہاری اور بھیجا ہمنے لباس اوس سے آرایش کرو اور لباس تقویٰ بہتر ہے نرم اور تکلفی لباس سے یہہ نشانیون اللہ کی سے ہے توکہ نصیحت پکڑین۔

جانو ایطالب خداوند عالم کا یہہ حکم عام ہے ہمنے اس آیت کریمہ سے جو کچھہ حصہ لیا وہ بظاہر شرمگاہون کی حفاظت کی اور یہہ ہمنے جان لیا کہ لباس شرمگاہون کے چھپانیکے لئے ہے تو شرمگاہون کے چھپانیکے احکام شریعہ کہ ہمنے فرض مان لیا چونکہ اس حدتک مان لینا ہمارا ظاہر نص کے مطابق ہی ہے اسلئے کہ ستر عورت پر قیتے لے ہے اور لباس تقویٰ کا معنی پرہیزگاری کا کر لئے۔

اسکے بعد ہمنے جو کچھہ ہی لیا وہ فقط ظاہری الفاظ کے معنون ہی کو لیا اور جسم ظاہری کو چھپاکر اوسی پر اکتفا کر بیٹھے اور رہتا بھی ہیسے وتنا ہی ہے۔ مگر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ادنیٰ سے اوسط اور اوسط سے اعلیٰ مین امتیاز بغیر اسکے کہ کچھہ خصوصیت ہو مراتب کا جو برتاؤ کیا جاتا ہے اوسکی وجہ ضرور ایسی ہوتی ہے کہ مراتب ادنیٰ سے

گذر کر وہ ترقی کرتا جاتا ہے اور ترقی کے اسباب ایسے نہین ہوا کرتے کہ خلاف قانون
فطرت عمل پذیر ہو اور مدارج مین ترقی پاتا جاوے۔ بلکہ یون ہوتا ہے کہ امورات
ابتدائی پر پورا پورا حاوی ہو کر آگے قدم بڑھاتا جاتا ہے جیسے علم مین ترقی کرنیوالا
(الف با) پڑھنے کے بعد ہی آگے بڑھیگا یہہ تو نہین ہوتا کہ (الف با) کبھو لجاوے یا اوس
تا ہم وہ لغو تصور کرکے اوس سے کام نہ لے اور آگے علم مین عبور بھی حاصل کرے
پس ہمارا ادعا بعض علمائے ظاہر ہی سے ہے کہ اس آیت کریمہ کو تقوی کی حد تک تسلیم کرکے
عاجز ہوئے اور آگے کو ترقی کی چونکہ ارشاد باری ہے کہ (لباس تقوی بہتر ہے)
اور ان کے نزدیک بہتر لباس کے کامل کرنیکی کوشش اور اوسکے درپے ہوئے
سلیم وہ محقق کہلاتے۔ اور ان کے نزدیک لباس تقوی اطاعت ہے کہ اوس سے
آدمی کا عیب چھپتا ہے جیسے کہ شرمگاہین کپڑے سے پوشیدہ ہوتی ہین۔
اور بعضون نے کہا ہے کہ لباس تقوی عفت یا حیا۔ یا خوف الہی یا راہ نیک کا
لازم کرنا ہے۔ صاحب بحر الحقائق نے لکہا ہے کہ لباس کے قسمین دو ہین۔ ایک
لباس تقوی اور وہ حکم شریعت پر موقوف ہے۔ اور دوسرا لباس تقوی ہے
اور وہ حکم حقیقت سے متعلق ہے۔ کیونکہ لباس تقوی سے بدن ظاہری بہرہ مند
ہوتا ہے کہ اوسکا ستر عورت ہوتا ہے۔ اور لباس تقوی سے دل اور روح
اور سر اور خفی یہہ سب بہرہ مند ہوتے ہین اور ہر ایک کی ایک چیز اوس
سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ لباس تقوی سے دل کا حصہ صدق ہے طلب
مولے مین اور اوس سے دنیا اور ما فیہا کی طمع جو شرمگاہ ہے چھپتی ہے
اور لباس تقوی سے روح کا حظ حق سبحانہ تعالی کی محبت ہے اور اوس سے

اور حق کے ہی طرف رجوع ہو اور یہ نتیجہ اوسوقت تک حاصل نہ ہوگا جبتک کہ تمام علاقے توڑکر اللہ ہی کے طرف رجوع نہ لاوے۔ اور کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ) کی یہی معنی ہین۔ اور مسئلہ وحدۃ الوجود بھی یہین سے ہے۔

فصل بست وہفتم

(یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ)

ترجمہ۔ اے بنی آدم تحقیق کہ بھیجا ہمنے تمپر لباس چھپاتا ہے شرمگاہین تمہاری اور بھیجا ہمنے لباس اوس سے آرایش کرو اور لباس تقوی بہتر ہے نرم اور تکلفی لباس سے یہہ نشانیون اللہ کی سے ہے توکہ نصیحت پکڑین۔

جانتو ایطالب خداوند عالم کا یہہ حکم عام ہے ہمنے اس آیت کریمہ سے جو کچھہ حصہ لیا وہ بظاہر شرمگاہون کی حفاظت کی اور یہہ ہمنے جان لیا کہ لباس شرمگاہون کے چھپانیکے لئے ہے تو شرمگاہون کے چھپانیکے احکام شریعہ کو ہمنے فرض مان لیا چونکہ اس حدتک مان لینا ہمارا ظاہر نص کے مطابق ہی ہے اسلئے کہ ستر عورت پر قیتے لئے ہے اور لباس تقوی کا معنی پرہیز گاری کا کر لئے۔

الغرض ہمنے جو کچھہ ہی لیا وہ فقط ظاہری الفاظ کے معنون ہی کو لیا اور جسم ظاہری کو چھپا کر اوسی پر اکتفا کر بیٹھے اور رہتا ہی ہمے وتنا ہی ہے۔ مگر یہ یاد رہکہنے کی بات ہے کہ ادنی سے اوسط اور اوسط سے اعلی مین امتیاز بغیر اسکے کہ کچھہ خصوصیت ہم مراتب کا جو برتاؤ کیا جاتا ہے اوسکی وجہہ ضرور ایسی ہوتی ہے کہ مراتب ادنی سے

گذر کر و ہ ترقی کرتا جاتا ہے اور ترقی کے اسباب یہہ نہین ہوا کرتے کہ خلاف قانون
فطرت عمل ہی ہو اور مدارج مین ترقی پاتا جائے - بلکہ یون ہوتا ہے کہ امورات
ابتدائی پر پورا اسا را حاوی ہو کر آگے قدم بڑہاتا جاتا ہے جیسے علم مین ترقی کرنیوالا
(الف با) پڑہنیکے بعد ہی آگے پڑہیگا یہہ تو نہین ہوتا کہ (الف با) کبہو لجائے یا اوس
قاعدہ کو لغو تصور کر کے اوس سے کام نہ لے اور آگے علم مین عبور بہی حاصل کرے
یہی حال اولیا عظام کا ہی ہے کہ اس آیت کریمہ کو فتوی کی حد تک تسلیم کر کے
عمل پیرا ہوئے اور آگے کو ترقی کی چونکہ ارشاد باری ہے کہ (لباس تقوی بہتر ہے)
اسلئے اونہون نے بہتر لباس کے حاصل کرنیکی کوشش اور اوسکے درپے ہوئے
اسیلئے وہ محقق کہلائے - اون کے نزدیک لباس تقوی اطاعت ہے کہ اوس سے
آدمی کا عیب چھپتا ہے جیسے کہ شرمگاہین کپڑے سے پوشیدہ ہوتی ہین -
اور بعضون نے کہا ہے کہ لباس تقوی عفت یا حیا - یا خوف الٰہی یا راہ نیک کا
لازم کرنا ہے - صاحب بحر الحقائق نے لکہا ہے کہ لباس کے قسمین دو ہین - ایک
لباس تقوی اور وہ حکم شریعت پر مفوض ہے - اور دوسرا لباس تقوی ہے
اور وہ حکم حقیقت سے متعلق ہے - کیونکہ لباس فتوی سے بدن ظاہری پوشیدہ
ہوتا ہے کہ اوسکا ستر عورت ہوتا ہے - اور لباس تقوی سے دل اور روح
اور سر اور خفی یہہ سب بہرہ مند ہوتے ہین اور ہر ایک کی ایک چیز اوس
سے پوشیدہ ہوتی ہے - لباس تقوی سے دل کا حصہ صدق ہے طلب
مولے مین اور اوس سے دنیا اور ما فیہا کی طمع جو شرمگاہ ہے چھپتی ہے
اور لباس تقوی سے روح کا حظ حق سبحانہ تعالی کی محبت ہے اور اوس سے

غیر مولی کے ساتھہ پوشیدہ ہوتا ہے اور سر کا نصیبہ اس تقوی سے انوار لقا کا شاہدہ
ہے اور اوس سے ما سوا اللہ کو دیکھنے کی شرمگاہ چھپتی ہے۔ اور خفی کا حصہ لباس تقوی
سے ہویت حق کے ساتھہ اوسکی بقا ہے اور اوس سے ہویت خلق پوشیدہ ہوجاتی
ہے یعنے سب تعینات مضمحل اور پراگندہ ہوجاتے ہین اور سر وجودات متکثرہ سے
پندار اوٹھہ جاتا ہے (اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ) کا سر غرفہ وحدت قہاری پر جلوہ نما
ہوتا ہے۔ رباعی۔

ملک ملک اوست او خود مالک ہست　　غیر ذاتش کُلُّ شَیْءٍ ہالک است
کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ　　اِنَّ فَضْلَ اللهِ غَیْمٌ ہَاطِلٌ
ہالک آمد پیش وجہش ہست نیست　　ہستی اندر نیستی خود طرفہ الیست

اب سمجہا تو ایطالب مسئلۂ وحدۃ الوجود کو جو ثابت کیا گیا ہے اپنے موقع
پر اور یہہ ایک حالت اور بشارت ہے اون لوگون کے لیے جیسا کہ سورۂ
توبہ مین ارشاد باری ہے (اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ
الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ) یعنے توبہ کرنیوالے ہین عبادت
کرنیوالے ہین۔ تعریف کرنیوالے ہین۔ اور راہ مین پہرنیوالے ہین رکوع کرنیوالے
ہین سجدہ کرنیوالے ہین۔ حکم کرنیوالے ہین ساتھہ بہلائی کے اور منع کرنیوالے
ہین نامعقول سے اور نگاہ رکہنے والے ہین حدون اللہ کی اور بشارت ہے
ایمان والون کو) جو اوٹھتے بیٹھتے لیٹے کہڑے چلتے پہرتے خدا کی یاد سے غافل
نہین رہتے۔ دنیا اور نہ دنیا کے کام اونکو اپنے مشغلہ سے باز رکہہ سکتے ہین

اسلیئے کہ اسباب ظاہری پر اونکی نظر ہی نہین پڑتی - توحید حقیقی اسدر یہ ہے محبت مطلق
کے پر جوش محبت مین ایسے گہر جاتے ہین کہ کثرت کا اونکو ذرا باقی نہین رہتا
واقعی یہی لوگ ہین بڑے مرتبہ والے -

اب اگر کوئی یہ کہے کہ کیا اسباب ظاہری توحید حقیقی کے مانع ہین اور اگر
یہ صحیح ہو جائیگا تو اولیاء کے مقابلہ مین انبیاء کی توحید ناقص ٹہریگی اس لیئے
کہ کل انبیا علیہ السلام پر اسباب ظاہری کا ورود ہوا ہے - (ماشاءاللہ) سوال
تو ایسا ہے کہ کوئی ساری کتاب سنکر یہ پوچھے کہ زلیخا مرد ہے یا عورت -

ایعزیز - دنیا ہی تو کمائی کی جگہ ہے (جو یہان اندہا وہ وہان اندہا اور
وہی ہے راہ بہولنے والا) جو یہین سے نہتا جائے تو آخرت کے بازار
مین کیا لے سکتا ہے - کمائی تو ضرور ہے اور اوسکے لئے اسباب مین مشغول
اسباب ظاہری سے کیا مراد ہے اسکو تو سمجہا نہین - پس جان تو کہ کہا مولانا
روم رحمۃ اللہ علیہ نے بیت

چیست دنیا از خدا غافل بودن ۔۔۔ نہ قماش و نقرہ و فرزند و زن

خاک پڑے اون اسباب پر جنکے سبب سے خدا کی یاد بہول جائے
اور (قالو بلیٰ) کا اقرار نسیاً منسیا ہو -

بات تو یہ ہے کہ خدا کے امر پر چلنا اور اوسکے نہی سے دور رہنا یعنے
غیر کی مرضی کے موافق چلنا ہی اطاعت اور فرمانبرداری اور اظہار آثار محبت
کی کامل دلیل ہے جسکا مدار محض (اشد حبا للہ) پر ہے اور یہی زینہ
ہے توحید حقیقی کا اور یہین سے ہے اشارہ تاکنایہ مسئلہ وحدۃ الوجود

تیسرے عزیز پانسوان بیان اپنے تیرے مین شبہہ کو بھی دور کر دیا ہوگا کہ
توحید اسباب کے توحید الاسباب مین کوئی خلل نہین واقع ہوتا تو انبیاء کی اصلی
توحید مین اسباب کی وجہ سے کیونکر فرق آسکتا ہے اسلئے کہ وہ معصوم
بھی تو ہین۔
اور یہہ تیرا سوال زیادتی کی راہ سے ہے کہ اولیاء کی معرفت توحید کو
انبیاء کی معرفت توحید پر ترجیح دیتا ہے۔
ایک ادنی جاہل سے جاہل کا بھی یہہ عقیدہ ہوگا اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ جو
انسان کتنا ہی بڑا اولوالعزم ولی کیون نہو وہ بسطاقدان نبوت کا فیض یافتہ اور اسرار
انبیاء کا جامع اور انوار نبوت سے کامیاب ہوگا۔ پس جانتو اے طالب اولیاء اللہ علوم
انبیاء ہی کو حاصل کرکے اون کے شریعتون کے اسرارات کو معلوم کرتے ہین اسلئے
اون مین سے ہر ایک کو ہزار ہزار عابدون پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔
اے عزیز۔ خدا کا بہت بڑا احسان ہے کہ قرآن عظیم نازل فرمایا اور ما دون کے
رموز اور اسرارات اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے ہمپر
کھولے کیا اچھا ہے تو اسکو فرمایا رب العزت نے سورۂ انفال مین۔
فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ
رَمَىٰ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ترجمہ
پس نہین مارا تمنے اونکو لیکن اللہ نے مارا اونکو اور نہین پھینکا تونے جس وقت کہ
پھینکا تہا تونے ولیکن اللہ نے پھینکا تہا اور تاکہ آزمایش کرے ایمان والونکو
عنایت نعمت کے اپنی طرف سے آزمایش نیک تحقیق اللہ سننے والا جاننے

والا ہے۔ اے میرے پیارے دوست خود غور کر تو فضل کی نسبت کو اندام ہو جاتو (والراسخون فی العلم یقولون کل من عند ربنا) کی تعریف مین اور راتوا بیان (وعلمناہ علما لدنا) پر اور مست ہو تو (تو من ببعض وتکفر ببعض) کے مصداق یہی ہین امور نازک اور ادق اور غامض بہت لمعن کہ تو اہل وجود یہ پروہ نہین ہین باہر شریعت مطہرہ کے بلکہ وہ تمنا کرتے ہین حاصل کرنے مین پورے اور کامل شریعت کے اور چھوڑ دیا ہے اونہون نے ماسوا اللہ کو جیسا کہ فرمایا رب العزت نے سورۂ انعام مین (قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) کہ آؤ پڑھو مین جو حرام کیا ہے رب تمہارے نے اوپر تمہارے یہ کہ نہ شریک لاؤ ساتھ اُسکے کسی کو اور ساتھ مان باپ کے احسان کرنا۔ العزیز اب کیا کہتا ہے تو مسئلہ وحدۃ الوجود کے عقیدے والون کے نسبت جو وہ خداوند عزوجل جلشانہ کے وجود کے سوا اور کسیکا وجود نہین کہتے۔ خبردار یہہ نازک باتین ہین اپنے کو طبیعت کے غلو سے بچا اور رہبر کامل کا ہاتھ پکڑے بغیر آگے نہ بڑھ ورنہ تیری ہلاکت کا موجب ہے کیونکہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث (کہا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ یاد رکہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (دو باسن) یعنی دو علم۔ پہر ایک ان دونون مین سے پہیلا دیا مین نے تم مین اور دوسرا کہ پہیلا دون مین اُسکو کاٹا جاوے۔ یہہ گلا یعنے کہا تا اور تیری حلقوم) روا بخاری۔

العزیز عالم ممکنات گو تیری نظر مین گل و گلشن متمثل ہو رہا ہے دراصل تو ایک اوہے لق و دق بے وحشت وادی مین گہیر گیا ہے جانے جسکو جلد یا بدیر تنگی

غور کرنی چاہیے کہ ہستی ظاہری کے ساز و سامان نے تیرے دل کو ہر طرف سے پہانس
لیا ہے جسے تو یکتا ہے اور ہر ممکنات ہی کا جلوہ ہے اسلئے ہستی عالم کا معتقد ہو گیا
خدا بچاوے تجھکو اس عقیدہ باطلہ سے کہ ہستی حق تیری نظر سے گر گئی۔ اگر تو دونوں
وجود کا قائل ہے تو گویا دونوں وجود کو حقیقی جانا حالانکہ ذات ممکنات اوسکے
وجود کا غیر یعنے زاید از ذات ہے اور یہہ اپنے موقع پر طے ہو چکا ہے کہ اللہ اسم
ذات ہی اور وجود اور ہستی اوسکی ذات کا غیر نہین اور نہ زاید از ذات ہے
اور یہہ تیری سمجھ کا حجاب ہے کہ دو وجود کا قائل ہوکر ایک کو قدیم دوسرے کو
حادث ایک کو فانی دوسرے کو باقی تصور کرتا ہے حالانکہ تجھکو ایسا عقیدہ ہے
کہ ذات اوتعالے شانہ (لاحد لہ ولا انتہا لہ) ہے کیا تو یہ نہین جانتا کہ جمہور
مجتہدین جو روسائے ملت اور بانی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہین وہ کل کے
کل اسپر متفق ہین کہ (حصول مغایرت بین الشیئین بدون انفکاک از یکدیگر محال ہی)
جب تو دو وجود مان لیا تو انقطاع وجود باہم دیگر بہی ماننا پڑیگا اسلئے کہ جبتک وجود
اولی مین انقطاع انتہا واقع نہو وجود ثانی متصور نہین ہو سکتا۔ پس وہ تیرا عقیدہ
(وحدہ لا شریک لہ ولا انتہا لہ) تیرے ہی خیال باطل سے غیر صحیح
ہوا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے وجود ممکنات کو اگر تو صحیح سمجھیگا یعنے ماسوائے وجود
حقیقی کے اوسکے غیر کو بہی ثابت کرنیکی کوشش کریگا تو وجود ممکنات کا ازلی
ہونا لازم آئیگا جس سے (وحدہ لا شریک لہ اور قل ہو اللہ احد)
جو نص صحیح تہے اور جس سے ذات لا یدرک کی وحدانیت ثابت ہے اوس سے
انکار کرنیوالون مین سے ہوگا اسلئے کہ ایسا عقیدہ کسی مومن مسلمان کا نہین ہے

پس صحیح اور اصح اور بین عقیدہ یہی ہے کہ اوتعالیٰ شانہ لاشریک لہٗ ولاضد
ولا انہا لہٗ ہے جیسے وہ منزہ ہے اوسکے جمیع صفات کیلئے بھی منزہ و بری
برحق وہی ایک ذات واجب الوجود وحدۃ الوجود ہے اوسکے اشیا سے
کسیکا وجود نہین اور نہ کوئی اوسکے سوا سے موجود سمجھا جا سکتا ہے۔ اور
یہہ کلام نہ معمول ہے نہ مبہم ہے اور نہ شائبہ توہم کی اسمین گنجایش ہے نہ تاویل
کی راہ سے کہا جاتا ہے نہ تسویل کی راہ سے اور نہ یہہ اصطلاحی کلام ہے
اور نہ سکر و استغراق ہی کی حالت مین بولا جاتا ہے اسلئے کہ اوسکی وضاحت
سے تصریح کردیگئی ہے کہ فی الحقیقت وجود ایک ہے۔ اور وجود دیگر اشیا
وابداً معدوم۔ کیا تو یہہ بھی نہین جانتا کہ معدوم ہمیشہ معدوم ہی ہے اور موجود
ہمیشہ موجود ہے موجود معدوم نہین ہو سکتا اور نہ معدوم موجود کیونکہ شئے
معدوم کا وجود مین لانا قلب حقیقت ہے اور یہہ محال اور باطل ہے۔ پس یہ
عمل پیرا ہین اولیا اللہ اوس حکم کے جیسا کہ ارشاد باری ہے سورۂ النساء مین
(وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا ۝) ترجمہ۔ اور عبادت
کرو اللہ کی اور مت شریک لاؤ ساتھ اوسکے کسی چیز کو۔ اور تصدیق قلبی کے
ساتھ یہہ کہتے ہین جیسا کہ سورۂ جن مین ارشاد ہے (فَآمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُشْرِكَ
بِرَبِّنَا أَحَدًا) ترجمہ۔ پس ایمان لائے ہم ساتھ اوسکے اور ہرگز ہرگز نہ شریک
لاوینگے ساتھ رب اپنے کے کسی کو۔ یعنی یہ ایک پیسے مجھکو ایک [illegible]
(ہمہ اوست) کہتے ہین کہ وجود ایک ہی ہے اور وہ ذات اوتعالیٰ شانہٗ ہے
[illegible]

کے افعال جبکہ کو قول جو تیری منافیت کی بہلائی کا موجب ہو گیا تو یہہ نہیں جانتا
کہ ترازو کا سیدہا پلہ اوپر اٹھہ جانے سے بایع کا نقصان ہے اور بایین پلہ اوٹھہ
جانے مین مشتری کی نارضامندی ہے چونکہ تیرے اعمال کا مشتری خداے واحد
صرف یہی معنی کو ترجیح ملکی ہے کہ انکا صاحب البشی ہوا و منصب ہی کو اصلح ترجیح دے کہ مصنوع
ہی ہے کے توہم مین صانع مطلق نظرانداز ہو کیونکہ ایک جانب صانع کی ناخوشی
ہے تو دوسرے جانب تیری متاع ہی غارت ہونیکا اندیشہ ہے اور یہہ
خوب یاد رکہہ کہ کسی مرتبہ مین بہی عبد رب نہین ہو سکتا اور نہ رب عبد
ہو سکتا ہے ان مسئلہ وجود کو سعدی علیہ الرحمۃ نے بہی کیا خوب سمجہایا ہے۔

رہ عقل جز پیچ در پیچ نیست + بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفت این باحقایق شناس   ولی خردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمین چیستند   بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند   جوابت بگویم گر آید پسند
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک   بنی آدم و دیو و حور و ملک
ہمہ ہرچہ ہستند ازان کمترند   کہ با ہستیش نام ہستی برند

نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ۔

پناہ بلندی و پستی توئی   ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

الغرض کہ حقیقۃ الوجود ایک نقطہ مطلق ہے گویا وہ سکے معارف و رموز و اسرار
کا ایک بہت بڑا وسیع دریا ہے جسکی تہہ مین لاگنتی انواع و اقسام کے
نعمت غیر مترقبہ ہین جبتک خطرات ظاہری سے سالک دشی نصیب نہو

ھے وہان تک پہونچنا تو شوار ہی نہین بلکہ محال دیکھیے جن لوگون نے انکے معارف کو
آسان سمجھ لیا ہے وہ نہایت غلطی مین ہین کیا اونہون نے یہ بھی نہین دیکھا کہ
جہان خزانہ شاہی ہوتے ہین وہان اہتمام حفاظت بھی بڑے ہی درجہ پہ ہوتا ہے ہر ہر تھیلی پر
توڑہ مہرین ہوتی ہین جسکو خاص ہی لوگ سرکاری کے حکم سے توڑنے پر
قادر ہوتے ہین - کوڑیان ہی تو راستے پر پڑی نہین رہتین چہ جائے کہ انمول
جواہرات ہون اور لوگ اوسکو بلا روک ٹوک بغیر محنت و مشقت کے چن لین

ا فقیر خراب ہی اگر تجھے مثل احول کے دو وجود کا اقرار ہے تو اس مرض کا
علاج اون نسخہ جات سے کر جسکو اون لوگون نے مرتب کیا ہے جنہون نے
اپنی عمر کے بڑے حصہ کو معرفت بارگاہ بے مثالی مین صرف کیا ہے - یہ بھی
اگر تجھے منظور نہین ہے تو اس تیرے جہل مرکب کا علاج خدا ہی
کے سپرد ہے -

اے خواہشات نفسانی کے بندے عبداللہ جسم چند روزہ آرام و آسائش
دنیای فانی کیلیے آخرت کے اعلے اعلے مراتب حاصل کرنے سے
کیون غافل ہو بیٹھا ہے -

بیدار ہو بیدار ہو اے خواب غفلت مین پڑے ہونے والے بیدار ہو
علم العرفان کے چشمہ آب حیوان سے توحید خداوندی کا جام نوش کر کے
قرب الٰہی کی منزل گاہ مین گذر کیلیے حیات جاودانی حاصل کر شروع [illegible]
ہے یہ اوسی نبی کریم امی لقبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جسنے ہدایت کے
دروازے بہر سو مفتوح فرمایا - پس اب تو جہان جا تو برا طریقہ کو صحیحہ [illegible]

اور کوشش کر تو اسکی کہ کامل اور بارونق ہو دین تیرا اور حاصل ہون سب تجھے
مطالب اعلیٰ جانب سے اللہ غالب بندگی و برتر کے فقط

خاتمۃ الکتاب

آجکل اہل اسلام مین ایک مرض صعب پیدا ہو گیا ہے یعنے اون مسائل مین بحث
ہوتی ہی جسمین گفتگو کرنے سے روکا گیا ہے۔ اونہین مسایل مین سے مسائل علم
عرفان بھی ہین جو گلی گلی کوچہ کوچہ ہر کس و ناکس کے زبان زد ہو رہے ہین ہر شخص
اپنے کو صد اور ضد ا سیدہ کہتا ہے گو وہ اوسین لاعلم ہی کیون نہو۔ بظاہر اسکی
وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جہال مشایخین نما اونون کو دنیا طلبی نے یہ شوق
دامنگیر کرایا ہے کہ اپنے مرید کثرت سے ہون تحفے تحایف دعوتین کثرت سے
آئین عزت دنیوی کا شہرہ ہر ہر محلہ اور گہر گہر ہو لوگ اونسے منہ قدمون
پر گرین اور آنکھون سے قدم میمنت لزوم کے بوسہ لیکر سعادت دارین
حاصل کرین ہائے افسوس یہ بدعت سیئہ ایسی پھیل گئی ہے کہ عیب بھی
ہنر اور گناہ بھی اجر معلوم ہو رہا ہے کیا ان دنیا پرستون کو یہ بھی سوجھتا
نہین کہ سلف مین جو باتین نہ تھین اونکو کیون ہم جاری کرین (بدنام کنندہ
نکونامے چند) انہین کی راہ و روش نے بزرگون کو بہی ناحق بدنام کر رکھا
ہے بیان ان کے درباروں کی یہہ شان و شوکت ہے کہ مریدین دو دو چو قدم
دور ہی سے اتر نے لگتے سر نیچے کئے ہوئے نشست گاہ پیر تک پہونچتے
ہی سجدہ آلود ہو کر قدمون پر گر پڑتے ہین کسکی مجال کہ پیر صاحب سے بات تو بات

آنکہ تو ملا ہے۔ مزا ہے سب حال برادران خالی الذہنوں کے کہ خدا کے گھر یعنی مسجد
مین جاتے وقت اتنا خوف نہین کرتے نماز ہی مین اگر ایسا خشوع اور خضوع ہوتا تو
کیا اچھا ہوتا۔ اسیطرح حج مین ہی تو یہ قواعد نہین زیارت حرم شریف کو جائین تو وہان
بھی تو یہہ بدعتین نہین (السلام علیک یا نبی اللہ) کے بجز اور کچھہ نہین کہا جاتا
مگر یہان لکھو کہا اسیطرح آداب ہین کہ پیر صاحب کی خوشنودی کیلئے کئے جاتی ہین
مریدون کے آداب گو ہمارے ہی اسلاف کے مقرر کردہ ہین لیکن وہ اہل دل
کس پایہ اور مرتبہ کے تھے کہ ایک چشم زدن مین ادنی سے ادنی بدتر کو بھی اپنی
صحبت مین رنگ کر اعلی امراتب پر پہونچا دیتے تھے جسکے جانب آنکھہ اوٹھا کر
دیکھا اوسکا بیڑا اپلے پار ہوتا تھا اسکے وجہ بجز اسکے اور کیا تھی کہ اونکی ریاضت
اونکی خدا طلبی۔ اونکی دنیا سے نفرت تقوی ورع کمال درجہ کا تھا اونکے عادات
ایسے نہ تھے جواب پائے جاتے ہین اگرچیکہ اب بھی (اللہ) کے مقبول بندے
موجود ہین مگر ہماری بصارت پر غفلت کے ایسے پردے پڑگئے ہین کہ بھلے
برون کی تمیز کر نہین سکتے۔ ان وہ آداب کس لئے مقرر کئے گئے تھے
یہ تک بھی تو معلوم نہین اوسپر یہہ دعوے کہ (ہمچو من دیگرے نیست) خیر
بات بہت دور جاتی ہے حیرت تو اس بات کی ہے کہ لوگ مرید کیون ہوتے
ہین مرشد سے تو آنکھہ ملانیکی طاقت نہین مرید اپنے اشکال کس سے بیان
کرے اور مرشد صاحب کب اوسکی تسکین کرین مریدون سے اگر پوچھا
جائے کہ بھائی تم مرید تو ہوئے کس لئے اور کیا ملا تو اس موقع پر خوش عقیدہ
لوگ کیا خوب کہتے ہین کہ (کر مزدوری کہا چوری) جو خدمت کریگا وہ میوہ پائیگا

غفلت کچھ اون بادلکے گہر کی روشیان نہین کہ چہلکے سے سامنے دکہہ ہو گئین
بعضے جو تشنہ ہوتے ہین اونکا یہہ قول ہے کہ حضرت پیر و مرشد کی خدمت بابرکت
مین ہمکا زمانے نے موقع نہین دیا۔ ورنہ ہمارے حضرت کے پاس کیا کمی ہے
جو چاہو دکہادین ہم لوگ تو قال ہی قال مین پہنسے ہین ہمارے حضرت کے یہان
قال وغیرہ کے ڈہکوسلے تو مطلق نہین (شنیدہ کی بود مانند دیدہ) وہ تو ہمیشہ
حالت استغراق ہی مین رہتے ہین اور جھٹ سے طالب کو مقصود تک ایکدم مین
پہونچا دیتے ہین۔ اور بعضے یہہ کہتے ہین کہ حضرت کے ارشادات کی تعمیل ہمسے
کہان ہوسکتی ہے وہ تو لوہے کے چنے ہین اور ہم دنیا کے کتے اتنی فرصت کہان
جو حضرت کے ارشاد کی تعمیل کرین۔ واہ ماشاء اللہ کیا کہنا (اطلب العلم
ولو کان بالصین) دین کی طلبگاری اسیکا نام ہے۔ اور بعضے اپنے
خیال باطل مین مسئلہ وجود کے سمجھنے مین افراط و تفریط کے ساتھہ ایسا غلو کیا
کہ سیدھے عقل کہو کر اونکے عقاید باطلہ کا اندیشہ ہی نہین ملتا آیا اور آخرت مین (نعوذ باللہ) وہ خدا ہی سے مقصود حقیقی جو تھے
پا گئے تو اونہون نے مسئلہ وحدۃ الوجود کی سمجھا نا اور نہ ثبوت وصال ہی کو سمجھے اور نہ تعلیمی اغراض کے مقاصد تک اونکی
عقل کی رسائی ہوئی پس خطا کی اونہون نے اپنی غلط فہمی سے۔ اور بعضے خرافات بھی
بکتے ہین کہ ہمنے یہہ دیکھا وہ دیکھا یہہ پایا۔ وہ پایا۔ یہانتک پہونچے وہان
تک پہونچے ایسی مریدی پر تف ہے اور ایسی مرشدی پر بھی خدا کی مار ایسے
بکنے والے سب جہوٹے دغاباز ہین وہ تو درگاہ لا ابالی ہے وہان کا معاملہ ہی اور
ہے جیسے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے اونکے ایک دوست نے پوچھا تہا کہ
ازین بوستان کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر داشتم

کہ چون بدرخت گل رسیم دامن پر کنم ہدیۂ اصحاب را۔ چون برسیدم بوی گل چنان
مست کرد کہ دامنم از دست برفت) بات تو یہ ہے کہ۔ رباعی

گر کسی وصف او زمن پرسد — بیدل از بے نشان چہ گوید باز
عاشقان کشتگان معشوق اند — بر نیاید ز کشتگان آواز

کیا خوب کہا مصنف معارج النبوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے۔ رباعی

تو گمان میبری کہ یافتہ — تو بجز داین دروغ بافتہ
ھر کہ گوید یافتم مپسند — کہ با باد ہل گفتگو نرسند
دم زدن مانع وصال بود — وصل را گفتگو محال بود
ھر کہ او را بیافت خود گم گشت — قطرہ محو بحر قلزم گشت
چون نماند وجود قطرہ کش — لاف مجوی اندر حیرت کش

سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے کہ شعر۔

این مدعیان در طلبش بیخبر انند — کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

بقول کسی کے یہہ لوگ ایسے ہین کہ (کہان گئے تھے کہین نہین کیا لائے
کچھہ نہین) مرشدون کا کیا کہنا وہ تو اپنی ڈول ہی ڑہانکی فکر مین ہین حضرت
پیر و مرشد صاحب کے فیض صحبت کا یہہ ادنی اثر ہے کہ حضرت کے مریدون
مین الفت اور محبت تو در کنار اتفاق تک پایا نہین جاتا۔ آپس کا اتفاق
تو ایک جدی بات ہے یہان مرشد صاحب ہی سے خلوص ندارد۔ جو کچھہ
او آب ہین وہ صرف ظاہری جاپلوسی ہے۔ اخلاص و محبت او آب و تعظیم
تو جب ہی ہو کہ پیر صاحب کے ارشادات کے موافق منزل عشق الہی مین

رجب وچلہ کی نیگام رہی۔ جن بچارون کو دنیا یا عزت دنیا پیدا کرنا ہے اون کو
معرفت حق سے کیا نسبت نہ تو اونکا علم فائدہ دے اور نہ ریا اور مکاری کا زہد
دنیوی کام آئے اور نہ معرفت کا کچھ ثمرہ ہاتھ آئے۔ جتنا اونکی ذاتون سے
نفع ڈہونڈا جائیگا دنیا ہی نقصان اور خسارہ نصیب ہوگا بیت پس قالب خویش
کہ زیر چادر باشد۔ چون بازکنی ہا در بادر باشد۔ انکی مثال اون مکار شعبدہ باز
گاڑوڑیون کی سی ہے جو آنا فانا روپے کے روپے نکالکر لوگون کو بتلاتے
ہین مگر اون روپیون سے نہ تو او نھین کمبختون کو فائدہ ہے اور نہ غیر اون
سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔ یہی حال اون علمائے سوء اور مشائخین دنیا
طلب کا ہے کہ اون کے علم وغیرہ سے خود او نہین کو فائدہ نہین تو غیر کیا
نفع اوٹھا سکتا ہے۔ سچ کہا سعدی علیہ الرحمۃ نے (تلمیذ بے ارادت۔
عاشق بے زر است۔ و رونده بے معرفت مرغ بے پر۔ و عالم بے عمل
درخت بے بر۔ زاہد بے علم خانہ بے در۔ مراد از نزول قرآن تحصیل
سیرت خوب است۔ نہ ترتیل صورت مکتوب۔ عاصی معتقد پیادہ رفتہ
است۔ و عالم متہاون سوار خفتہ عاصی کہ دست بردارد بہ از عابد کہ در سر دارد۔
خدا ایسے مرشدون کو سمجھے جو اسلاف کو بھی مطعون کر رہے ہین۔ وہ کس
قید ہوے بیٹھے ہین۔ قیامت مین جب رب العزت اجلاس فرمائیگا اور بڑے
بڑے نبی نفسی نفسی کہینگے اوسوقت ان حضرت پیر صاحب کو اپنے ہی
اعمال کی گٹھڑی سر پر دھر کر چلنا مشکل ہو جاویگا بقول حکیم ثنائی رحمۃ اللہ
علیہ کے رباعی

خرنگ وضعیف بارگران — منزلت سنگ لاخ توحیران
خانہ تار وچراغ کم روغن — باد صرصر وباد خانہ شکن

اوران حضرت کے پیچھے بنجارون کے تانڈے کے مانند مریدون کی لتا ڑانے ناوانون تمہاری ہی رہائی اورچھٹکارہ مشکل ہوگا خدا جانے کون کون جرم کی پاداش مین مبتلا ہونگے توایسی خطرناک حالت مین مریدون کے شفیع کب بنوگے ۔ سچ کہا کسی صاحب دل نے ۔ **ابیات**

چون جان زتن گردد جدا از فعل تو پرسد خدا — پس توچہ گوئی ای گدا آنگہہ بگو احوال خود
انواع نعمت میخوری بہر نفس تن راپروری — چون جان زتن گردد جدا آنگہہ بگو احوال خود
زیرزمین قطعاً شوی من ریگ پیش شوی — در جواب این حیران شوی آنگہہ بگو احوال خود
این استخوانت بختہ درگور گردد ریختہ — باخاک پس آمیختہ آنگہہ بگو احوال خود
دردار دنیا مبتلا باعنبر ماندی دلا — تواین سبب بینی بلا آنگہہ بگو احوال خود
رجم سخن شیطان عمل مصحف بکف دل در غلی — گیندچون زین اسے دغل آنگہہ بگو احوال خود
میزان توچون کم شود تعدیل حق تورود — دوزخ ترا ماد رشود آنگہہ بگو احوال خود

پیرکا تو یہ کام ہے کہ جب مرید کا ہاتہہ پکڑا تو اوسکو کمالات دین سے کچہہ نہ کچہہ نصیب کراکرہی چہوڑا آگے اوسکا توشہ بہروسہ اوسکے ساتہہ ہے جب مرید کو عشق کی لوہین لگادی تو یہہ آنچہ کبہی بجہتی ہی نہین ہمیشہ تیز او بہڑکتی جلتی ہے جبکہ وہ طالب صادق ہے تو اپنی عافیت کا وہ آپ ہی سودا خرید لیگا ۔ ہدایت اور راہ پرلانا الحاد اور زندقہ سے بچانا مرشد کا کام ہے ویرنہ مرید بننے کی حاجت ہی کیا ہے ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ ذکواۃ ۔ اوامرو

تو اہی کا پابند ہونا کافی ہے۔ جن لوگون نے آیندہ حاصل ہونیوالی آخرت
کی نعمت ولذت پر سرپرست بالفعل لذت دنیا کو ترجیح جانا واقعی وہ محبت
دنیا مین غرق اور اوسکے دام بلا مین پہنسگئے عالم ملکوت کے اسرارات اونکے
دلون سے بالکل پوشیدہ ہوگئے اسلئے کیصرف ظواہر ہی پر اونکی نظر اٹکگئی
عقل وفہم سے ہرگز ہرگز وہ اون اسرارات کو نہ پہونچینگے۔ پس اب التجا و نیاز
مین ہم بارگاہ خداوندی کے جانب کہ اے (اللہ) اس مرض لاحقہ سے
یعنے رسمی پیری اور مریدی کے طوفان بے تمیزی سے اہل اسلام کے عقائد
کی کشتی کو غرق ہونے سے نجات دلاکر سلامتی کے کنارہ پر پہونچا۔ اور
بزرگان سلف کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما جس مین تیری اور تیرے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہے۔

اے پادشاہا واے بے نیاز! اس عاصی پرمعاصی کی اس
کتاب کو جسکو کہ مینے خالصاً (للہ) اون لوگون کے جواب دینے کے
لئے لکھا ہے جو تیرے پیارے دوستون کے مسلک پر طعن اور
اعتراض کرتے ہین اسکو بطفیل حضرت رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم قبول فرما۔ اور جو کچھہ خطا ہوئی ہو تیری ستاری اور غفاری
رحیمی اور کریمی کو اس حقیر ناچیز کے حال زار پر مبذول فرماکر بخشدے
اور صدقے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے پیارے
دوستون کے اس سراپا گناہ گار نابکار عاجز و ناتوان اور کل مومنین
و مومنات کے گناہون کو جیسا کہ ستاری کرکے دنیا مین پوشیدہ رکہا

آخرت مین بھی شرمسار نکر اور اپنے پیارے بندون کے زمرہ مین اوٹھا اور
اپنے دیدار کی نعمت وراحت ولذت نامتناہی سے سرفراز فرما کیونکہ جو کچھہ
ہے وہ تیرا فضل ہی فضل ہے اسلئے کہ ہماری حالت اوس سے بھی بدتر
ہے جیساکہ مولانا شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ نے کہا۔ رباعی

چو زمین سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد — کہ تو مرا خراب کردی بہ سجدۂ ریائی
چو بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند — بیرون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے پاس نہ کچھہ ذاتی کمائی ہے اور نہ کچھہ سرمایہ البتہ گناہون کا
بوجھ سر سے اونچا بجز عاجزی اور لاچاری کے کچھہ نہین ہے جبتک تیرا فضل
نہین ہوتا کوئی بات ہماری کام پر نہین آتی پس تو ہی اپنے فضل وکرم سے
اپنے پیارے دوستون کے زمرون مین شمار فرما کر توحید خالص کامل اکمل
عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔ فقط

تمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	اور	+
۲۴	۶	قادری	قاری
۴۶	۱۰	صوفیہ	صوفیاء
۴۷	۱	وہ	+
۴۸	۱	اور	+
〃	۵	کفتر	کفر
۴۹	۱۲	جبر	جبر
۴۴	۸	گئین ہین	گئی ہے
۴۴	۸	صفتین	صنفتین
۵۴	۹	واحسن	وحسن
۵۴	۸	ملمنا ہو	علمناہ
〃	۱	ذکر	ذکرا
۵۷	۲	انتہوا	انتہوا
۵۹	۱۹	حس	جس
۶۴	۵	مسوس	منصوص
۷۶	۱۹	تورک من النار	بورک من فی النار
۷۷	۱	ہی ہوتا	ہوتا
۷۷	۲	مبیقولون اللہ	سیقولون اللہ
۷۸	۸	الطواب	التواب
۸۱	۷	واللہ	وللہ
۹۴	۱۸	مین	ہین
۱۰۴	۱۴	قطر	قطرہ
۱۰۴	۱۴	اس اشلہ	اشلہ
〃	۱۷	بھی	ہی
〃	۱۹	موجد	موجد
۱۰۵	۵	کیونکہ اوس	کیونکہ وہ اوس
۱۰۶	۱۷	بھی	ہی
۱۰۵	۶	جرارت	حرارت
۱۰۸	۱۱	کچھ ہی	کچھ بھی
۱۱۰	۱۱	اورراگ	اور آگ
〃	۱۸	ہوتا	ہونا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۲	۴	شئی ء	شئی ءٍ
۱۱۳	۶	القنا	آتینا
۱۱۵	۱۵	شئی ء	شئی ءٍ
〃	۱۸	شئی ء	شئی ءٍ
۱۲۸	۱۴	کہنا	کہا
۱۲۹	۳	صوفیہ	صوفیاء
〃	۸	جاتا ہے	چاہتا ہے
۱۳۰	۸	صوفیہ	صوفیاء
۱۳۱	۲	جسکو جانتے ہین	جسکو جب جانتے ہین
〃	۴	جریہ	جزیہ
۱۳۲	۱۵	نبی نوع	بنی نوع
〃	۸	صحر	سحر
۱۳۳	۳	وداء	ورع
۱۴۰	۱۷	صاجاً	صاحاً
۱۴۱	۲	کلمح البصر	کلمح بالبصر
〃	۱۴	بدیعت	ودیعت
۱۴۲	۳	اور ایک	وہ ایک
۱۴۴	۶	اوسکا	اونکا
〃	۱۴	کسطرح	کسیطرح
〃	۱۷	اشیاء و مشترک	اشیاء مشترک
۱۴۸	۲	سیہی	سہی
〃	۱۳	فرد	مصرع
۱۵۳	۷	ارطب النفر	ارطب انفر
۱۵۴	۶	ایلیت اللہ	آیت اللہ
۱۵۶	۸	غنیم	غنیم
۱۶۱	۵	چو بزمین	بزمین چو
〃	〃	کہ تو مرا	کہ مرا
〃	〃	کردی بسجدہ	کردی تو بسجدہ
〃	۶	چو بطواف	بطواف
〃	〃	بیرون در	کہ بیرون در